

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224839

UNIVERSAL
LIBRARY

TO MOULVE KURAMUT ALI,
Molawallee of the Imambarah of Hooghly.

Brother of Mine,—Your letter reached me together with your pamphlet on the "Origin of the Sciences." It gave me the greatest satisfaction to see this token of your affection and the fruit of your learning. I could not from the weakness of my sight, go through your work from beginning to end at once, but I read it from time to time, and I did not find anything in it which did not astonish me, for the extent of your knowledge and the beauty of your modesty. I found in it gems of historical knowledge, the like of which is not to be found in the works of ancient writers, and philosophical facts of the highest moment as well as discussions on difficult points of Theology. The Mahomedans ought to profit by your book. It would revive the sciences which are based on an enquiry into surrounding existences. Such sciences are neither Christian nor Mahomedan, but belong to man, and are beyond the influence of religious bias or sectarianism. Mention is made in many verses of the Koran of "Men of insight," namely those who observe the creation as it is, without doubt or darkness, and draw from their experience true and philosophical conclusions; for the works of God are like a mirror in which his skill and glory are reflected. In your style of writing, you have achieved the highest end of composition, but had you composed the book in Persian, it would have been better, for the latter language is more common among the Mahomedans than Urdu, and your Persian works are extremely elegant and eloquent. I saw in your treatise a great many points of the Shi'ite Theology discussed, which I do not approve of, since the object of the work is to establish a philosophical system for all Mahomedans in general. God be your protector.

Your servant,
A. SPRENGER.

رسالہ

بیان مآخذ علوم

تصنیف

فاضل کامل عالم بی بدل سرآمد مآئین شوران ہندوستان

۱۰

جناب مولوی
سعید کرامت علی

الحمد للہ العظیم للہ الرحمان متدلی امام بارہ

ہوکلی

مشعر جواب سوال خیر خواہ ہندوستان عمیم الامتنان

جناب معلی القاب

آئرل سرچارلس کریویلین

بہادر دام اقبالہ

یعنی - کہ عربوں نے یونانیوں سے اور فرنگستانیوں نے

عربوں سے کتنا فائدہ علمی حاصل کیا اور اب مسلمانان

ہندوستان اہل انگلستان کے اختلاط سے کتنا فائدہ علمی

حاصل کر سکیں گے *

یہہ رسالہ

مطبع مظہر العجایب

مدین باہتمام حقیر عبد اللطیف مہتمم مطبع ۱۰ اپریل

۱۸۶۴ء کو چھاپا گیا

ہر یہ خدمت با رفعت جناب سید عارف الدین صنی صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد و شکر حکیم مطلق رالہ حق کا کہ پیغمبروں کو بظنی آدم کی تعلیم اور ہدایت کے واسطے بھیجا - اور بہت بہت درود و سلام پیغمبروں پر کہ حکمای الہی ہیں - خصوصاً خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان پر اور انکی برگزیدہ اور پاک اولاد پر اور انکے اصحاب اولوالالباب پر *

اما بعد کہتا ہی کرامت علی بن رحمت ملی حسینی جون پوری کہ یہ چھوٹا رسالہ ہی بیان مبین ماخذ علموں کے - یعنی آدمیوں نے کہاں سے علم پایا - اور بیان مبین اسکے کہ کتنا فائدہ علمی حاصل کیا عربوں نے یونانیوں سے - اور اہل فرنگستان نے کتنا فائدہ علمی حاصل کیا عربوں سے - اور اب مسلمان کتنے فائدہ حاصل کر سکیں گے اختلاط سے اہل فرنگستان کے *

اس رسالہ سے اگر ممکن ہو کہ کوئی شخص فائدہ حاصل کرے - لازم ہی کہ دعا کرے واسطے جناب مستطاب سرچارلس ٹریویلین صاحب بہادر کے - کہ مشوق طلبہ علوم ہیں *

پہلا مقدمہ

مشاہدہ ہی لڑکوں میں کہ اندر اک کی آلات کے واسطے جو انکو ملا ہی - کم کم آہستہ آہستہ علمونکو حاصل کرتے ہیں - اور جتنا اصلی حالت سے دور ہوتے ہیں - اتنا ہی علم اور صنعتوں سے نزدیک ہوتے ہیں - لیکن اس کسب کے واسطے معلم یعنی سکھلانے والا ضرور ہی - سب سے پہلے سکھانا زبان کا ہی - دیکھو لڑکوں کے ساتھ کتنا بکنا پڑتا ہی جب وہ بات کرنے سیکھتے ہیں - اور بڑی محنتوں سے حرفوں کو انکے خاص مخرجوں سے اور خاص وصفوں کے ساتھ نکالتے ہیں - یہہ بات اور امتحانوں سے بھی معلوم ہوئی ہی - چنانچہ اکبر شاہ تیموری نے ایک مکان بنوایا - اور اسمیں دور دور سے رنڈی اور مرد سب گونگے بھرے لائے رکھے - اور اتر کے نوزاد کو اونکو پرورش کے واسطے سونپے - لیکن وہ لڑکے بعد رشد کے قادر کلام پر نہوئے •

اس تہمید سے یہہ غرض نہیں کہ انکو قوت صائیتہ نہیں - بلکہ اس قوت صائیتہ سے کچھہ - آن - دن - این - اور مانند اسکے جیسے اور گونگے کرتے ہیں وہ بھی کرینگے - بلکہ جیسے - با - ما - ہا - آ - اور قریب دن حرفوں کے کچھہ نکال سکیں گے - لیکن بہت عرصہ کے بعد اور آپسے دن حرفوں کو ملا نسکیں گے - اور انکے واسطے کچھہ معنی مقرر فکر سکیں گے - مگر جیسے اشارے * اگر ہم اپنی نوع کی افراد کو متفرع ایک شخص سے جانیں - تو ضرور پہلا معلم ہمارا ایک ہی تھا - مگر بعض یونان کے فیلسوفوں کا قول ہی - کہ انواع

واجناس حب قدیم ہیں - چنانچہ یونان کے فیلاسوفوں کی تواریخ میں فیلاسوف ارسطاطالیس سے منقول ہے - کہ عالم باقی ہی بلا زوال - اور سورج کو جس طرح سے ہم دیکھتے ہیں ہمیشہ گھومتا رہی - اسی طرح سے قدیم ہی - اور زک واد کا اول نہیں ہی - اور ممکن نہیں کہ کوئی بے ما باب کے پیدا ہووے - اور اسی طرح سے جزئیہ ہیں - نکوئی انڈا اولی ہی - نکوئی چڑیا اولی - جزئیہ انڈے سے ہی - انڈا جزئیہ سے - اسی طرح سے سب اجناس و انواع قدیم ہیں *

مانند اس قول کے ایک حدیث میں ہے - کہ ایک شخص نے ہمارے پہلے امام سے پوچھا - کہ آدم کے پہلے کون تھا فرمایا آدم - جب سائل نے اپنے سوال کو کئی دفعہ مکرر کیا - تو حضرت نے فرمایا - اگر تو قیامت تک مجھے پوچھتا رہیگا - تو میں یہی کہوں گا *

اس سے توہم ہوتا ہے کہ آدمی قدیم ہی - لیکن اوس امام ہمام کے اقوال سے کتابین بھری ہوئی ہیں - اور سب کے کان پر نہیں - کہ آدم مخلوق ہی - اس سے سب آدمی پیدا ہوئے - اور قرآن مجید فصیح عبارت سے پکارتا ہے - اور غروبی دین مسلمانوں کا ہے - کہ عالم حادث ہے - آدم تو ایک جزء ہی عالم کا - اس جواب سے مستنبط ہوتا ہے - کہ اصلی غرض سائل کی یہ تھی - کہ آدم کی خلقت کے زمانے کو جانے - اور جاننا زمانے کا طاقت سے باہر ہے - جیسا کہ زید کو یہ بتلائے دوسرے کے اپنے زمان ولادت اور عمر سے آگاہی نہیں ہو سکتی - تو اسیکی اراد کو کس طرح آگاہی ہوگی - حقیقت یہ ہے - کہ ایسی چیزوں کا علم مبدء و معاد

سے نزدیک نہیں کرتا - بلکہ دور کرتا ہی - اور نہ معاش کے کام آتا ہی - لیکن بات فرشتوں کی روزی کا بڑا سبب ہوا ہی - اس حدیث کے معنی یہہ بھی ہیں - کہ علت غائی اگرچہ وجود میں موخر ہی لیکن تصور میں علت مادی و علت صوری و علت فاعلی سے مقدم ہی - چونکہ عالم کی ایجاد کی علت غائی آدم تھا - تو اس حدیثیت سے اسکو علم باری تعالیٰ میں مقدم جانا چاہئے - نہ کہ اس کے علم میں تقدم و تاخر ہی - اسی طرح سے اس بڑے فیلسوف کا قول بھی اپنے ظاہر معنی پر نہوگا - اگر معانی قدیم و بلا زوال ہوں - تو اجناس و انواع معانی ہیں - قدیم و بلا زوال ہونگے - اگر اپنے ظاہر معنی پر ہو تو لازم آئے گا کہ اسکی سمجھ بہت ہی پست تھی - اس واسطے کہ ایسے قول پر کوئی دلیل نہیں - محض خیالی ہی - کچھ مدتوں کے دیکھنے سے ایک طرح پر اسکی ازلیت و ابدیت کسطور سے ثابت ہوگی - اس قول سے نکلتا ہی - کہ ہر ہر فرد اونکا حادث و فانی ہی اور حدوث و فنا ضد ازلی و ابدی ہی • قطع نظر اس کے کہ تسلسل باطل ہی - ہم اگر ایک گتھلی بوڑھیں اور اس سے دس پھل ہوں پھر ہر ہر پھل سے دس دس پھل تو کہہ سکیں گے کہ ابتدا ان سب پھل کی ایک گتھلی تھی - اگرچہ ایسے حساب آدمی کی طاقت سے باہر ہیں - پھر بھی لوگ کوت کرتے ہیں - کہ اس کہیت میں کئی من غلہ اور کتنے تخم مے اتنا ہوا - تولد و تناسل و تکاثر بڑی دلیل ہی - کہ ابتدا میں ایک ہی شخص تھا گو ہم حساب نہ کر سکیں - علامہ اس کے سب ملت والے قائل ہیں - کہ اصل آدمی کی ایک ہی ہی - تو ہم کو ضرور ہی کہہیں - کہ اس

اصل اول نے الہام سے سب سیکھ کے اپنے لڑکوں کو سکھایا۔ اور چٹائی
 قوتین ہم مین ہین متفرع اومی اصل سے ہین۔ اگر ہم اپنی قوتوں کو
 کہ جس کام کے واسطے اصالۃ و بالذات خلق ہوئی ہی صرف کریں
 تو ہم سے بڑے بڑے کام صادر ہو سکیں گے *

دوسرا مقدمہ

یہود و عیسائی و مسلمان سب کہتے ہیں کہ پہلی اصل سے ہوا
 ایک شخص کے جنکو حضرت نوح علیہ السلام اور آدم ثانی اور
 دوسرا ابو البشر بھی کہتے ہیں اور انکے تین بیٹوں اور انکی چورنکی
 سوا کوئی نہ بچا۔ سب پانی کے طوفان سے تمام ہو گئے ہوائی عوج
 بن عوق کے [کہ اتنا لذبا تھا۔ کہ پانی اوسکی چھاتی اور کمر تک نہ
 پہونچا۔ اسے حضرت مومی علیہ السلام نے مارا] جتنے آدمی انکے
 بعد ہوئے۔ انہیں تیلونکی اولاد ہین۔ نام نامی انکے یہہ ہین۔
 حضرت سام۔ حضرت یافث۔ حضرت حام۔ بت پرستوں نے خلقت عالم
 کے زمانے کو بہت لذبا اور دراز لکھا ہی۔ کہ آدمی کے فہم سے باہر
 ہی۔ محض خیالی زمانے۔ کوئی دلیل اس پر نہیں۔ صرف تقلید
 ہی۔ یہہ کہ برابر سے سننے آتے ہین۔ تو جھوٹی کہانی بھی لوگ
 سننے آتے ہین۔ وہ جھوٹی کہانی کیا سچ ہو سکتی ہی *

اے لوگو! میں بڑا چرچا تھا علم نجوم کا۔ اور اب بھی بعضوں میں ہی۔
 مصریوں کا علم نجوم اور کادانیوں کا اور ہندوؤں کا علم نجوم مشہور ہی۔ ان
 تینوں سے ملکر چوتھا ایک علم نجوم نکلا۔ اسے فارمیوں کا علم نجوم کہتے ہیں۔
 انکے منجموں نے عالم کی خلقت کا اور آدم کی خلقت کا اور طوفان کا

زائچہ بنایا - خطا و ابقور کے حکما کے نزدیک آفرینش عالم سے لغایت حال تخریفا آئہ کرور چہیاسی لاکھ تیس ہزار چارمی بتیس برس گذرے ہیں رقم ارسکی یہہ ہی [۸۸۶۳۰۴۲۲] * طوفانکا قول مانند اونکے اقوال کے نہیں ہی - بلکہ اوسپر دلیلین ہیں گول ہونا زمین کا - اور اونچی جگہیں پانی وغیرہ کے صدمہ سے نیچے بہہ کے آوے - اور نیچی زمین کو کم کم بہرے تو ضرور پانی ساری زمین کو گھیر لیگا - دوسری کایذات حفرة کا ہونا - تیسری زمین کو کہوہ نے ہے - اور بعض پہاڑ طبقہ طبقہ معلوم ہوتے ہیں - اگرچہ یہہ سب علوم اب تک کمال کو نہیں پہونچے - اور حساب بھی اونکا آدمی کی طاقت سے باہر ہی مگر طبیعیات میں اتنا ہی کافی ہی - جیسے آدمی و درخت کی عمر کو دیکھ کے - علامتوں اور نشانیوں کو پہچانکے تخریفا بتلا سکتے ہیں - گو زمانہ تحقیقی معلوم نہو - سب سے بڑی دلیل پیغمبرونکا فرمانا کہ حکماء الہی ہیں - کہ اونکے اقوال مانند اور اونکے واہی تباہی نہیں - وہ سب محالات عقلیہ کے قائل نہیں - تو اس میں کچھ شک نہیں کہ طوفان ہوا - اور انہیں تیزونکی ذریعت ساری جہان میں ہی - قطع نظر اسکے - اگر ہم اپنے ہی امتحان کو درست سمجھیں - تو دیکھنے سے معلوم ہوگا - کہ سارے جہانکے آدمی تین صنفیں آپس میں ممتاز ہیں - اور باوجود تباہی شکل و شمائل کے - بسبب اس شناخت کے جو ہمکو عطا ہوئی ہی - دیکھنے سے کہہ دینگے - کہ یہہ سب بنی نوع انسان - اور ہماری ذات اور بپائی ہیں - تو جنہوں نے کہا ہی - کہ انسان سب ایک ہی کی اولاد نہیں محض خیالی ہی - بسبب داخل ہونے نسبونکے ایک دوسرے میں -

جغرافیاء والوں نے بہت سا اختلاف کیا ہے۔ اور اختلاف بلاد بھی کچھ کچھ موثر ہے *

تیسرا مقدمہ

جغرافیاء و تواریخ کی کتابوں میں معلوم ہے کہ حضرت سام کی اولاد - اچھے اچھے ملک ایشیا کے - اور یونان و روم و مصر کو گھیر لیا - سوائے مصر کے اور جگہوں افریقہ میں بھی گھس پڑی - حضرت حام کی اولاد جنگلوں پہاڑوں میں اور بعض جزائر میں بھاگتے پھریں - حضرت یافث کی اولاد شرقی و شمالی ایشیا و فرنگستان میں جا بسے - اور جتنے پیغمبر کہ یہود و عیسائی و مسلمانوں کی کتابوں میں مذکور ہیں وہ سب حضرت سام کی اولاد ہیں - مسلمانوں کی حدیث کی کتابوں میں شمار میں پیغمبروں کے ظاہر میں بہت سا اختلاف معلوم ہوتا ہے - شیعوں کی ایک حدیث میں ہے - کہ سوای اورون کے صرف بنی اسرائیل کے چار ہزار پیغمبر تھے - ایک روایت میں ہے - کہ سب پیغمبر تین لاکھ بیس ہزار تھے - تیسری روایت میں ہے - کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے - اور اسی قدر ان کے وصی تھے - مشہور یہ ہے - کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے - اور اسی قدر ان کے وصی تھے - لیکن ایک لاکھ چوالیس ہزار کی روایت ساتویں باب رسالہ مشاہدات یوحنا میں ملتی ہے - کہ ہر ہر فرقہ بنی اسرائیل سے بارہ بارہ ہزار تھے - اور غیر فرقوں سے بہت - مگر اوس میں پیغمبر کے لفظ میں مذکور نہیں - مگر حاصل ایک ہی تھی - لیکن ان میں پیغمبر و نمین کتنے کس قوم میں معلوم نہیں - اس میں شک نہیں کہ حضرت یاقوف

کی اولاد میں پیغمبر ہوئے ہیں۔ کہ ان میں دانشمند لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت حام کی اولاد میں مجھے تردد ہی کہ کچھ جو آدمیت کی ان میں نہیں پائی جاتی۔ شاید ان میں بھی ہوئے ہوں۔ ان سب پیغمبروں میں بہت تھوڑے ہونگے۔ کہ سب جن و انہس پر معبود ہوئے ہوں۔ بعض ان میں سے ایک قوم یا ایک شہر یا گائوں یا ایک خاندان۔ یا اپنے ہی گھر کے لوگوں پر معبود ہوئے ہیں۔ بعض ان میں سے اپنے ہی پر معبود تھے۔ حضرت ذوالقرنین و حضرت لقمان جسے یونانی یا افرنج زبان میں ایزوب کہتے ہیں۔ انکی پیغمبری میں اختلاف ہی۔ حدیث میں مفضل بن عمر جعفری کی جو توحید میں ہی۔ ہماری چھٹی امام نے۔ رد میں ان لوگوں کے۔ جو منکر صانع تعالیٰ والہ احق ہیں۔ اور خلقت کو ناقص جانتے ہیں۔ ارسطاطالیس حکیم کے قول کو سند لائے ہیں۔ کہ ارس نے رد کیا ان پر اور کہا۔ کہ جو چیز بسبب عارضوں کے۔ کہ رحم میں حادث ہوتا ہی۔ پیدا ہوتی ہی۔ منطقی عقل کے انہیں ہی۔ چونکہ اکثر امور حکمت کے قانون پر واقع ہوتا ہی۔ البتہ ایک مدبر حکیم چاہئے نقط۔ اس حدیث سے ارس حکیم کی بزرگی پائی جاتی ہی۔ خواہ پیغمبر ہو خواہ نہ ہو۔ پیغمبر کے معنی مسلمانوں کی کتابوں میں دیکھ لو۔ مسترد آل پادری امریکا کی نے [جو قایل خدای یگانہ ہی] مجھے کہا۔ کہ جو آدمی سچ کہے وہ پیغمبر ہی۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برے سچے تھے تو وہ پیغمبر تھے۔ لیکن اوس نے پیغمبری کے صفوں سے جو بہت ہیں ایک ہی وصف کو کہ سچائی ہی لیا۔ اور سب صفوں کو چھوڑ دیا

ظاہر یہہ ہی کہ ہر پیغمبر سچا ہوتا ہی لیکن ضرور تہین کہ ہر
سچا پیغمبر ہو *

چوتھا مقدمہ

مسلمانوں کی تواریخ میں اور حدیثوں میں ہی کہ حضرت آدم علیہ
السلام اور انکی ذریت کی زبان طوفان کے قبل تک سربانی تھی -
شیعوں کی حدیث میں ہی کہ حضرت نوح و حضرت صالح و حضرت
ہود و حضرت لوط و حضرت شعیب [پدرزن حضرت موسیٰ]
و حضرت خاتم پیغمبران علیہم السلام کی زبان عربی تھی - لیکن لغتوں
میں لکھتے ہیں کہ حضرت نوح و حضرت ہود و حضرت لوط علیہم
السلام کے نام عجمہ ہیں - یعنی عربی نہیں ہی - میری سمجھہ
میں نہیں آتا - اون ناموں کی وزن اور مشتقات سب عربی ہیں
تو عجمہ کیوں ہونے لگے - اور یہہ کہ شہر بابل کے بنائے میں - فلج
بن عبیدر کے وقت میں خلل پڑا اور زبانیں انکی بدل گئیں -
میں یہہ سمجھتا ہوں کہ وہ سب جب وہاں سے متفرق ہوئے - تینوں
بزرگوں کی اولاد کو تین زبانیں کہ جو اصلی تھیں ملیں - پہلی
زبان کہ بنا اوسکی حروف مفردہ پر ہی - اور بمفردہ الحجد کے اور عوام
کے واسطے ہی - اور جتنی زبانیں اوسکے قاعدوں کے تحت میں
ہیں اوس کا نام میں فارسی رکھا ہی - دوسری زبان کہ بنا اوس کی
دو حرفی پر ہی اور جتنی زبانیں اوسکے قاعدے کے تحت میں ہیں -
اوسکا نام میں ترکی رکھا ہی - تیسری زبان کہ غالب بنا اوسکی
برعایت صنعت قلب سے حرفی پر ہی - اور جتنی زبانیں اوسکے

قاعدے کے تحت مین مین اوس کا نام مین نے عربی رکھا ہی -
اور ایک حرف تنہا زبان سے نہ نکل سکیگا جب تک دوسرے حرف
سے نہ ملایا جارے - اوسکے واسطے خاصۃ الف و واو و یا ہی - اگرچہ ان
تینوں حرفوں کے اور معنی بھی ہیں - اور دوسرے اور تیسرے معنی
حاصل کرنے کے واسطے اور حرفوں سے بھی ملا سکتے ہیں - اور فارسی
و ترکی مین فقط لفظ کی تفخیم کے واسطے بہت حرف ملائے جاتے
ہیں - اور حروف نسبت اور نسبت در نسبت اندرون مین خصوصاً
فارسی مین بہت ہیں - اور عربی مین حرف کے بڑھنے سے معنی بڑھ
جاتے ہیں - یہ تینوں زبانیں الہام سے حضرت آدم علیہ السلام اور انکے
بعد کے پیغمبروں کو عطا ہوئی ہیں - یعنی کلیت و جنسیت و نوعیت
و منفیت کے واسطے جیسے انسان یا آدمی نوعیت پر دلالت کرتا ہی -
اسکی سب فردین ابتداء خلقت سے آخر تک ہی - اور جائے اسماء و اعلام
و اسماء اصوات و اصطلاحات کے الفاظ ہیں لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں -
اور بنتے جاتے ہیں - اصل زبان سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے - عبرانی کا لقب
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پڑا - جب سے انکو حکم ہوا صحرا گردی
و دشت نور دیکھا - اس واسطے کہ اوسکے معنی نذیر السفر کے ہیں - اور یہہ
کہ ندی کے عبور کرنے سے انکا لقب عبوری ہوا - دور ہی - گویا وہ زبان
بسبب کثرت سفر اور لوگر کے اختلاط سے پیدا ہوئی - جیسے اردو زبان مثلاً
اب وہ زبان صرف آسمانی کتابوں مین ہی کسی قوم کی بول چال
مین نہیں ہی - ان آسمانی کتابوں کے محاورے مین بھی آپس مین بڑا
اختلاف - تورات سے لے کے ملاخیا نبی کے رسالے تک کہ ایک تیس کتاب
ہی - ایک دوسرے اور محاورے پر نہیں ہی *

پانچوان مقدمہ

حضرت سام کی ازلان میں بھی بڑے بڑے ہتپرست اور سرکش گذرے ہیں۔ یہاں تلک کہ بعض ارنکے سلاطین اپنی تین خدا کہتے اور کہلاتے تھے۔ ایسے یہہ بات تو میں جنکو کچھ جالا و منصب ہی ارن میں بھی پاتا ہوں۔ کہ اپنے واسطے سامان بزرگی و القاب و منصب نامے بزرگی کے تیار کرنے لگتے ہیں۔ خصوصاً بڑے بڑے حکام کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ چین کے تاتاری پادشاہ اپنی تین چاند کی اولاد جانتے ہیں۔ میں یہہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص ارن میں اسکا نام آئی دغدی ہوگا۔ ترکی میں آبی چاند کو کہتے ہیں اور دغدی بمعنی زادہ۔ یعنی ماہ زاد۔ یہہ نام ترکوں کا ہوتا ہی۔ خوشامدیوں نے اوسکو حقیقت ٹھہرا دیا۔ اسی طرح سے تاتار اور منغل کی بڑی ماؤنسے۔ ایک بی بی الانقوا نام تھی۔ اوسنے اوس سے بڑے کے ظاہر کیا۔ کہ میں سورج سے حاملہ ہوں۔ اور سورج سے لڑکے جنسی۔ اوسے لڑکے کی ذریت سے تاتاریہ و مغولیہ ہیں۔ اور مغولیہ کی ذریت سے سلاطین قیمریہ ہیں۔ جنہوں نے کئی سی برس ہندوستان کی سلطنت کی۔ ارنکے علم میں سونے کے تار سے یہہ شعر فارسی لکھا ہوا تھا *

از ان باد بود قدم آستانہ ما * کہ آفتاب قدم می نہ بخانہ ما

دالمگیر اورنگ زیب نے کہ کچھ پڑھا لکھا تھا۔ اوس بدعت کو موقوف کیا۔ ارن سرکش قوم کے نام یہہ ہیں۔ عاد۔ و ثمود۔ و جرہم اولی۔ قوم عاد سے عمالفہ ہیں۔ اور فراعذہ مصر قوم عمالفہ سے ہیں۔ اور کذعان۔ ان سبکو عرب بایدہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی ارنکی

مفصلی خبریں اور آثار کچھ باقی نہیں ہیں - کنعانی کو لکھا
 ہی - کہ کنعان بن سام کی اولاد سے ہیں - اور کنعانیدوں کی زبان
 مشابہ عربی زبان کے تھی - اور کنعان کے ملک کو فینیقیہ یا فونیقیہ - اور
 غور بھی کہتے ہیں - اور یہ کہ کنعان بیتا حضرت حام کا ہی - زمین
 کی تقسیم کے مخالف ہی - اس واسطے کہ حام کی اولاد کو افریقیہ ملی -
 اگرچہ ان قوموں کی خبر مفصلی معلوم نہیں - لیکن مجملی خبر
 اسی زمانے کی اشعار میں عرب کے اب تک موجود ہیں - اور عرب
 اپنی تاریخوں کو اشعار میں لکھتے تھے - اور مثلوں میں درج کرتے تھے -
 خصوصاً لڑائیوں کے دنوں کو وہ اس فن میں اور بھی کئی فنون میں
 ضرب المثل ہیں - حانظہ اونکا مشہور ہی - اور بڑی دلیل ان
 قوموں کے ہونے کی یہ ہے - کہ اونکا احوال اجمالی قرآن مجید میں
 مذکور ہی - اور قرآن مجید میں ان ہیں قوموں کا احوال مذکور ہی -
 جنکو عرب و یہود خوب جانتے تھے - غیر فرقوں کا احوال جسکو وہ لوگ نہیں
 جانتے تھے اوس میں مذکور نہیں ہی - اگر ان قوموں کا وجود نہ ہوتا - اور وہ
 سب احوال جھوٹے ہوتا تو وہ سب خصوصاً اعراب یعنی بادیه نشین
 انکار کرتے - مگر انہوں نے انکار نہ کر کے یہی کہا - کہ یہ سب قصے
 پیشیندہ کیے ہیں - اور ان کے نام بھی عربی ہیں - دیکھو لغتوں کی
 کتابوں کو - اور مشتقات سب دریافت کریں - اگر ایک قوم کا احوال
 دوسری قوم نجانے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اوس قوم کا وجود
 ہی نہیں - یا انکا احوال سب بے اصل ہی - جنہوں نے کہا ہی کہ
 عرب سب حضرت اسمعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہیں
 محض بے دلیل ہی - عرب حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ابوالفصاحت

کہتے تھے یعنی فصاحت کا باپ - اور ایسا ہی ہی کہ ابنک حجازیونکی زبان فصاحت میں سب عرب کی زبان سے ممتاز ہی - اور اونکے بیٹے قیدار کو ابو العرب کہتے ہیں - کہ وہ عرب کے مربی تھے باپ کے مانند نہ اس معنی سے کہ سب عرب اونکی اولاد ہیں - بنی اسمعیل کو عرب مستعربہ کہتے ہیں - یعنی عرب میں داخل ہوئے اور پہلے اوسکے عبرانی تھے - حضرت اسمعیل نے جرہم ثانی کے قبیلہ کی بیٹی سے شادی کی - ہوسکتا ہی کہ مصری عورت سے بھی شادی کیا ہو جیسے ثورات میں ہی - بنی اسمعیل کی بزرگیان ثابت ہیں بلکہ اونکے سبب سے سایر عرب کو بھی بزرگیان حاصل ہوئیں - دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت تک اونکے صحرا میں رہے باوجودیکہ سب اپنے بھائیوں سے لڑے جیسے بنی عمون و بنی مواب ابناء حضرت لوط علیہ السلام - اور بنی قنظورہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب سے تھے - اور بنی عیصو کہ عیصو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے - اور توام پیدا ہوئے تھے - سب سے لڑے مگر عرب و بنی اسمعیل سے نہیں لڑے - اسطرح سے کوئی پیغمبر یا پادشاہ بنی اسرائیل کا عرب و بنی اسمعیل سے نہیں لڑا - تو اس سے صاف اونکی بزرگی ثابت ہی - یہہ بڑی دلیل ہی حقیقت اسلام پر - اور یہان عرب سے سوای عمالقہ و فراعنہ و کذعانوںکے مراد ہی *

چہتوان مقدمہ

مشرقستان و کذعان کے ملک میں عمالقہ اور کذعانی اور دوسری دوسری قوم اور قبیلہ عرب صحاۃ کہ عرب سلیم قوم قضاۃ بن مالک

بن سبا یا بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر
 بن سبا سے تھے - اور یمن سے جا کے وہاں بسے تھے - وہاں بستین تھیں -
 بنی اسرائیل نے جب ان ملکوں میں چڑھائی کی - سوری و نذعانہ
 جو اہل علم و فضل و قوی تھے - اپنے ملکوں کو چھوڑ یونان کے ملک میں
 جا بسے - جولڑے مارے گئے - جو رہ گئے بنی اسرائیل کے جزیہ گزار ہوئے -
 عرب صحابہ شاید بنی اسرائیل کے مدد کار تھے - وہیں رہے - اور ریاست
 کرتے تھے تابع میں بنی اسرائیل اور دوسرے پادشاہوں کے - جبکہ
 بنی اسرائیل کا زور کم ہو گیا تب بھی تھے - بعد اسکے چھہ سی یا چار
 می برس قبل ہجرت کے جب کہ سد مارب ملک یمن کی جس کو
 ملکہ بلقیس یا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بذایا تھا - بری سیل
 سے جس کو سیل عرم کہتے ہیں - وہ مد ٹوٹ گئی وہاں کے رہنے والے
 بھاگے - ان میں سے بنی عمرو بن مازن بن ازہ بن غوث بن نبت
 بن مالک بن اد بن زید بن کہلان بن سبا تھے - ان کو غسان کہتے ہیں
 اس واسطے کہ ایک پانی کا نام شامات میں غسان ہی - وہ پہلے وہاں
 جا کے اترے - بعد اسکے بنی سلیم سے لڑے - ان کے بادشاہوں کو قتل
 کیا - ان کی جگہوں کو چھین لیا - تب عرب قضاہ نے اور رومیوں نے جو
 شامات میں رہتے اور حکومت کرتے تھے ان کو ماریا اور قبول کیا - وہ
 غسانہ ملک روم کے عمال و تابعین سے ہوئے - ان میں ایک تیس
 بادشاہ گذرے ہیں - پہلا ان میں جفہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عمرو
 بن مزینہ تھا - کہ بنی سلیم کو ماریا نکالا - آخر ان کا جبکہ بن بن آیم
 بن جبکہ تھا کہ مسلمان ہوا خلافت میں خلیفہ ثانی کے - بعد اسکے
 بھاگ گیا اور نصرانی ہوا - ان ہوں نے چھہ می یا چار سی برس

یا درمیان اسکے بادشاہی کی - اونکے آثار سے بہت سے برکہ اور دیرہین - اوس مین سے دیر حالی و دیر ایوب و دیر ہند و صرح غدیر و حفیر و برکہ اوس کا اور دیر ضخیم و دیر نبوت اور بہت سے پل و ادراج و قسطل و قصر سویدا و شاید قصر برقع کچھ کچھ اب تک موجود ہیں - اوس ملک کا مذہب بہتوں کا مذہب صابی تھا وہ مذہب مین ایسا سمجھتا ہوں کہ اگلے فارسیوں کا سا ہی - کہ ستارے اور فرشتوں کو مانتے ہیں - اور انکی پرستش گاہیں بھی تھیں - از بہت عیسائیوں کا مذہب اور کچھ یہودیوں کا مذہب تھا قبل اسلام کے - اور کچھ تھوڑے بت پرست تھے - زبانین اوس ملک کی عربی - سریانی - عبرانی - تھی - خواص مین بیشتر یونانی و کمتر لاطینی بھی کچھ کچھ تھی - اس واسطے کہ یونانی و لاطینی زبان انہی حکما کی جو سورستان و کنعان سے گئے بنائے ہوئی تھی *

ساتواں مقدمہ

اصلی یونان کا ملک بہت وسیع نہیں ہی - اور بڑا زمین لرزہ ہوا کرتا ہی - سیل پانی کی بہت ہولناک دھان ہوتی ہی - اور بڑے بڑے پہاڑ ہیں - اور آگ کا پہاڑ ہی جسے برکان یا بلکان یا ولکان کہتے ہیں - اب جہاں کہیں آگ کا پہاڑ ہو یہی نام ہو گیا ہی - انہیں سببوں سے وہ ملک زمین قارہ سے جدا ہو گیا ہی - تاریخ ابن خلکان مین حاء مہماہ کے حرف مین ترجمہ مین ابو زید حنین کے لکھا ہی - کہ یونانی اولاد سے یونان بن یاؤث بن نوح علیہ السلام کے ہیں - مین کہتا ہوں اولاد در اولاد سے ہوگا - غرض ابتدا مین وہ لوگ وحشی

تھے ۔ اسباب تمدن سے کچھ واقفیت نہ رکھتے تھے ۔ یہاں تک کہ شادی بیاہ بھی نہ جانتے تھے ۔ آریہائی ہزار برس تخمیناً قبل ہجرت کے ۔ کچھ مسافر وہاں جا کے بسے وہ بت پرست تھے اور ان کا رویہ و انتظام اچھا نہ تھا ۔ بعد اوسکے مصر سے اور سوزستان سے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور دونوں ملکوں پر حملہ کیا بھاگے وہاں گئے ۔ تب ایک گروہ یونانی بنی ۔ جب یونانیوں پر سختی پڑی اور جگہہ نے تذکی کی ۔ سمندر پار ہو چھوٹی اسیا جسے اناطولی بھی کہتے ہیں اوسکے کنارے کے جزیرے میں آ بسے ۔ ققروب مصری نے دین و تزوج اور سکھایا ۔ اور محکمہ اریو پاچہ کو قائم کیا ۔ اور بلاد اتیکہ میں شہر اڈینا بسایا پہلے اوسکے نام سے ققرویداکر مشہور تھا ۔ اور دائیوس مصری نے مملکت ارغوس میں فلاحت کو داخل کیا ۔ اسی طرح سے اور فن و ہنر سکھائے ۔ ممی قدسوس صوری نے ۔ اور انگوڑ بونا اور عمل معدن سکھایا ۔ حروف ہجائیہ تیرہ یا سولہ سوائے الف و واو و یا کے ۔ اور اوس سمیت سولہ یا انیس حروف سکھائے ۔ اور ان حروف کو یونانیوں سے رومیوں نے سیکھا ۔ اب وہ حرف سارے فرنگستان کے ہیں ۔ لکھنے کا دستور دھنی طرف سے بائیں طرف کو اور بائیں طرف سے دھنی طرف کو دونوں طور سے قدیم سے تھا ۔ قیاس سے بہت دور ہی ۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ کتابت خط عربی و سریانی و عبرانی و فارسی و ترکی دھنی طرف سے بائیں طرف کو ہی ۔ اور ان سب زبانوں کی قدامت میں کچھ شک نہیں ۔ جس طرح بولنے میں پہلا حرف مقدم ہی دوسرے پر ۔ اسی طرح سے دھنا مقدم ہی بائیں پر ۔ سینے میں دیکھو ہاتھ

کا رخ اور سامہذا اوس کا کف دست کی طرف ہی - اور یہی احوال
 ہی اذن کا جو اظہار سے لکھنے کے آتے ہیں - یا بطور دایرہ کے لکھتے
 ہیں - اگرچہ پیچھے طرف کو اولتے بازو سے چلنا ممکن ہی - لیکن
 تھیک چلنا مونہہ کی طرف کا ہی - اور بعض صورتیں لکھنے کی
 تو ہو بھی نہیں سکتی - اور حروف مفردہ کی صورت دلالت کرتی ہی
 کتابت پر کتابوں کے مفردہ ہی صورت پر - اور کوئی کشش اور
 حرفوں میں دھڑے سے بائیں کو یا برعکس نہیں - بلکہ سب
 کششیں اوسکی نیچے اوپر ہی - ان جہتوں سے میرا قیاس یہی ہی
 کہ بائیں سے دھڑے کو لکھنا بعد کی ایجاد ہی دیکھو عربوں کو کہ
 ہندسے کی رقموں کو بائیں طرف کے لکھنے والوں سے لیا اب تک اوس
 طور سے لکھتے ہیں - وہ سب یونانی نے جب خوب اطمینان حاصل
 کیا - تب علموں اور صنعتوں کی طرف متوجہ ہوئے - اور بڑے
 مشہور ہوئے یہاں تک کہ اگر کوئی اذن کے احوال کو نہ جانے - اور
 اذن کی حکمتوں اور صنعتوں کو نہ پہچانے جاہل گنا جاتا ہی -
 انہوں نے بڑے بڑے اچندے کے بت خانے بنائے ہر قسم کی تصویریں
 بنائیں - اوس بت خانے کے کھنوں سے اگر کوئی آئندہ کا احوال
 پوچھتا - تو وہ مبہم گول گول جواب دیتا - اوس جواب کو بقوں کی
 طرف منسوب کرتے - جو کوئی ایک نیا کام مفید نکالتا - اوسکو
 خدا کہتے - اوس کی صورت کی پرستش کرتے - حکیموں سے صرف
 آئین بنواتے - اگر اوس آئین کو پسند نہ کرتے تو بدلاتے سولوں حکیم
 کہ پیشیندہوں سے ہی - معاصر طاليس ملیطی کا - اوس کے آئین
 ناقص تھے - تو کہتا آئینا ئینوں کے لئے اس سے بہتر نہیں چاہئے -

جب آئیڈونکے بدلنے سے تھگ گیا تو اون سے رخصت لے کے دس برس کے واسطے اوس ملک سے نکل گیا۔ جب کسی حکیم سے خفا ہوتے۔ ایک بہانے سے مار ڈالتے نام۔ کے بنائے مین اور تحریف کرنے مین بڑے استاد تھے۔ اونکی تواریخ کی کتابیں جدید سارے جہان کے بت پرستوں کی ہوتی ہیں۔ خرابات سے بھری ہیں۔ ہر دوط مورخ جو ابتک ابوالمورخ گڑا جاتا ہی جسکو حکیم فیثاغورث نے جہنم کی سیاحت و سیر مین اور ہومیر شاعر کو بسبب جھوٹے کہنے کے جہنم مین بڑے مذاب مین دیکھا۔ اوس نے اپنی تواریخ بشری مین جو سب احوال اور ملکوں کا لکھا ہی۔ اور انکے نام تراشے ہیں۔ سذکے تعجب ہوتا ہی۔ شاید انبیاء بنی اسرائیل کے رسالوں مین جو یہود کے جفگ مین ہی۔ ایسے نام اوسی کتاب سے لیا ہی۔ یونانی سب اور اونکی ذریت اور انکے حکما کی ذریت سب منقرض ہو گئی کوئی اون مین سے باقی نہیں ہی۔ یونانیوں کے بعد رومیوں نے نام نکالا۔

روم کا ملک

روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام سے آباد ہوا۔ شاید روم عیصو کی اولاد در اولاد سے ہو۔ وہ لوگ بھی بنی اسرائیل کی چوہاٹی سے اپنا ملک سورتان چھوڑ وہاں آ کے بسے۔ یونانیوں کے بعد انہوں نے سلطنت کی۔ اونکی سلطنت مین کچھ حکما خصوصاً اطباء اپنے فن مین کامل ہوئے ہیں۔ انہی کے زمانے مین حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام خدا کی قدرت سے بن باب کے حضرت مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے۔ اور مبعوث ہوئے۔ لاکھوں بیمار کو جسکو

آنکھ بھر کے مہربانی سے دیکھا اچھا ہو گیا - جس نے اونکا کپڑا صدق دلسے چھوا اچھا ہو گیا - جسکی آنکھ کا نشان تک بھی نہ تھا بیٹھا ہو گیا - مردوں کو بھی خدا کے حکم سے جلایا - جسکا وصف خدا نے اور خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان نے کیا ہو میں اوسکا وصف کیا اکھوں - میدی سڑی زبان و قلم سے کیا ہو سکتا - اون رو میوں نے اپنے شیطانہ خیال سے کہ کہیں ہماری پادشاہی نچھین لیں اونکو بہت دکھ دیا - دہی شہادت اونکے ہوئے - حضرت کے حواریوں کو اور اونکے اصحاب معلی القاب کو اور انکے بعد جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے سبکو شہید کیا - اصلہ عیسائی کو اتنا شہید کیا کہ اونکے خون سے نہ دیان بہا دیں - بت پرستی میں سب بت پرستوں سے بڑچڑھ کے نکلے - جب بدین عیسائی مشرف ہوئے تب اور ہی قسم کی بت پرستی نکالی - پیشوایان دین کی صورتوں کو پرستش کرنے لگے - اب تک یہی احوال ہی *

اتھوان مقدمہ

یونان کے حکما کی تاریخ میں کہ لوگوں میں بہت معتبر ہی چھتیس فیلسوفوں کے نام مندرج ہیں - پہلے حکیم طالیمس ملیطی کہ اوسکو صوری بھی کہتے ہیں - اسواسطے کہ اوسکے بزرگوار صور سے آکے ملیطے میں کہ یونان کے ملکوں میں سے ہی بسے تھے - وہ بارہ سی برس ہجرت کے پہلے تھا - سبکے آخر میں زینون فیلسوف کا ذکر ہی - مرگیا تخرمینا آتھ ہی ساٹھ برس قبل ہجرت کے - اون ٹاسونکے ضمن میں بعض اور فیلسوفوں کے نام بھی ہیں - بقراط طبیب کا نام بھی اوسے ضمن میں مذکور ہی - اون فیلسفوں کے مذہب کے نام جدے جدے ہیں - ایک مذہب اونیمن سوفسطانیون کا ہی - وہ تابع ہیں بیدرون فیلسوف کے کہتے ہیں کوئی چیز ہرگز موجود نہیں ہی - مذکور ہی سب چیزوں کے -

بعض ارنمیں دھرمی ہدیں منکر ہدیں صانع تعالیٰ والہ حق کے۔ بعض قایل ہدیں تفسیح اراح کے۔ بعض منکر ہدیں اخلاق و آداب کے بلکہ اوسکے دشمن ہیں۔ ارنکا لقب کابی ہی۔ سواي ایک عباد و عصا و کاسہ یا خرجین کے کسی چیز کو نہ کہتے تھے۔ جازے گرمی میں اسی طرح سے کاتتے تھے صحراؤں میں درختوں کے نیچے جہاں پاتے ہوتے۔ بعض عمائد سے سنا کہ اخلاق و آداب تصنع ہی۔ آدمی کو جھوٹا بنانا ہی۔ مگر یہ عمائد اپنے بالادست سے بہت خضوع و خشوع سے اخلاق و آداب کرتے ہیں اور حاجت میں بہت چالوسی کرتے اور مرفہ رہتے ہیں۔ برخلاف کلیڈون کے کہ پادشاہ و گناسے ارنکی رفتار یکساں تھی۔ وہ سب فیلسوف کے مذہب ایک دوسرے سے مخالف۔ ارنکے شاگردوں نے اپنے اپنے مذہب کی تائید میں اور دوسرے کی ابطال میں اپنی عمر کاٹی۔ اس فلسفے سے سارے مذہب باطل اور جدلیات پیدا ہوئے۔ ارن فیلسوفوں کے احوال سننے سے نفرت ہوتی ہی۔ وہ سب مسائل کو اشعار میں لکھتے تھے بعدہ جو نثر میں لکھنے لگے تو بہت دقیق عبارت سے کہ سواي حکمائے کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ اور لوگوں سے چپھاتے تھے چنانچہ تاریخ حکما میں ہی۔ کہ جب اسکندر اسیامین تھا سنا۔ کہ حکیم ارسطاطالیس نے اپنی کتابوں کو۔ جو طبیعیات و ریاضیات وغیرہ میں تھیں۔ سب عام لوگوں کے لئے ظاہر کیں۔ اسکندریہ سنکے بہت رنجیدہ ہوا اور خط میں اپنی رنجش کو ظاہر کیا۔ ارسطاطالیس پر۔ تب ارسطاطالیس نے۔ جواب میں لکھا۔ کہ میں نے ارن کتابوں کے معنے کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ کہ ارن کتابوں کی عبارت بہت غامض و دقیق ہی۔ بے تلافی کوئی نہ سمجھ سکا تاریخ ابن خلکان میں ہی۔ کہ کتاب نفس جو حکیم ارسطاطالیس سے ہی۔ اوسپر معلم ثانی ابونصر فارابی نے۔ اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ اس کتاب کو میں نے دوسو مرتبہ

بڑھا اور بھی اوس سے منقول ہی - کہ اوسنے لکھا کہ میں نے پڑھا سماع طبعی
 کی کتاب کو جو ارسطاطالیدس سے ہی چالیس مرتبہ اور دیکھتا ہوں کہ میں
 محتاج ہوں کہ پھر سے پڑھوں اور اسے سننے میں نہیں آیا کہ کوئی کتاب
 باقی ہو - افلاطون الہی سے کل بارہ خط مخاطبات میں رہ گئی ہیں ۔
 ارسطاطالیدس کی کتابیں اراہل میں مسلمانوں کے پاس تھیں - ابکا احوال
 نہیں معلوم شاید فرنگستان میں اب بھی ہوں - تاریخوں میں ہی کہ سقراط
 حکیم حضرت لقمان کا شاگرد تھا جسے ایزوب کہتے ہیں - اور حضرت لقمان
 پیغمبر ہوں یا نہیں لیکن اچھوں میں تھے - حضرت داؤد علیہ السلام کی
 خدمت میں رہتے تھے - انکی تعریف فرقان مجید میں ہی - میرا اعتقاد
 اون فیلسوفوں سے بد نہیں - انکی اچھی اچھی باتیں بہت ہیں - چونکہ
 بت پرستوں میں رہتے تھے اور انکے مغلوب تھے - لوگوں نے انکے اقوال و افعال کو
 نہ سمجھ کے اپنی سمجھ کے موافق انکو مذسوب کیا - اوساطے کہ جو لوگ اراہم کے
 غلام ہوتے ہیں اور اسے بلند مطالب ادا نہیں ہو سکتے - اون فیلسفوں کی طرف
 نسبت اس قول کی دی ہی کہ آفتاب جیسا ہم دیکھتے ہیں اور تباہی ہی
 اس سے بڑا نہیں ہی - یا آفتاب ضلع مورہ سے کہ ایک ضلع یونان کا ہی اوس سے
 بڑا ہی - اس بات کو جاہل سمجھتا ہی کہ ہر چیز نزدیک سے بڑی معلوم ہوتی
 ہی دور سے چھوٹی - تو کیا گمان ہی بڑے بڑے مہندسوں پر کیا وہ جاہلوں
 سے بھی بدتر ہیں ہم آفتاب کو طلوع و غروب کے وقت بڑے بڑے کے مانند
 دیکھتے ہیں - اور دوپہر کو ایک سطح گول دایرے کے مانند - اوسکو ایک ٹکرے
 زمین ناہموار کے ساتھ کیا مشابہت ہی - وہ سب فیلسوف بڑے مہندس
 تھے - جو کوئی اچھا ہندسہ نہ جانتا اوسکو شاگردی میں قبول نہ کرتے - افلاطون
 الہی کے مدرسے کے دروازہ پر لکھا تھا کہ - جو کوئی ہندسہ نہ جانتے مدرسہ

میں داخل نہ ہو۔ حکماء ہند کہتے ہیں زمین سطح بسیط ہی اوسکے وسط میں پہاڑ ہی سب ستارے اوسکے گرد گھومتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونمیں علم ہند سے نہ تھا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ اونمیں ہند سے نہ تھا اور ہی

نوان مقدمہ

چونکہ جیسے باہم لوگ اسپد نہ کے ملک کو اندلس اور ملک مغرب بھی کہتے ہیں۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو مغاربہ۔ اسی طرح سے افریقہ کے ملک کو بھی مغرب کا ملک اور وہاں کے رہنے والوں کو بھی مغاربہ کہتے ہیں۔ لہذا اشتباہ ہوتا ہے۔ اواسطے وہانکا تھوڑا سا احوال لکھنا ضرور ہوا • اندلس کو لکھا ہے کہ اگلے زمانے میں اوسے اندلس شین معجمہ سے کہتے تھے۔ اندلس نام ہی طوبال بن یافث بن نوح علیہ السلام کے بیٹے کا اوسکے نام سے بعد طوفان کے وہ ملک آباد ہوا۔ جیسے اوسکے بھائی بہت بن یافث سے سبتہ جو اوسی ملک کے مقابل افریقہ میں ہی آباد ہوا۔ اور اندلس جزیرہ نما ہی جو زمین کہ حاجز ہی تخمیناً چالیس میل انگریزی ہوگی۔ اور اوس زمین حاجز میں بڑا پہاڑ تھا کہ اس پہاڑ کے سبب سے اندلس کے لوگ بڑی زمین میں نجاسکتے تھے۔ اس پہاڑ میں بارہ دروازے بند تھے۔ کہ اگلے یونانیوں نے۔ ان دروازوں کو لوہے اور آگ اور سرکہ سے کھولا اور قوم کا مذہب مجوسیوں کا سا تھا۔ ایک مئی کئی برس وہ قوم وہاں رہے۔ بسبب قحط کے ہلاک ہوئی اور وہ ملک بے آدمی کے ہو گیا۔ خرابی کے بہت زمانے کے بعد۔ افریقہ کے بادشاہ نے ایک بڑی گروہ کو کشتیوں پر سوار کر اور ابطریقس نامے کو ان پر سردار کر کے وہاں بھیجا۔ وہ لوگ وہاں جا کے بسے اور بڑھے۔ ایک سی ستاون برس کے عرصہ میں گیارہ

پادشاہوں نے وہاں پادشاہی کی - اور پایہ تخت ارنکا طالقہ تھا بعد اوسکے روم کے عجموں نے - کہ پادشاہ ارنکا اشبان شین معجمہ سے یا اسبان سین مہملہ سے یا ارسکا نام اسبہان یا اسپہان باء فارسی سے - یا مرلک ارسکا اسبہان جو ایران کے شہروں سے ہی تھا - اوس پر لشکر کشی کی - اور افریقیہ والوں سے لڑا - اور اونپر غالب ہوا - اور فیست و نابود کر دیا - اور ارنکے پایہ تخت طالقہ کو خراب کر جو اوسمیں تھا سبکو اڑٹھا لاکے شہر اشبیلیہ کو آباد کیا - اور اپنا پایہ تخت بنایا - پہلے اوسی اشبیلیہ کو اشبانیدہ کہتے تھے - بعد اوسکے آج تک سارے اندلس کو اشبانیدہ کہتے ہیں - لیکن عربوں میں آج تک سب ملک اندلس ہی کو مشہور رہا - اور اب وہاں کے لوگ - ایک اقلیم کو اوس ملک کی اندلس کہتے ہیں و بس - کہتے ہیں اصلی نام اشبان کا بریان تھا - بعضے کہتے ہیں کہ اشبان اوسی ملک کا رہنے والا تھا - زراعت سے اوقات بسر کرتا تھا - حضرت خضر علیہ السلام کے معجزے سے پادشاہ ہوا - بعد اوسکے بخت نصر کے ساتھ بیت المقدس گیا - وہاں لاکھ یہود کو قتل کیا - لاکھ یہود کو اسیری میں لایا - اور بہت مال و اموال جو اوسکے حصہ میں پڑا لایا - اسنے بیس برس پادشاہی کی - اوسکے بعد اوسکی ذریت سے پچپن پادشاہ اور پادشاہ ہوئے - بعد اوسکے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے ایک اور قوم روم سے جنکو بشتولقات کہتے ہیں - اور ارنکا پادشاہ طلوش بن بیطہ تھا - رومیوں کی طرف سے آئے - اور اوس ملک کو لیا - اور ارن دنوں میں رومیوں کی سلطنت سارے فرنکستان میں پھیلی ہوئی تھی - انہوں نے شہر ماردہ کو پایہ تخت بنایا - ان میں سٹائیس

پادشاہوں نے پادشاہی کیا - بعد ازاں ایک گزرہ جمع قوط یا سقوط کہتے ہیں آئی - بعض کہتے ہیں کہ وہ یاجوج بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین سے ہیں - کہتے ہیں کہ فرانس کے ملک سے آئے - اور مین تین سی بیالیس برس کے عرصہ میں سینتیس پادشاہ گذرے - آخر پادشاہ اور کا رذریق یا لذریق تھا - اور لوگوں نے اپنی سلطنت کو روم سے علیحدہ کر لی تھی - اور شہر طلیطلہ کو پایہ تخت بنایا تھا - اور مین ایک پادشاہ خشدش نام تھا - کہ شرف دین عیسائی کو قبول کیا - اور دین عیسائی کو اس ملک میں پھیلایا - کہ وہ دین آج تک اس ملک میں رایج ہی - اور خشدش پادشاہ بڑا عادل و نیک ذات تھا - اور طلیطلہ شہر مین ایک بیت حکمت بنا ہوا تھا - کہتے ہیں جب فارسیوں نے یوزان پر چڑھائی کی - تو وہاں کے حکیموں نے کہ علم و حکمت کو دوست رکھتے تھے - اپنے ملک کو چھوڑ - اندلس جو خالی تھا - اس میں آ کے بسے - میں گمان کرتا ہوں - وہی لوگ جو اشبان کے ساتھ آئے ہونگے - اس واسطے کہ مائدہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور نفائس وہی بیت المقدس سے لوٹ کے لایا تھا - کہ مسلمانوں نے بیت حکمت میں پایا - اور اس مائدے کے باب میں اور روایتیں بھی ہیں - کہ نفیس چیزوں کو اپنے معبد کا ہونمیں چڑھاتے تھے - ازیہ کہ چھتیس قفل - اس بیت حکمت پر چھتیس پادشاہوں نے لکائے تھے - لذریق جو سینتیسواں پادشاہ تھا اوسنے توڑا - ہوسکتا ہی کہ بعضوں نے لکائے - اور بعضوں نے نلگائیے ہوں - بہر صورت اور حکیموں نے حکمت سے دریافت کیا - کہ سوائے عرب اور بربر کے کوئی اوس ملک کو نہ لے سکیگا - شہر طلیطلہ میں بیت

حکمت بنایا - اور بربروں اور اندلسی آپسمین قدیم سے دشمنی رکھتے
 ہیں - مگر بربروں کو اندلس کے ملک سے زیادہ حاجت رہتی ہی
 وہ نسبت اندلسیوں کے - اس واسطے کہ بربروں کا مایحتاج سب ارحی
 ملک میں ہی - بعضے مورخوں نے لکھا ہی کہ ملک اندلس خلیفہ
 ثالث کے عہد میں فتح ہوا - بعضوں نے لکھا ہی - کہ عبد الملک بن
 مروان کی خلافت میں وہ ملک فتح ہوا - لیکن اکثر مورخوں نے کہا
 ہی کہ راید بن عبد الملک کی خلافت میں فتح ہوا - میں گمان کرتا
 ہوں - کہ ہو سکتا ہی - اس واسطے کہ عربوں میں تھا ملکوں کا پھرنا - اور
 کشتی رانی کرنا - دیکھو سورستانی کیسے کشتی ران تھے - کہ اس
 مراہ کو جسے کیپ گوڑھوب کہتے ہیں - جو افریقہ میں ہی -
 انہوں نے پیدا کیا - اور کسی ملک میں مسلمانوں کا لشکر نہیں گیا -
 کہ قبل اس کے وہاں کچھ عرب ترہتے ہوں - خصوصاً اراہل اسلام میں
 خود درزئے تھے ملک گیدی کے فام سے - اور بربری کہ قدیم سے دشمن
 اندلس کے تھے - خلیفہ ثالث کے حکم سے یا اپنی ہی خوشی سے -
 لڑائی کر کے یا نے لڑائی - وہاں جا کے گھسے ہوں - اور یہی سبب ہی
 کہ مورخوں کو معلوم نہیں ہوا - ہر دین میں دعوت کرنا ہی - دیکھو
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو حکم دیا - جاؤ ملکوں میں
 اور دعوت کرو - چنانچہ انہوں نے ویسا ہی کیا - اسی طرح خاتم
 پیغمبران پیغمبر آخر الزمان نے - تاکید سے فرمایا - جو کوئی جو مجھ سے
 سنتا ہی اس کو غائب کو پہنچا دے - تو اس سبب سے ان کے
 اصحاب نے التزام کیا اس بات کا - خصوصاً ان حضرت کی رحلت
 کے بعد - جو مدینہ میں کچھ ہرج مرج پیدا ہوا - بہت سے کچھ

ملک گدیری کے خیال سے کچھ محض حدیثوں کے پہنچانے کے واسطے
 اقصای بلاد میں نکل گئے - جو ہو اس ملک کی فتح ہونے کے اسباب
 بہت سے تھے - کہتے ہیں کہ لذریق کے پہلے اغطشہ نام پادشاہ تھا - وہ
 تین لڑکے صغیر چھوڑ کے مرگیا - لذریق کہ اسکا سپہ سالار تھا - تغلب
 سے اس ملک کا پادشاہ ہوا - اغطشہ کے تینوں چھوٹے لڑکوں کو بیدخل
 کیا - اوسکی پادشاہی سبتہ میں جو افریقہ کے ملکوں سے ہی بھی
 تھی - اوسکی طرف سے یلیان نام عیسائی سبتہ کا والی تھا - لذریق
 شاہ نے اوسکی بیٹی سے کچھ برا کام کیا تھا - اس سبب سے یلیان
 کے دلمین بڑا کینہ تھا - لذریق سے اور لوگ بھی ناخوش تھے - کہ وہ
 خاندان سلطنت سے تھا - اور اوسکے دلمین بھی در تھا - بسبب کھوانے
 بیت حکمت کے - کہ وہاں اوسنے دیکھا تھا - عرب و بربری کی
 تصویروں کو اور وہاں لکھا تھا - کہ یہی لوگ اس ملک کو فتح کریں گے -
 ان سببوں سے یلیان والی سبتہ مسلمانوں کو ترغیب دینے لگا کہ انہیں
 پرچر ہائی کریں - اور خود بھی شریک ہوا مسلمانوں کے - اور ان
 دنوں میں - عبد اللہ بن مروان بھائی عبد الملک کا عامل افریقہ
 تھا - اسے اوسکے بھتیجے - ولید بن عبد الملک نے - کہ خلیفہ
 تھا سنہ ۸۷ ہجری میں لکھا - کہ موسیٰ بن نصیر کو افریقہ
 وغیرہ کی طرف روانہ کرے *

موسیٰ بن نصیر

بعضوں نے کہا ہے کہ نصیر موسیٰ کا باپ پیدا ہوا سنہ ۱۹ ہجری
 میں بعہد خلیفہ ثانی - اور معاویہ بن ابی سفیان کا مقرب
 تھا - اور اوسکے نگہبانوں کا سردار تھا بعضوں نے کہا ہے کہ نصیر

ایرانی تھا - حصہ مین پڑا نیا خالد بن ولید کے عین القمر مین - اور خدمت کی اوسنے عبد العزیز بن مروان کی - اور عبد العزیز نے اوسکو آزاد کیا - بعضے کہتے ہیں کہ قبیلہ بکر سے تھا - بعضوں کے نزدیک قبیلہ لخم سے - یا اونکے موالی سے تھا - یا بربری تھا - یا وادی قریٰ کا جو سرحد حجاز مین ہی رہنے والا تھا - اور اوسکا بیٹا موسیٰ وہین مرگیا - موسیٰ کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی - طارق جبسنے اندلس کی بڑی فتح کی - جسکے نام سے جبل طارق مشہور ہی - جسے اہل فرنگ جبرالٹر کہتے ہیں اوسکے باپ کا نام - زیاد بیٹا عبد اللہ کا - یا طارق کے باپ کا نام عمرو تھا - بعضوں نے کہا ہی انریقیہ کا یا فارس کے ہمدان شہر کا - یا قوم صدف سے یا قوم صدف کا غلام تھا یا بربری تھا - غرض موسیٰ بن نصیر کا غلام نٹھا - بلکہ اوسکی خدمت مین تھا * ابو زرعہ طریف غلاموں مین سے بربر کے تھا - یا بیٹا مالک معافری کا تھا - بعضوں نے کہا ہی ابو زرعہ شیخون مین برابرہ کے تھا - غرض پہلے موسیٰ بن نصیر نے سنہ ۹۱ ہجری مین طریف کو چارسی یا ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا - تب وہ آیا جزیرہ خضرا مین - جس کو جزیرہ طریف بھی کہتے ہیں - اور بہت غنیمت وہاں سے لایا - بعد اوسکے ابو زرعہ - شیخ بربری وہاں گیا - پھر تو ایلین والی سبتہ نے بڑی تحریک کی - تب تو موسیٰ بن نصیر نے طارق کو سات ہزار یا بارہ ہزار یا زاید بربری کے ساتھ روانہ کیا - عرب اونمیں بہت ہی کم تھے - سب بربری تھے سنہ ۹۲ ہجری مین اوسکے بعد موسیٰ بھی گیا - اوسنے بہت لڑائیاں کیں - اور سب ملک لے کے اور فرنگستان کے ملک مین گھس پڑا یہاں تک کہ پہونچا بڑی ایک زمین مین وہاں

ہایا ایک بڑا بت کبڑا کیا ہوا زمین میں اوسپر کھدا تھا عربی میں -
 ای بنی اسمعیل - آخر تک پھونچے - پس پھر جاو - تو اس سبب
 بہت درگئے - اور بعد مشورے کے پھر آئے - طارق سے لیکے یوسف
 بن عبد الرحمن فہمی تک - یعنی پانچویں شوال سنہ ۹۲ ہجری سے
 لیکے جب یوسف بن عبد الرحمن فہمی نے عبد الرحمن بن معاویہ
 مروانی سے شکست کھائی - کہ وہ دسویں ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۸
 ہجری تھا پیدائلیس برس در مہینہ پانچ دن میں - بیس شخصوں
 نے وہاں حکومت کی - وہ سب امیر کے لقب سے معروف تھے طارق
 و موسیٰ نے اپنے واسطے کوئی پایہ تخت مقرر نہیں کیا - بعد اوسکے
 عبد العزیز بن موسیٰ نے - اشبیلیہ کو پایہ تخت بنایا بعد اوسکے
 اوروں نے قرطبہ کو کہ پرانے شہروں سے تھا پایہ تخت بنایا -
 بعد اوسکے جب بنی عباس کا تسلط ہوا - اور دولت خلفاء بنی
 امیہ کی نیست و نابود ہوگئی - عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام
 بن عبد الملک بن مروان - کہ اوسے عبد الرحمن داخل بھی کہتے
 ہیں - مشرق کے ملکوں سے بہاگ کے افریقہ میں آیا - وہاں سے
 اندلس میں آیا اور قرطبہ کو پایہ تخت بنایا - اور صمیل بن حاتم
 بن شمر بن ذی الجوش کو ایذا وزیر مقرر کیا - یہہ صمیل پوتا اوسے
 شمر بن ذی الجوش کا ہی - کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو
 شہید کیا تھا - غرض یہہ عبد الرحمن داخل ابتدا میں خطبہ خلیفہ
 منصور دوانیقی کے نام پڑھتا تھا - بعد تسلط تام کے موقوف کر دیا - اور
 علاء بن مغیث یحصبی سے کہ خلیفہ منصور دوانیقی کے داعیوں میں
 سے تھا ازاں ہزاروں کو اوسے قتل کیا - اور اپنی تین امیر کے لقب

سے مشہور کیا۔ اور بعد اوسکے اوسکی اولاد بھی جو پادشاہ ہوئی
امیر کہلاتی تھی۔ جب کہ خلافت خلفاء بنی عباس کی ضعیف
ہو گئی۔ خلیفہ مقتدر عباسی کے عہد میں تین ہی برس بعد۔
عبد الرحمن الناصر۔ کہ اوسکی آٹھویں پشت میں تھا اپنی تین
امیر المومنین و خلیفہ کہلوا یا۔ عبد الرحمن داخل مرگیا سنہ ۱۷۲
ہجری میں۔ اور اوسنے دو گرجوں کے بیچ قرطبہ میں مسجد کی بنیاد
ڈالی۔ اور اسی ہزار اشرفی اوسمیں خرچ کیا۔ قبل اتمام اوس مسجد
کے وہ مرگیا۔ جب کہ عبد الرحمن داخل کا امر مضبوط نہیں ہوا تھا۔
فریولہ بن اندوس کہ پادشاہ تھا۔ مسلمانوں کی سرحدوں پر آیا۔
اور لے لیا۔ شہر لک اور پرتقال و سمورہ و شلمنقہ و قشتالہ و شقوبہ کو۔
بعد اوسکے منصور بن ابی عامر نے۔ آخر دولت میں اوس سبکو جلالہ
کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور عبد الرحمن داخل کا پرتقا۔ عبد الرحمن
اوسط کہ مرگیا سنہ ۲۳۸ یا ۲۳۹ ہجری میں۔ فلسفہ کو داخل کیا اندلس
میں اور سکھ مارا۔ قبل اوسکے وہاں دار الضرب تھا۔ اور بہت رونق و بہا
دی اندلس کو۔ بعد اوسکے عبد الرحمن الناصر الدین اللہ کہ اپنی تین
خلیفہ کہلوا یا۔ اور عبد الرحمن داخل کو لیکر وہ آٹھواں تھا۔ مرگیا سنہ
۳۵۰ ہجری میں۔ بعد اوس کے اوس کا بیٹا حکم المستنصر خلیفہ
ہوا مرگیا سنہ ۳۶۶ ہجری میں بعد اوس کے اوس کا بیٹا ہشام المود
باللہ کہ ولی عہد تھا۔ نو برس کے سن میں خلیفہ ہوا۔ اور نام کے
واطمے خلیفہ تھا۔ مسلط ہو گیا تھا منصور بن ابی عامر عامری۔ بعد
اسکے حکم معزل و قید کیا گیا سنہ ۳۹۹ ہجری میں۔ اور عامریوں کا تسلط
جاتا رہا۔ اور یہہ اوایل مالوک الطوائف ہیں۔ بعد اوسکے سات برس کے

عمرہ میں۔ پائے اور خلیفہ ہوئے۔ اور آپس میں لڑ بھڑ کے تمام ہوئے۔ آخر سنہ ۴۰۶ ہجری میں۔ بعد اسکے دولت علویہ حسنیہ سنہ ۴۰۷ ہجری میں قائم ہوئی۔ اور تین خلیفہ ائمین ہوئے۔ وہ آپسی میں لڑ کے تمام ہوئے سنہ ۴۱۳ ہجری میں۔ اور بعد بھی لڑتے بھڑتے۔ کہ بالکل سنہ ۴۶۰ ہجری میں تمام ہو گئے۔ ایک قلم اونکی دولت تمام ہو گئی۔ اور سنہ ۴۱۴ ہجری میں پھر امویہ میں سے ایک شخص خلیفہ ہوا۔ ایک مہینہ بیس دن رہا۔ اور اسکے بعد دراز ہوئے۔ اور بالکل نام و نشان امویہ کا سنہ ۴۲۸ ہجری میں مٹ گیا۔ اور نیست و نابود ہو گیا۔ بعد اسکے شدت سے ملوک الطوائف ہوئے۔ اور سب ملوک الطوائف باج گزار ہو گئے عیسائیوں کے۔ اوس ملوک الطوائف سے سب سے بڑے بنو عبید تھے۔ اونکا بزرگ معتمد بن عبید تھا۔ کہ عاجز ہو کے گیا یوسف بن تاشفین لتونی کے پاس کہ وہ والی مراکش کا تھا۔ اور اسے لایا۔ یوسف بن تاشفین نے۔ بہت لڑائیوں کے بعد ضبط کیا ملک کو۔ اور پکڑ کے لے گیا معتمد بن عبید کو مراکش میں سنہ ۴۸۴ ہجری میں۔ اور معتمد مر گیا سنہ ۴۸۸ ہجری میں۔ اور معتمد کے سوا چھ پادشاہ اور تھے ملوک طوائف سے۔ اور ہر ایک عیسائیوں کو خراج دینا کہ اونکی مدد کریں بعد اسکے لتونیوں سے مراکش میں لڑے موحدین۔ جنکا سردار عبدالمومن تھا بعد فتح مراکش کے اندلس میں آیا۔ اور سب عیسائیوں کو نکال دیا۔ عبدالمومن کے بعد اسکا بیٹا یوسف۔ و یوسف کے بعد یوسف کا بیٹا۔ یعقوب المنصور الطایر الصیت بعد اسکے اسکا بیٹا الناصر الوالی سنہ ۶۰۹ ہجری میں اندلس میں آیا۔ اور یعقوب

منصور نے بحق قرابت ملک کو عربوں پر تقسیم کر دیا تھا - اور ارنکا نام سادات رکھا - یعنی بزرگ اور جب ناصر والی کی دولت ضعیف ہو گئی - تب وہ سب سادات کہ ارنکا بڑا تھا - محمد بن یوسف بن ہود جذامی - عیسائیوں و غیرہ سے ملکہ موحدین کو نکال دیا سنہ ۶۶۸ ہجری مدینہ - و مشہور تر بنی ہود سے المقتدر باللہ اور اوسکا بیٹا یوسف الموتمن تھا - یوسف الموتمن بڑا ریاضی دان تھا - اس سے کتاب استکمال و مناظرہ ہی - اور عیسائیوں کی تحریک سے محمد بن یوسف بن نصر جو معروف ابن احمر کر کے تھا - اوسکے نام سے خطبہ پڑھا - اور ابناء ہود عباسیوں کے نام خطبہ پڑھتے تھے - اور برابر لڑائیاں عیسائیوں سے ہوتی رہیں - غرض سنہ ۸۹۰ ہجری مدینہ سب عرب اوس ملک سے نکالے گئے - اور یہہ کام پورا ہوا فریخندشاہ - اور اوسکی ملکہ ایزابیلہ سے - عرب جو مارتے گئے مارتے گئے - جو بچے بھاگے افریقہ مدینہ - اوس ملک مدینہ اب عرب نہیں - اگر ہونگے تو دین مدینہ عیسائیوں کے ہونگے - اور سنہ ۹۱۰ ہجری سے لیکر لغایت سنہ ۸۹۰ ہجری تک - اور عربوں سے برابر لڑائیاں رہیں - اور لڑائیوں کا احوال سنکے طبیعت پریشان ہوتی ہی - اور دھانکے عربوں کی چال چلن پوشاک وغیرہ سب اہل فرنگستان کی طرح تھی - کتاب تعریبات شافعیہ مدینہ کہ جغرافیہ مدینہ ہی - رفاعہ بدوی رافع طہطاری نے لکھا ہی کہ بلاد غرناطہ جدیدہ مدینہ کہ اسپانیہ مدینہ ہی - زبان کیتو جو بعض سودان افریقہ کی زبان ہی مستعمل ہی - اور ملک پر تقال و ملک اسپانیہ مدینہ زبان غوران مستعمل ہی - کہ وہ بھی زبان بعض سودان افریقہ کی ہی - مدینہ کہتا ہوں کہ اور زبانوں مدینہ کچھ عربی بھی داخل

ہو گئی - واسطے کہ عرب کی قوم سیکڑوں برس وہاں رہے - اور عربوں نے وہاں کوئی مدرسہ نہیں بنوایا - درس و تدریس مسجدوں میں ہوا کرتا تھا - سوای علوم دینیہ اور علوم ادبیہ کے - اور بہت کم اصول فقہ کے - کسی دوسرے علم کا چرچا وہاں نہ تھا - اور علم طب بھی بقدر ضرورت کے پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا - عوام کے در سے کوئی عام حکمت کا نام نہ لیتا - اگر عوام جانتے کہ فلان شخص حکمی ہی - اسے زندیق کہتے - اور بلا اطلاع سلطان کے اس شخص کو سنگسار کرتے جلا دیتے قتل کرتے - اوسکی کتابوں کو جلا دیتے سلطان بھی کچھ مواخذہ نہ کرتا - بلکہ سلطان بھی عوام کی خاطر کے واسطے یہی کام کرتا - اگرچہ خود بھی حکمی ہوتا - مگر اور سب صنعتیں اور زمین بہت نہیں - اسی سبب سے - وہاں کے حکیموں کا ذکر بہت نہیں کیا - اور کتابیں بھی اس فن کی اور زمین سنی نہیں گئیں مگر نادرا - خواص میں حکمت تھی - مگر عوام سے چھپاتے سنہ ۱۸۶۲ ع میں - میں نے ایک صاحب انگریز سے - جنکا نام جمس نیوٹن صاحب ہی - اور مذہب اورٹوٹسٹنٹ ہی تھا کہ میرا جہاز وہاں گیا - میں تبدیل کی کتاب لے کے چاہا جاؤں شہر میں مجھے کتاب لے کے وہاں جا لے ندیا - میں پھر کے چلا آیا اپنے جہاز پر معلوم ہوا کہ کسی غیر مذہب کی کتابوں کو اپنے ملک میں جانے نہیں دیتے - وہ حال اسپانیہ کے مسلمانوں کا - یہہ حال اسپانیہ کے عیسائیوں کا •

دسواں مقدمہ

فیثاغورث فیلسوف - کہ ابطالی کا رهنے والا تھا - اوسکے مذہب

کا نام بھی ایطالی ہی - تاریخ حکما میں مسطور ہی - کہ ارسنے شکل
عروس یعنی میڈتالیدسویں شکل کو پہلے مقالہ اصول ہندسہ سے ثابت کیا -
میں یہ سمجھتا ہوں - کہ اصول ہندسہ بہت قدیمی ہی *

ہرمزیا ہرمس نابلی

رہنے والا تھا کالوڈا یا قلوڈا کا - ہستیوں میں کلدانیوں کے - وہ تھا بعد
طوفان کے - اوسنے تجدید کیا علم طب و فلسفہ و علم عدد کو - کہ جاتا رہا
تھا طوفان میں - اور ہرمس الہرامسہ جسے حضرت ادریس علیہ السلام
بھی کہتے ہیں قبل طوفان کے تھے - قاموس میں ہی - کالوڈا بفتح
و کبھی ممدودہ بھی آتا ہی - ایک گزوں ہی بغداد کے پاس *

بلیس یا بلنیس حکم

بہت مقدم ہی - اوسکا زمان و مکان مجھے معلوم نہوا - ارسنے پندریہ
مقالہ اصول و ارکان ہندسہ میں لکھے - اوسکی کتاب بسبب تقدم عهد
کے نایاب ہو گئی تھی - بعض مالوک اسکذرانی کو توجہ ہوا
ہندسہ کے علم کی طرف - تب اقلیدس بن یوفطرس بن زنیف نے کہ
شہر صور سے تھا - اور رہتا تھا شام میں - تدرہ مقالہ اوس کلام کے
مرتب کئے - بعد اوسکے اوسکے شاگرد اسقلاؤس نے چودھوان اور
پندرہوان مقالہ لکھا - اوس پادشاہ کو ہدیہ دیا - یہ سب اسکذریہ
میں ہوا - میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ بطامیوس ستیر تھا
جس نے رصد باندھی *

ابلونیس حکیم نجار

زمانہ اوسکا بہت قبل اقلیدس کے ہی بدھو صوفی نے کہا ہی - کہ وہ
رہنے والا اسکذریہ کا تھا - گمان ہوتا ہی کہ شاید اسکذریہ کے بنے سے قبل تھا *

ابرخس

بڑے مشہور دن مہین ہی - قریب تین سی برس - بعد مذن و
انطیمن کے تھا کہ وہ دونوں بڑے راصد تھے - بطلمیوس قلوئی نے
مجسطی مین ابرخس کی رصد پر اعنمان کیا ہی - اور ابرخس تھا
دو سی اسی برس قبل بطلمیوس قلوئی کے *

مانا لاؤس

اسکندریہ مین متصدر تھا عالم ہندسہ مین - مجسطی مین
بطلمیوس اوسکا ذکر کرتا ہی *

ٹا وزوہیوس

ایک مشہور مہندس ہی *

اوطلقوس

ایک مشہور مہندس ہی *

ارشیدس

فجار تھا - رھذیالا شہر سیراکوزکا - کہ پایہ تخت ہی جزیرہ صقلیا کا -
ظاہر ہوا سات سی برس قبل ہجرت کے - اوسکا علم پھیلا مصر مین -
اور مصر کو نیل کے صدمے سے بچایا - اچھے پل بنائے نالے کھودے *

بطلمیوس قلوئی

تھا زمانہ مین انطونیوس و ادریانوس کے دو سی اسی برس
بعد ابرخس کے - اور آٹھ سی پندرہ برس یا نویں برس قبل ہجرت
کے - وہ بادشاہ تھا اسکندریہ و غیرہ کا - اور خلفاء اسکندر کبیر سے تھا
اوسکو بطلمیوس ستیر کہتے تھے - اوسنے اسکندریہ مین دو کتب خانہ بنوایا
ایک کا نام آم رکھا یعنی ما اور دوسرے کا نام بنت رکھا یعنی بیٹی

ازن درئون مین سات لاکھ کتابین تھین - اور منارہ فاروس کا بنوایا
 اوسنے رصد باندھی - اور کتاب مجسطی ہیئت نام مین لکھی -
 علم ہیئت جو ہملوگون مین ہی اور اگے تھا اوسی کا منوارا ہوا
 ہی - اوگون کی عقلوں کو مار رکھا ہی - اوس سے سوا مجسطی کے
 اور کتابین بھی ہین •

اوطرفیوس

مہندس اسکندرانی بعد ارشمیدس اور بطلمیوس کے ظاہر ہوا •

دیوفنتس اسکندرانی

کتاب مناعت جبر اوس سے ہی •

ارسطیقوس شامی زنی

اوس سے کتاب جبر وغیرہ ہی •

اسکندر افرو دیسی

بعد اسکندر بن فیلقوس کے ملوک الطوائف کے زمانے مین تھا •

فروریوس یا امونیوس

صور کا رہنے والا تھا یہ سب بڑے مہندس یونانی ہین - ان سبھوں
 سے بہت کتابین ہین - مین نے طبیبوں اور منجموں اور مورخوں
 اور شاعروں کا ذکر چھوڑ دیا - کہ رسالہ بہت بڑا جائیگا - جو
 کوئی چاہے تاریخوں مین دیکھے - ان طبیبوں مین بھی بہت
 مذاہب ہوئے - کہ بعض بعض کے ساتھ دشمن تھے - بسبب اختلاف
 اصول کے عملیات مین انکے تناقض ہوا - ایک دوسرے کی رد لکھنے
 مین اپنی ساری عمر کاٹی - اس زمانہ مین بھی آپس مین
 بڑا اختلاف ہی •

گیارہواں مقدمہ

اگلے زمانہ میں مطبع نڈھا - اس سبب سے کتابوں کی شہرت اچھی طرح سے نہوٹی تھی - اور کتابوں کی غلطیاں کتابوں سے بہت ہوئیں - کاغذ یا پتہ یا جسپر لکھا جاتا - کچھ دنوں کے بعد سر جاتا کڈرے مکورے کھا جاتے تھے - کڈرے سے بدتر جاہل لوگ ہیں - انکے ہاتھوں سے سب کتابیں ضائع ہوئیں - جلائی گئیں بھائی گئیں - علما حکما انکے درسے بھانڈے پھرتے - چھپتے پھرتے - اگر سلاطین اپنی مرضی کے برخلاف کسی عالم یا حکیم کو ہاتے - قید کرتے قتل کرتے - پہلے رومیوں نے حکمت کی کتابوں کو جلایا اور بند کر کے رکھا - بعد اوسکے ملکہ قلوبطرا نے مصر کے کتب خانے کو جلایا - بعد اوسکے سعدوقاص نے فارسیوں کے کتب خانے کو نیست و نابود کیا - عمرو بن عاص نے مصر کے کتب خانے کو جلایا - ان دونوں نے - خلیفہ ثانی کے حکم سے ایسا کیا - تین بڑے بڑے کتب خانے مسلمانوں کے تھے - ایک کتب خانہ بغداد کا - تاتاروں کے ہاتھ سے غارت ہوا - افریقیہ میں بڑا کتب خانہ تھا - فاطمیوں کے زور جانے سے وہ بھی جاتا رہا - اسپانیہ میں بڑی امیہ کا بڑا کتب خانہ تھا - جب وہ ملک ان سے نکل گیا - وہ کتب خانہ بھی جاتا رہا - اور کئی کتب خانے - اور اور شہر میں سلاطین کے تھے - کہ اس کا حساب نہیں - تاریخ کی کتابوں میں اتنا اختلاف ہی کہ دل گہراتا ہی - ہم دیکھتے ہیں ایک شہر یا ایک محلہ میں جو کچھ واردات ہوتی ہی - دس آدمی دس طور سے بیان کرتے ہیں پھر بھی اوقات ضائع کرنے سے - کچھ کچھ حاصل ہو رہتا ہی - تاریخ

میں ایک اور بڑا فتور پڑا ہی۔ کہ ایک نام کے بے حد آدمی وغیرہ ہوتے
 ہیں۔ زمینوں اور پہاڑوں کے نام بدلتے رہتے ہیں۔ جگہیں بھی
 بدلتی رہتی ہیں۔ شاید ایک شہر ایک ہی نام کا کئی جگہ متغارت
 میں آباد ہوا ہوگا۔ اور بھی خرابی ہی۔ کہ مورخ سب بسبب خوف
 و خوشامد کے۔ کسی کی تعریف حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ کسی کی
 ہجو کرتے ہیں۔ خصوصاً مذہبی تعصب۔ اوس سے تو علوم سب
 چھپ گئے۔ کبھی ایک قوم ایک گھرانہ۔ بالکل نیست ہو جاتا
 ہی۔ دوسری قوم دوسرا گھرانہ ہوتا ہی۔ اور بڑھتا ہی۔
 یہی احوال ہی علم و صنعتوں کا۔ کہ ایک شخص سے دوسرے
 کو پہنچتا ہی۔ ایک گھرانے ایک ملک سے بسبب نکمی ہونے
 انہوں کے تمام جاتا رہتا ہی۔ دوسرے گھرانے دوسرے ملک میں
 جاتا ہی۔ یہ بڑا امتحان ہی لوگوں کا خالق تعالیٰ کی طرف سے
 دیکھو اگلے لوگوں کا احوال۔ ہم کو کچھ نہیں معلوم۔ اگر سب احوال
 تفصیلی اب تک کتابوں میں ہوتے۔ تو وہ کتابیں کہاں سماتیں *

بارہوان مقدمہ

چونکہ لوگوں میں ناموری سمائی ہی۔ جس طرح سے جو چیز جہاں
 سے پاتے ہیں اپنا نام کرتے ہیں۔ جس سے پایا اوسکا نام نہیں
 لیتے۔ بلکہ اوسکے نام کے مٹانے میں کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً امرا
 و سلاطین۔ دیکھو منشی مندریتی بر بنی۔ کہ پیراشاگرد تیاریلوسوف
 طالینس ملیطی کا۔ بعد سیکھنے عامونکے جب آیا اپنے اسٹان کی
 زیارت کو۔ تو استاد سے کہا۔ کہ اسٹان تم مجھ سے کیا چاہتے ہو

بدلے میں اس عام نیکی کے - جو تمنے مجھ سے کیا - کہ مجھے حکمت سکھلائی - میں چاہتا ہوں اسکی تلافی کروں - تب اس فیلسوف نے کہا - میں اس کے بدلے سوائے اس کے کچھ نہیں چاہتا - کہ توجب اون چیزوں کو تو نے مجھ سے سیکھا ہی - اپنے شاگردوں کو سکھلاوے - اون قواؤں کو میری طرف منسوب کر - بلکہ اپنے شاگردوں سے کہہ - کہ میں اس کا مبتدع و مخترع ہوں - مسمیٰ لوئر جو بائی مذہب پرستوں کا تھا - جب چاہا کہ بفا اس مذہب کی ڈالے - کیا کیا دلیلیں اپنی طرف سے تراشیں - پر یہ نہ تھا کہ بت پرستی کو اور ان بدعتوں کو پیغمبروں نے خصوصاً پیغمبر آخر الزمان لے برا کہا ہی - اور اسے منع کیا ہی - اور یہ بھی نہ تھا کہ شاہ لیواویساریان - جو بت شکن کہلاتا تھا سنہ ۷۲۷ع میں پیغمبروں کی خصوصاً پیغمبر آخر الزمان کی باتوں کو مسلمانوں سے سن کر ہدایت پا کے قصد کیا - کہ بت پرستی بالکل اٹھا دے - کئی سے یعنی گرجوں کے سب بتوں اور قہذالوں کو توڑ ڈالا - اسکی پرستش کر کے والوں کو سزا دینے لگا - اس کے بیٹے نے بت پرستی کے بطلان میں کشیدشوں یعنی پادریوں سے فتویٰ جاری کر دیا - اس کے پہلے ہرقل قیصر - خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان کا خط پاکے - انکا احوال دریافت کر کے ایمان لایا - جب دیکھا اسکی قوم بت پرست سب بگڑ گئی تو کہنے لگا - میں تمہارے امتحان کے واسطے کہا تھا - تب اسکی قوم ساکت ہوئی میں نے اس واسطے طول دیا - کہ لوئر صاحب نے اپنے مذہب کے بدلے میں اچھی دلیلیں نہیں لائے - اسی طرح سے ایک مذہب ہی عیسائیوں میں یونانی ترین جو قائل ہیں خداے واحد احد کے وہ بھی انہی دلیلیں لائے ہیں

مسٹر ڈال پادری امریکائی نے مجھ سے کہا - کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف کے بیٹے تھے - اس واسطے کہ انہوں نے انکار نہیں فرمایا حال یہہ ہی کہ حضرت سے کسی نے نہیں پوچھا - کہ آپ یوسف کے بیٹے ہیں یا کسی - جب قبول یا انکار حضرت کا معلوم ہوتا - وہ آپ ہی آپ کہتے بھرتے کہ میں یوسف کا بیٹا نہیں - با وجود اسکے کہ حضرت نے حواریوں سے پوچھا کہ مجھے لوگ کیا کہتے ہیں - ایک نے اونمیں سے عرض کیا - کہ حضرت داؤد کا بیٹا جانتے ہیں - تب حضرت نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام تو مجھے خداوند کہتے ہیں - تو میں اونکا بیٹا کس طرح سے ہوا - اس صورت میں 'یوسف کون ہی - یہہ معلوم ہی کہ جتنے پیغمبر گذرے ہواے خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان کے - کوئی قادر نہوا - کہ اپنی امت کو بت پرستی سے باز رکھے - اونکو خداے یگانہ کی پرستش پر لاوے - میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اردوں سے لیکے کتابیں لکھتے ہیں - اور اپنے نام مشہور کرتے ہیں - لیکن میں سبکو نہیں کہتا - ایسے بھی ہیں - کہ جس سے جس علم کو پایا ہی - اسی کی طرف مذسوب کرتے ہیں - جتنی کتابیں گذشتہ پیغمبروں کی طرف مذسوب ہیں - پہلے تو رات ہی - اوسمیں کچھ بہشت و دوزخ کا مذکور نہیں - بذی اسرائیل سے کہ بڑی ناممچھ قوم تھی یہی کہا - کہ تمہارے باپ اور دادونکا خدا - ارس قوم ناممچھ سے کچھ بیان صانع تعالیٰ و الہ حق کا نکرسمے - البتہ انجیلونمیں کچھ کچھ مذکور ہی لیکن علوم دنیویہ سے ہواے قدس کے خیمہ بنانے - اور بیت المقدس بنانے کے - اور فی الجملہ پادشاہی - اور لڑائیوں - اور نسب ناموں - اور معجزات کے کچھ اوسمیں مذکور نہیں - اکثر رسالے - بطور خواب کے ہیں - کہ کوئی سمچھ نہیں سکتا

البتہ تورات کے پہلے مین - کچھ تھوڑا علم ہی جیسے سب پانی سے پیدا ہوا - اور پانی روحہ ہوا فقط *

پہلا باب ماخذ علم کے بیان میں پہلی فصل

میں پہلے مقدمہ میں بیان کیا ہی - کہ جتنی قوتیں - ہم میں ہیں - سب متفرع ہیں اصل اول سے لیکن یہ سب قوتیں ہم برابر نہیں ہیں - اور نہ ہم ان قوتوں کے واسطے - اعلیٰ درجہ میں کوئی حد پہنچا سکتے ہیں - جواوک بہت ہی اعلیٰ درجہ میں ہیں - ہم انکو انسان کامل و انبیا کہتے ہیں - وہ لوگ عقل محض ہیں - قوت شہوت و غضب انکے تابع ہی - نہ وہ تابع قوت شہوت و غضب کے - ہماری نسبت انکے ساتھ مانند نسبت ذرہ ہی - ساتھ ایک فضاے غیر معلوم الذہایت کے - بلکہ کچھ نسبت ہی نہیں - کہو گے کہ تمہیں کسطور سے معلوم ہوا - کہوں گا انکے کلام و احکام سے اور یہ سب معجزوں سے بڑھکے ہی - انکے کلام و احکام میں محال کی باتیں نہیں ہیں - انکا راستہ سیدھا وسط میں ہی - اقل شناخت انکی یہہ ہی - جیسے عالموں اور حکیموں کو پہچانتے ہیں - انکی کتابوں سے اور جیسے اچھے آدمی کو پہچانتے ہیں - اور گذشتہ نبی کے کہنے سے - جسکی نبوت ثابت ہو چکی ہی - لاحق نبی کو پہچانتے ہیں - اعلیٰ شناخت وہ ہی - کہ الہ حق کی طرف سے عطا ہو - اور بھی شناختیں ہیں سوائے معجزہ کلام و احکام کے - سب سے کم سائر معجزات ہیں - ان معجزات کو بھی سچے جھوٹے کاموں سے امتیاز کرنا بڑا مشکل -

میں نے چونکہ مقدمہ میں لکھا ہی - کہ ان کے طریقہ تعلیم کے سب طریقوں سے جدے تھے - مانند ہمارے مدرّسوں کے اور ان کی تعلیم انتہی - اور نہ مانند اسطوائی و مشائی فیلسفوں کے نہی ان کی تعلیم اصلی یہہ نہی - کہ ہم کو نجات کا راستہ دیکھلازین اور ہم کو مبدء و معاد سے نزدیک کریں - اس واسطے کہ معقولات صرفہ کا سمجھنا ہم کو بہت ہی دشوار ہی - ہندسہ و حساب کہ بمنزلہ بدھ کے ہی - اسے تو اچھی طرح سے سمجھ نہی نہیں سکتے - معقولات صرفہ کو کیا سمجھینگے - مگر وہ انبیا علیہم السلام - ان دینی مسائل کو - ایسی عبارت سے بیان فرماتے کہ لوگ غور کرنے سے علوم دنیویہ - جیسے طبیعی و ریاضی کو نکال لے سکیں - جتنے علم دینیہ و دنیویہ ہیں - ان سے معلوم ہوئے ہیں - گو ہم نہ بتلا سکیں - نہ کس زمانے میں کس کو کس نبی سے کونسا علم پہنچا - خصوصاً کہ انبیا علیہم السلام کے نام تک بھی معلوم نہیں - پہلے مقدمہ میں گذرا ہی کہ سب علموں کی جزّ حروف ہجائیہ ہیں مخرج از ان کی اقصای حلق سے ہرنتہ نک ہیں - اور ان حرفوں کے اوصاف مخصوصہ بھی ہیں - ان حرفوں کو بین بین نکالنے سے بہت حرف پیدا ہوتے ہیں - اگر نبی ظاہر نہ ہو - اور دنیا میں جہالت کی تاریکی چھا جائے - کون شخص ان حرفوں کی طرف - اور ان کے قاعدہ کی طرف رہنمائی کر سکتا ہی - جیسے طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سے ان کی اولاد نے سیکھا - اگر کہو کہ سب آدمی صالح واسطے الہام کے ہیں - تو میں قبول کرتا ہوں لیکن بہت تہذیبی ملاحظیت رکھتے ہیں - جیسے انہیں اور قوتیں ضعیف ہیں - بہ تائید کلام انبیا کے

کہ بنے واسطہ یا بواسطہ اونکو پہنچا ہو۔ بلند مطالب کی طرف نہیں پہنچ سکتے۔ دیکھو کم متصل و منفصل قار الذات و غیر قار الذات کا سمجھنا اتنا مشکل ہی۔ سب طالب العلم کہتے ہیں۔ کہ زاویۂ غیر قائمہ کی تثلیث آج تک کسی نے نہیں کی اقلیدس و سراسحاق نیوٹن سے بھی نہوسکا۔ اور یہہ تثلیث زاویہ کیاہی بہ نسبت اوس علم پر پایاں کے۔ کوئی کہہ سکتا ہی۔ کہ عدد طبعی کی تعبیر کے واسطے سوائے تعبیر کے جسمین سیکڑا اور ہزار کا مرتبہ ہی۔ تعبیر ہو سکتی ہی۔ اگر ہم عدد کی تعبیر میں سیکڑا اور ہزار کے مرتبہ کو چھوڑ کے۔ صرف اکائی اور دہائی کے مرتبہ سے۔ بتکرار اکائی اور دہائی کے تعبیر کریں۔ تو بالیقین تعبیر نہوسکیگی۔ بلکہ نئے الفاظ بنانے پڑینگے۔ یہی احوال ہی اگر ہزار کے مرتبہ کو جو چوتھا مرتبہ ہی چھوڑ دیں۔ تو تعبیر نہوسکیگی۔ یہی احوال ہی رفع طبعی کا۔ اگرچہ لوگ سوائے دس کے بھی رفع غیر طبعی کرتے ہیں۔ اور حسابو میں لکھتے ہیں لیکن وہ حساب اگر نہیں بڑھنے کا۔ وہیں تک رہ جائیگا۔ جیسے دقایق و ثوائی و ثوالث کا حساب و رفع ساتھ تک ہی۔ بعد اسکے درجات پر رفع ہوگا۔ جتنے درجات قرار دو۔ پھر تو رفع طبعی کے محتاج ہونا ہوگا۔ یہہ سب بہ بتلائے پیغمبرونکے کب آتے ہیں۔ اگر لوگ کہتے تو بالیقین کرتے۔ جیسے بعد ہزار کے ہزار دس ہزار لکھن و دس لکھن اور ملین اور بلین وغیرہ بناتے ہیں۔ اور یہہ بنانا اونکا بہت تھوڑا ہی۔ اسواسطے کہ عدد کے واسطے حد و قوف نہیں ہی۔ قطع نظر ان سبکے جسکو ہم بدیہی ازلی کہتے ہیں کچھہ دلیل اوسپر نہیں سکتے۔ جیسے دو و دو چار سے زیادہ و کم نہیں ہوتا۔ یا کل بڑا ہی جزو

سے۔ یا مساوی مساوی ہی۔ یا مین مین ہوں۔ یا در نقص
ایک زمان و مکان مین۔ نہ جمع ہوسکتے ہیں نہ مرتفع ہوسکتے ہیں
مانند اسکے بہت ہیں بے متنبہ ہوئے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ تو کیا
احوال ہی اور چیزوں کا جو نظری و کسبی ہیں۔ علم اس حیثیت سے
کہ علم ہی جو علم ہو بہت اچھا ہی۔ لیکن نتیجہ اسکا اور استعمال
اسکا حق مین بھی ہوتا ہی۔ اور باطل مین بھی ہوتا ہی۔ اور پھر
بھی علم دو قسم کا ہی۔ ایک وہ جس پر دایلیں قائم ہیں دوسرا جس پر کچھ
دلیل تفصیلی نہیں ہی۔ اور نہ نتیجہ اسکا صادق ہی۔ محض خیال
ہی خیال ہی۔ علوم حقہ دینیات ہی کہ صاحب ناموس حق سے
پہنچا ہو۔ کہ صرف معقولات صرفہ ہی۔ علوم دنیویہ سے حساب ہندسہ
و علم ارضاد و طبیعیہ حق ہی اور علوم آلات علوم۔ جیسے نحو و صرف
و معانی و بیان و لغت و اشتقاق و عروض و قوافی و منطق و غیرہ۔ وہ
علم جسکا نتیجہ و استعمال باطل مین ہوتا ہی۔ جیسے موسیقی ہی۔
کہ ہندسہ و حساب و طبیعی سے نکلا۔ لیکن استعمال اسکا ملاہی و
ملاعب مین ہوتا ہی۔ کہ آدمی کو شرافت نفس سے باز رکھتا ہی۔
اسی طرح سے فن ارثماطیقی سطحی ہی۔ کہ استعمال اسکا خواص
تحدیب و تبغیض وغیرہ مزخرفات مین کرتے ہیں۔ اسی سے شطرنج نکلا اور
شطرنج کا دیکھا دیکھی۔ بہت سے آلات قمار بنے۔ اور اسی طرح کے علموں
مین سے ریمیا۔ سیمیا۔ کیمیا۔ لیمیا۔ ہیمیا۔ ہی۔ کہ بعض اوسمین
سے شعبہ و محض خیال ہی جیسے علم نجوم و رمل۔ اگرچہ علم نجوم
کی دلیل اجمالی ہی جیسے افتاب کی تاثیریں۔ اور چاند کا اثر
پانی و مریض مین۔ لیکن دلیل تفصیلی اوسکی محض رمل و خیال

ہی - رمل تو کچھ ہی نہیں - اسی طرح سے بعض صنعتیں ہیں -
 جذبہٴ بت سازی و مصوری و صنعت آلات طرب و قمار وغیرہ - کہ
 ان سب کو انبیا علیہم السلام نہ منع فرمایا ہی - کہ نفس آدمی کو
 شرافت علمی سے باز رکھتی ہیں - خلاصۃ الحساب ایک چھوٹا رسالہ
 ہی - اصول حساب میں شیخ بہاء الدین عاملی سے کہ طلبہ میں
 متداول ہی - اس کے آخر میں بہت تاکید سے وصیت کی ہی - کہ
 وہ کو ذرا اعلیٰ سے چھوڑیں - میں بہت دن تک نہ سمجھاتا کہ کیوں
 ایسی وصیت کی ہی - بعد اس کے میڈے پڑھا اور اپنی انکھوں سے دیکھا
 کہ ان خائن محاسنوں سے - کیا کیا ضرر کہ لوگوں کو نہیں پہنچے - برے
 برے ملک خراب و ویران ہو گئے ۔

دوسری فصل

چونکہ میرے پاس اور انبیا کے کلام ایسے نہیں ہیں - کہ جس
 سے میں علموں کو استنباط کروں - اور تطبیق دین حکمت حق سے
 موافق قرآن مجید - اور احادیث علماء آل محمد کے - اور ان دونوں
 میں بہت علم بھرے ہیں - قرآن مجید بہت چھوٹی کتاب ہی -
 لیکن کیا ہی بڑی ہی از روی علم کے - اس میں جتنے مذاہب باطلہ
 کے اصول ہیں - سب مندرج ہیں - اور اس کے ابطال کی دلیلین بہت
 اچھی طرح سے مذکور ہیں - میں اس میں سے اپنے طور پر جو استنباط
 کیا ہی لکھتا ہوں - اس سے سمجھو گے کہ میڈے تعصب سے نہیں لکھا *
 ۱ - قرآن مجید کے جزء ۲۷ رکوع ۲ میں ہی - نہیں پیدا کیا
 میں نے جن و انس کو مگر یہ کہ مجھے ہچانڈین - میری عبادت کرنے
 بقط - دیکھو سب لوگ صانع تعالیٰ والہ حق کی تلاش میں بہرتے

ہین۔ جو چیز کہ اوسکو حواس دریافت نہ کرسکے۔ لوگ کس طرح سے اوسکے جویا ہوسکتے ہین۔ تو جویا ہونا ہمارا اوسکو امر خلقی و سرشتی ہی۔ جیسے اور قوتیں ہمکو عطا ہوئیں ہین۔ ارنہیں سے اوسکے طالب کی قوت بھی ہی۔ اگر ہم مین یہہ قوت نہوتی۔ تو کس طرح سے ہم اوسکے طالب ہوتے۔ کوئی نادیدہ نادانستہ چیز کا بھی طالب ہوتا ہی۔ طالب مجہول مطلق عقلا محال ہی *

۲۔ قرآن مجید کے جزء ۲ رکوع ۶ مین ہی۔ تمہارے لئے قصاص مین زندگانی ہی اہی صاحبان مغزیعذہ عقل نقط۔ دیکھو جو کوئی کسی کو مار ڈالے۔ سب لوگ قصاص تجویز کرتے ہین۔ حال یہہ ہی کہ ہماری عقل کہتی ہی۔ کہ اگر قتل نہں گناہ ہی۔ تو تم کیوں قصاص کرتے ہو۔ یہہ بھی تو قتل نفس اور دکھ دینا ہی۔ کیا علم کی حفاظت کے واسطے قصاص تجویز فرمایا ہی۔ و اگر نہین تو ایک ڈریبل سدا ہی۔ ہزار عالم و حکیم کو ایک دن مین قتل کرتا۔ سواى اوسکے جاہلیت مین اگر کوئی شخص ایک قبیلہ کا۔ دوسرے قبیلہ کے کسی شخص کو مار ڈالتا تو قاتل کے لوگ قاتل کی حفاظت کرتے۔ اور مقتول کے لوگ طلب مین مقتول کے اوتے۔ اور آپس مین خوب لڑتے۔ یہاں تک کہ قبیلہ سب تمام ہوجاتے۔ اور یہی احوال سمجھو جہاد کا جسمین خروج ہی۔ نہ جہاد بمعنی دفاع۔ کہ وہ عقلا و شرعا ہر فرد پر لازم ہی۔ اپنی حفاظت کے واسطے۔ مگر ظالم پادشاہوں نے۔ اس جہاد خروجی کو ذریعہ گردانا جہانگیر کا *

۳۔ قرآن مجید کے جزء ۳ رکوع ۱ مین ہی۔ کچھہ زور و زبردستی کرنا دین مین نہین ہی۔ بالتحقیق ظاہر ہوا رشد گمراہی

سے نقطہ - دیکھو اسی جہاد خورجی کے واسطے ہی - کسی کو بخوبی
و تطبیع سے دین میں لانا صحیح نہیں ہی *

۴ — قرآن مجید کے جزء ۲ رکوع ۱۷ میں ہی - اگر نہ ہوتا دفاع کرنا
اللہ تعالیٰ کا آدمیوں کی تین - بعض کو بسبب بعض کے - ہر ایذا
فاسد ہوتی زمین فقط - اہل علم جانتے ہیں کہ زمین کتنی بڑی
ہی - اور کتنی قابل آبادی کے ہی - اور سب جانور چاہتے ہیں
برہین اور باقی رہیں - خصوصاً آدمی کہ بڑا حکمتی ہی اگر اوسکی
مراد برآ رہے - تو توڑے عرصہ میں زمین میں کنجائش نہوگی
اور فاسد ہو جائیگی - اور کہاں سے ایک دوسرے کو میراث پہنچائیگی
مگر چونکہ حکیم مطلق علم کو درست رکھتا ہی - جس بندہ کو پسند
فرماتا ہی اوسکو علم کا شوق عطا فرماتا ہی - وہ بندہ علم کو حاصل
کر کے حکیم و طبیب ہوتا ہی - ہر چیزوں کی منفعت و مضرت سے واقف
ہو ہر قسم کی تدبیریں کرتا ہی - اور اپنی حفاظت اور فلاح جوٹی میں
مشغول ہوتا ہی اور حاصل کرنا علم کا اور حفاظت کرنی اپنی - یہ
دوسرا حکم ہی و اگر نہیں تو حکیم مطلق جو چاہتا ہی کرتا ہی *

۵ — قرآن مجید کے جزء ۲۰ رکوع ۱۴ میں ہی - میر کرو زمین میں -
پس نظر کرو کہ کس طور سے اہداء خلق کیا فقط - یہہ اقسام جغرافیا پر دلالت
کرتا ہی کہ علم ہیئت و علم اندرون زمین یہہ اوسکے شامل ہی ہم لوگ
اوسکے معنی تک نہیں جانتے - جغرافیا کو کون پوچھے - لیکن حکماء فرنگ
میر و حیاحت کو نہیں چہرڑتے - کروڑوں روپی اسکے واسطے صرف کرتے
چلے جاتے ہیں - اپنی تین مملکوں میں ڈالتے ہیں - لیکن اس کام
سے ہرگز دست بردار نہیں - ہمیشہ نئے نئے نقشہ زمین و ملکوں کے

بلئے ہیں ہر روز اوسکا درس مدرسوں میں ہوتا ہی

۶ — قرآن مجید کے جزء ۲ رکوع ۱ میں ہی - پس پھیر

اپنے مونہہ کو طرف مسجد حرام کے اور جہاں کہیں ہو تم - پس پھیرو اپنے مونہہ کو اسی کی طرف فقط - دیکھو جاننا سمت قبلہ کا فرض ہی - اس واسطے کہ یہ نجانے قبلہ کی سمت متوجہ نہیں ہو سکتے اور جاننا سمت کا یہ علم ہیئت کے نہیں ہو سکتا •

۷ — قرآن مجید کے جزء ۱ رکوع ۱۴ میں ہی - اور واسطے

خدا کے مشرق و مغرب ہی - پس جس طرف مونہہ کرو پس وہیں ہی توجہ کرنا خدا کی طرف فقط - چونکہ خالق تعالیٰ کا حکم ہی - متوجہ ہونا نماز میں قبلہ کی طرف - اور علم ہیئت میں ثابت ہی - کہ سب بلاد میں جاننا سمت کا نہیں ہو سکتا - چنانچہ خود بیت حرام میں جس طرف چاہو نماز پڑھو - یہی احوال ہی اور بلاد کا - جو بیت حرام کے تحت الارض مقابل میں ہی - یہی احوال ہی اور بلاد کا - جو بہت شمالی یا بہت جنوبی ہی - یعنی چھپا ستھہ درجے کے عرض بلد سے لے کے عرض تسعین تک - یعنی نوے درجے عرض تک - اسی ضمن میں مضطر کا احوال بھی بیان کر دیا - کہ حالت اضطرار و غیر امکان کے جس طرف چاہے نماز پڑھے •

۸ — قرآن مجید کے متعدد جگہوں میں ہی - کہ عبادات سب

موقت ہیں خصوصاً نماز فرض یومیہ - اور یہ سب باتیں یہ جانی ہوئے علم ہیئت کے نہیں معلوم ہو سکتیں - خدای تعالیٰ نے اوسکا سیکھنا ہم پر فرض گردانا ہی - لیکن ہملوگوں نے قناعت کیا اور علامتوں پر

جو عوام کے واسطے یا فقدان اسباب کے وقت مقرر ہیں

۹ — قرآن بھرا ہی - اس مضمون سے کہ فکر کرو خلقت میں زمین و آسمان کی - اور فکر کر نیوالونکی تعریف کی ہی - اور حدیث میں ہی - کہ فکر کرنا ایک ساعت کا - خلقت میں زمین و آسمان کی - بہتر ہی ساتھ برس کی عبادت سے - ایسی حدیثوں کو تو گویا سنی ہی نہیں - اگر کسی شخص نے - اپنے شوق سے علم ہیئت کا سیکھنا چاہا - تو پرانا عام ہیئت جسے ہیئت بطلانیونسی بھی کہتے ہیں اسکو سیکھا - اور وہ ہیئت ہمارے دین کی ضروری کے برخلاف ہی - اس لئے کہ اس کے اصول میں ہی - کہ سب متارے - اپنے آسمان میں مانند مینج کے جڑے ہوئے ہیں مانند مچھلیوں کے پانی میں حرکت نہیں کرتے - اور آسمان قابل خرق و التیام کے نہیں ہی - یعنی صلاحیت نہیں رکھتا کہ بھٹے اور جٹے - حال یہہ ہی کہ بعض پیغمبروں کا آسمانوں پر جانا اور اسی پر رہنا اور خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان کا - سب آسمانوں پر جانا - اور سب ستاروں کی سیر کرنا اور بہشت و دوزخ کو دیکھنا - درختوں کا میوہ کھانا - اور وہاں سے میوہ لانا اور فرشتوں کا آسمان سے اترنا اور چڑھنا - اور میوے اور کھانے لانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے مائدہ اترنا ہم مسلمانوں کے عقائد میں سے ہی بلا تاویل *

۱۰ — قرآن و حدیثوں میں یہہ مضمون بھرا ہوا ہی کہ آسمان و ستارے - معمور و آباد ہیں جتنی چیزیں زمین میں ہیں سب وہاں ہیں - اور اس سے بہتر ہیں - دریاہیں ہیں - اور اوس میں مچھلیاں ہیں - جو کوئی چاہے چودھویں جلد کتاب سماء و عالم کی بحار الانوار کی جلدوں میں سے جو حدیثوں میں ہی -

اخواند ملا محمد باقر مجلسی سے دیکھ لے - پرانی ہیئت والے کہنے
 ہیں کہ آسمان و ستارے غیر معمور و غیر مسکون ہیں - لیکن حکماء
 فرنگ کا گہاں غائب مانند مسلمانوں کے اعتقاد کے ہی - لوگ
 بڑا دھوکا کھاتے ہیں فلک و سما کے معنی میں - دونوں کو آسمان
 جانتے ہیں - قاموس میں ہی فلک عبارت ہی ستاروں کے مدار سے
 یعنی جس دائرے پر گھومتے ہیں - اور ارحی میں سما کو لکھا ہی
 معنی میں آسمان کے - اور چہت ہر چیز کی - اور گھر کی - اور اصل
 معنی بلندی کے ہیں - اور زمین جو چیز ناپچہ ہو - ملک کو آسمان کے
 معنی میں لینے - سمجھنے میں بڑا پیچ پڑتا ہی •

۱۱ - قرآن مجید کے جزء ۲۸ رکوع ۱۸ میں ہی - اللہ
 ایسا اللہ کہ پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمین سے مثل انہوں کے -
 یعنی مثل آسمانوں کے فقط - حدیث میں ہی - کہ ہر زمین میں ایک
 خالق ہی - کہ اللہ تعالیٰ نے انکو خلق کیا ہی - اور وہ زمینیں
 ایک دوسرے کے اوپر طبق طبق نہیں ہی - درمیان انکے دریائیں
 ہیں - کہ انکو جدا رکھتی ہیں - اور سب زمینیں سایہ ڈالتی ہیں
 آسمان پر فقط - مگر جو لوگ کہ انکو پرانی ہیئت چرگئی ہی -
 اسی زمین کے سات پرت بتلاتے ہیں - اور قرآن کے معنی کو بگاڑتے
 ہیں - قرآن میں ہی - سات عدد وہ سات کیفیت ایک زمین کی
 بتلاتے ہیں - حکماء فرنگ سوائے زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و
 عطارد و اس زمین کے پانچ سیڑے اور ثابت کئے ہیں - کہ یہ گیارہوں
 آفتاب کے دور گھومتے ہیں - اور انکی روشنی آفتاب سے ہی - اور
 یہ چاند جو نمود ہی زمین کا ہی - زمین کے آس پاس گھومتا ہی -

اور ہشتی کے چار چاند ہیں۔ اور زحل کے سات اور ایک حلقہ بھی
ہی۔ اور وہ حلقہ تاریک ہی۔ اور غیر مماس ہی زحل سے۔ گہرمتا
ہی زحل کے آس پاس۔ دس گھنٹے پندرہ دقیقہ میں۔ اور عرض
اور اس حلقہ کا ظاہر ہوتا ہی۔ گویا بقدر ثلث زحل ہی۔ اور اس
حلقہ کو خاتم زحل کہتے ہیں۔ اور اور انوس جو اون پانچ جدید میں
ہی۔ اس کے چھ چاند ہیں۔ ان چاندوں کو دوسرے سیارہ کہتے ہیں۔
یعنی سیارہ سیدارہ۔ کہ ان کے آس پاس گہومتے ہیں۔ اور ان کی روشنی
بھی آفتاب سے ہی۔ یہ سب سیارہ و سیارہ سیدارہ یعنی سب چاند
جو مل جائے آفتاب کے دور گہومتے ہیں بمنزلہ ایک ملک و ایک
زمین کے ہی۔ جیسے چرخ ہندولہ۔ کہ ایک ہندولہ ہی۔ اس
واسطے جیسے زمین کہ سارے کرے کو کہتے ہیں۔ ایک بالشت زمین
کو بھی زمین کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہماری زمین و تمہاری زمین۔
زمین کے معنی اسفل کے ہیں۔ اور اس کے جو یعنی آسمان محیط
ہی۔ جہاں تک کہ سب ذواہت چھوڑے دیکھائی دیتے ہیں ایک
آسمان ہی۔ کہ آسمان دنیا کہلاتا ہی۔ ویسے چھ آسمان آسمان
دنیا کے اور اور ہیں۔ اسی طرح سے ہر آسمان کے اندر زمین ہی۔
اگر ایسا نہ ہو تو خلقت کا محصور کرنا ہوتا ہی۔ حال یہ ہی کہ
قادر تعالیٰ کی قدرت بے پایان ہی۔ تو اس کا مقدر بھی بے پایان
ہی۔ اگرچہ یہ آسمان و زمین۔ ہماری نظروں میں بڑے معلوم
ہوتے ہیں لیکن ان سے کب سے بڑے مخلوق خالق تعالیٰ کے ہیں۔
اسی کو بہتر معلوم ہی۔

میں ہی - کہ زینت دیا و ہر ایندہ بالتحقیق زینت دیا ہم نے - آسمان دنیا کو چراغوں سے - اور جزء ۲۳ رکوع ۴ میں ہی - بالتحقیق ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو زینت سے ستاروں کے فقط - پرانی ہیئت والوں کے مقلد کہتے ہیں - کہ آسمان دنیا جسے پہلا آسمان کہتے ہیں فلک قمر ہی - حال یہ کہ اس ایہ سے صاف معلوم ہوتا ہی - کہ اوپر جہاں تک جتنے ستارے دیکھائی دیتے ہیں - آسمان دنیا اور پہلا آسمان ہی - اس میں سیارے اور سیارے سیارے و آفتاب و ثوابت سب داخل ہیں - کہ روشن ہیں مانند چراغ کے - اور ان سے بڑھکے ہم ضعیف لوگ کون سی زینت تصور کر سکتے ہیں - اور ثوابت اتنے دور ہیں کہ آج تک حکماء فرنگ نے ان کی دوریوں کو دریافت نہ کر سکے - پرانی ہیئت والے کہتے ہیں - کہ وہ سب آسمان میں جڑے ہوئے ہیں - اس سے لازم آتا ہی - کہ جس طرح سے ان ستاروں میں دوری ہی - ہم ان کی دوری سے ویسا ہی دیکھتے ہیں - اور یہ نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اگر دوری چیز کو ہم ایک ہی خط پر کوس بہر کے فاصلے سے دیکھیں - تو ہم کو ان دونوں میں فاصلہ بہت کم معلوم ہوگا - حقیقت میں ان دونوں چیزوں میں آپس میں بڑا فاصلہ ہی - پڑھو ہر یا و مناظر کے علم کو تو خوب حساب کر سکو گے - حکماء فرنگ نے - بہت دقت سے حساب کیا ہی کہ چودھویں رات کا چاند - جتنا زمین سے ناظر کو بڑا دکھائی دیتا ہی وہی روشنی کے ساتھ اس طرح سے نوے ہزار چاند چاہئے کہ اس قید مرئی کو بہرے یعنی جتنا دور چاند ہی جب سورج بادل میں ہوتا ہی اس کے برابر روشنی دے

۱۳ — قرآن مجید کے جزء ۲۷ رکوع ۱۱ میں ہی - واسطہ
 خدای تعالیٰ کے ہمیں کشتیان مسئول اُٹھائے یا پال اوزائے دریا میں
 مانند پہاڑوں کے یا علموں کے جسمیں پھر ہرے ہیں فقط - جس لفظ کا ترجمہ
 کشتی ہی اس کو سقارہ بھی کہتے ہیں - یہ بیان جہاز تاریک ہی •

۱۴ — قرآن مجید کے جزء ۲۳ رکوع ۵ میں ہی - قسم کھاتا ہوں
 میں - ازن چیزوں کی جو جہنم والیان اور دیور کرنی والیان ہیں -
 ایسی وہ چیزیں کہ سقارے ہیں - اسے سقارے کہ جہاز دینے والے ہیں
 فقط - اس دو بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد مدار - تارہ ہی
 جسے مذک کے علوم جہاز قرار دیتے ہیں - کہ وہ سقارے بھی سیارہ
 اولیٰ ہیں - جیسے زحل وغیرہ - اور آفتاب کی روشنی سے روشن
 ہیں - اور ان کے مدار اتنے بڑے ہیں کہ سیاروں برس بعد ظاہر ہوتے
 ہیں - چونکہ تہذیب دن ظاہر رہتے ہیں - اور بہت جلد حرکت
 کرتے ہیں - اور جلد غائب ہو جاتے ہیں - ان کی رصد اچھی طرح سے
 نہیں ہو سکتی - اور اس آیت میں جو صیغے سقارے کا لفظ لکھا - اس کے
 بمعنی کشتیوں کے بھی ہیں - فیلسوفوں نے بھی سقاروں کو کشتیاں لکھیں
 ہیں بطلمیوسی ہیئت والے کہتے ہیں - کہ یہ جہاز تارے حقیقت میں
 تارے نہیں ہیں بلکہ اجزاء زمینی جو اوتارے اوپر جاتے ہیں - کرہ نار
 کے پاس جا کے گوسی پائے سے مشعل ہو جاتے ہیں - اور فلک قمر کی
 حرکت کی تبعیت سے کچھ دن حرکت کر کے بچھ جاتے ہیں - میں
 سمجھتا ہوں کہ ایسے قائلوں نے کچھ توجہ بطرف مراہ و مناظر کے
 نہیں کی - دیکھو حکماء فرنگ کا قول قرآن مجید سے کیسا ملتا ہے •

۱۵ — قرآن مجید کے جزء ۱۷ رکوع ۳ میں اور جزء ۲۳

رکوع ۱ مبین ہی۔ وہ ہر ساری ہے۔ مدار مبین شکار می کرتے ہیں۔ یعنی
 تیرے ہوں فقط۔ دیکھو آسمان کہ کہیں مدار کہا اور تیرے کو تشبیہ نہ سمجھا
 چاہئے بلکہ حقیقی ہی۔ اس واسطے کہ پانی درتسم کا ہی کثیف و لطیف
 کثیف وہ پانی ہی جسکو ہم دیکھتے ہیں۔ لطیف وہ پانی ہی جسکو
 ہم دیکھ نہیں سکتے۔ جسکو ہوا یا جو گنتے ہیں۔ مثال اوسکی جیسے پانی
 کا بخار کہ لطیف ہو کے ہوا کے ساتھ مل جاتا ہی۔ لیکن کیا نسبت ہی بخار
 کو کہ آگ اور دھوپ سے لطیف ہو کے ہوا ہو گی۔ اس پانی سے کہ حکیم مطلق
 نے اوسے لطیف پیدا کیا ہی یہ بخار گویا اس لطیف پانی کا تلچہ ہی۔
 ۱۶۔ قرآن مجید کے جزو ۱۷ رکوع ۳ مبین ہی۔ گردانا مہر چاندی زدہ کر پانی
 سے فقط۔ اس سے سمجھا جاتا ہی کہ مطلق پانی لطیف و کثیف دو صورتوں میں
 اس واسطے کہ ہوا بيشدون خیل و محیطی۔ ہر چیز پر رہ نہ بہت کثیف پانی کے
 ۱۷۔ قرآن مجید کے جزو ۲۷ رکوع ۱۰ مبین ہی۔ راستہ دیا دو دریا
 کو کہ ملاقی ہووین آپس میں اور دونو آپس میں ذہین ملتے یعنی ایک دوسرے
 سے ملتے نہیں ہوتے فقط۔ اور حدیثوں میں یہ مضمون بھرا ہوا ہی
 ۱۸۔ قرآن مجید کے جزو ۲۳ رکوع ۱ مبین ہی۔ آفتاب جاری ہونا
 ہی اپنی قرار گاہ کی لئے یا اپنی قرار گاہ کی طلب میں یا اوسکو استقرار ہی
 نہیں نقط۔ تین مہینے باعتبار اختلاف قراتوں کے ہی ستاروں کو اور کشمی کو
 عربی میں جاری کہتے ہیں۔ اور جاریہ آفتاب کے ناموں سے ہی۔ معنی اوسکے
 بہت جاہ چلتی والی چیز۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب بہت
 جلد چلتا ہی۔ عہدہ فرنگ نے بہت صحیح حساب سے دریافت کیا ہی۔ کہ
 آفتاب کا ہر گزیر لاکھ اٹھائیس ہزار یا بلکہ بیس ہزار میل ہوا ہی۔ زمین
 کے چارے۔ ہر گز حرکت اپنی کے حرکت و مہر کرتا ہی پچیس دن

چھ گھنٹے سولہ دقیقہ اٹھ ٹائید میں۔ اگر افتاب سے روشنی اوسکی مراد ہوتو یہی درست ہی۔ افتاب کی دوری زمین سے پچانوے ملین ایک سی تہتر ہزار ایک سی ستائیس میل انگریزی ہی۔ اوسکی رقم یہہ ہی ۹۵۱۷۳۱۲۷ اور اوسکی روشنی اٹھ دقیقہ تیرہ ٹائید میں زمین تک پہنچتی ہی۔ ارورہ روشنی گویا جیسے پانی جاری ہوتا ہی۔ نہ یہہ کہ پرانی ہیئت والے کہتے ہیں کہ ایک برس میں زمین کے دور گھومتا ہی * ۱۹۔ قرآن مجید میں کئی جگہ زمین کو مہاں فرمایا ہی۔ یعنی گہوارہ جسے ہندولا کہتے ہیں *

۲۰۔ اور جزء ۲۰ رکوع ۳ میں ہی۔ اور دیکھتا ہی تو ای دیکھنے والے پہاڑوں کی تئیں جانتا ہی تو انکو ساکن۔ اور حال یہہ ہی۔ کدو پہاڑ چلتے اور گذرتے ہیں۔ چلتے اور گذرنے بالکے سرعت میں صنعت کیا خدانے۔ صنعت ایسا اللہ۔ کہ مضبوط و محکم بنایا ہر چیز کو۔ بالتحقیق کہ وہ دانا ہی۔ اس چیز سے جو تم کرتے ہو۔ یا اسے کرتے ہیں فقط۔ کرتے ہو یا کرتے ہیں باعتبار اختلاف قرأت کر ہی۔ جانا چاہئے۔ کہ زمین کا اطلاق جیسے دشت پر آتا ہی۔ پہاڑ کو بھی زمین کہتے ہیں اور پہاڑ۔ دور سے خوب معلوم ہوتا ہی اور مانند بادل کے دیکھائی دینا ہی۔ برخلاف دشت کے کہ ناظر کے مقابل میں کم ہوتا ہی ان وجہوں سے مطلق زمین نہیں فرمایا۔ کہ ناظر زیادہ حیران ہو کہ جب پہاڑ چلتا ہی تو اس سے پتہ نہ کیوں نہین گرتے یہہ صنعت چشم بندی صانع حقیقی کی ہی کہ جو چیز بہت جلد چلتی ہی ہم اسکو ساکن جانتے ہیں جو چیزیں بہت بڑی ہیں جیسے سورج و تارے ہم بہت چھوٹے دیکھتے ہیں ایسا ہی جو لوگ باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھتے ہیں سب حکیم و صناع جمع ہوں ایسی صنعت چشم بندی کی دیکھلاوین

۲۱ - قرآن مجید کے جزء ۲۴ رکوع ۱۵ میں ہی۔ پس کہا اللہ نے واسطے آسمان و زمین کے آؤ تم دونوں از روی طاعت یا از روی کراہت کے کہا اوندونو نے کہ آئے ہم سب اطاعت کرنے والے فقط۔ آنا یہ چلنے کے نہیں ہوتا۔ صاف دلالت کرتا ہی اوسکی حرکت پر۔ علاوہ اوسکے خود زمین کے معنے عربی میں حرکت کے ہیں میں ایک دلیل لاتا ہوں حرکت پر زمین کے کہ۔ میڈے کسی سے نہیں سنا۔ ثابت ہوا ہی کہ کرہ متحرک کے دو قطب ہوتے ہیں۔ کرہ ساکن کے قطب نہیں ہوتا۔ اوسمیں جس نقطہ کو چاہو کہو کہ قطب ہی واقع میں قطب کا اطلاق کرہ ساکن میں بے معنے ہی۔ اور زمین کے دو قطب معین و مشخص ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اوسکی شناخت کے واسطے سنگ مقناطیس میں خاصیت بخشی ہی۔ کہ جب اوس سے قطب نما بنار۔ اوسکا مونہہ قطب ہی کی طرف رہتا ہی۔ بالضرور جب اوسکو قطب کے پاس لیجاو اوسکی خاصیت جاتی رہتی ہی۔ جیسے ہم قبلہ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے جدھر چاہو توجہ کرو۔ زمین کی حرکت کا ذکر حدیث میں آویگا *

۲۲ - قرآن مجید کے جزء ۲۷ رکوع ۱۹ میں ہی۔ ہر ایذہ بالتحقیق بھیجا ہم نے اپنے پیغمبر و نکو ساتھ بیڈا تکرے۔ اور نازل کیا ہم نے اوندکے ساتھ کتاب و ترازو کو۔ تاکہ لوگ قائم رہیں بعد الٹ فقط۔ جاہل و پرہیز خراب ایک کدندی خراب سی۔ اوسی کو ترازو سمجھتے ہیں۔ حکماء و فرنگ چاندی ارسونے تولیے بتا دیتے ہیں۔ کہ اسمیں کتنا خالص کتنا کھاد ہی۔ ہوا کو از رگرمیکو تولتے ہیں۔ چاند و سورج وغیرہ کو تول ڈالا ہی۔ اور ترازو تین معنوی علاوہ اوسکے ہیں اوسمیں ایک عدالت ہی *

۲۳ - قرآن مجید کے جزء ۱۷ رکوع ۳ میں ہی۔ بالتحقیق سب آسمان و زمین تھے وہ دونوں ملے۔ پس جدا کیا ہم نے اوندونو کو فقط۔ صاف دلالت کرتا ہی۔ کہ زمین پاٹی سے پیدا ہوئی *

۲۴ - قرآن مجید کے جزء ۲۳ رکوع ۱ میں ہے - مفرزہ ہی وہ خدا کہ پیدا کیا جو زر نکو سبکو - اس چیز سے کہ زمین اگاتی ہے - اور اونکی ذاتوں سے اور اس چیز سے - کہ نہیں جانتے ہیں لوگ فقط - ہلوگ کبوتر اور کبوتری کو خوب پہچانتے ہیں - حکماء فرنگ قطع نظر جانوروں کے نرومانہ کی شناخت کے - نباتات کے نرومانہ کو پہچاننا ہی - اور ہر روز اسکا رس - طبی مدرسون میں ہوتا ہے - مینے آج تک نباتات کے فہم میں کوئی کتاب نہیں دیکھی - تو اب اس آیت سے سمجھا جاوے کہ ہر چیز زمین نرومانہ ہی - اسی جہت سے عربی میں مذکور مونث سماعی ہے * قرآن میں ریاضی و طبیعی کا علم بھرا ہوا ہے - ہر ہر لفظ میں اس کے غور کرنے سے کیا کیا معنے نکلتے ہیں - اس قرآن نے سب فیلسوفوں کے فلسفے کو باطل کر دیا - اور سب حکمت طبیعی کو کہ سابق تھی نیست و نابود کر دیا - حکماء فرنگ کی حکمتیں سب اس قرآن سے ملتی ہیں *

تسری فصل

حکماء آل محمد کے طریقے تعلیم کے یہی - مانند انبیاء ہیں - اور حکماء آل محمد سے مراد بارہ امام ہیں - اور ان کے اصحاب اور اولاد الباب •

۱ - حدیث ایک شخص نے ہمارے ہانچوین امام سے پوچھا - کہ کیا سبب ہے رکود آفتاب کا - یعنی دوپہر کو دن رنگ کرنا - انہوں نے فرمایا - کیا چھوٹا ہی جتہ تیرا اور کیا مشکل ہے مسئلہ تیرا - بالتحقیق تو ہر آئینہ سزاور ہی جواب کے - بالتحقیق آفتاب جب طلوع کرتا ہے کھینچتے ہیں اسکو ستر ہزار فرشتہ - بعد اسکے کہ ہر شعاع کو اس کے پانچ پانچ ہزار فرشتہ پکڑے ہوئے ہیں - بعض کھینچتے ہیں بعض دفع کرتے ہیں - یہاں تک جب پہنچتا ہے جو زمین پر اترتا ہے - اور گذرتا ہے حلقہ کے تین تب اورتا ہی اسکو نور کا فرشتہ - جو مونہہ اسکا زمین کے مقابل ہی آسمان کی

طرف ہو جاتا ہی اور شعاع اوسکی پہنچتی ہی حد عرش تک -
پس اوسوقت سب فرشتے پکار کے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تا
آخر حدیث - پہلے جانا چاہئے کہ جیسے جرم آفتاب کو آفتاب
کہتے ہیں اوسی طرح اوسکی شعاع کو بھی آفتاب کہتے ہیں -
اور شاید یہہ محاورہ سب زبانوں میں ہو - اور زمین ظالمانی ہی
اوسکی روشنی آفتاب سے ہی - دور سے جیسے ہم اور ستاروں کو
دیکھتے ہیں ویسی معلوم ہوگی - اور آفتاب برابر چاروں طرف روشنی
دیتا ہی اور اوسکی روشنی ذاتی ہی - پس اب جانو کہ اگر امام
فرماتے کہ بسبب حرکت زمین کے آفتاب کا درنگ کرنا معلوم ہوتا
ہی - تو سایل کہی نہ سمجھتا - اس واسطے کہ بادی النظر میں - ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ زمین ساکن ہی - ستارے سب حرکت کرتے
ہیں - اور طلوع و غروب کرتے ہیں - اس سبب سے فرمایا کہ جب
اوسکو نور کا فرشتہ اولتتا ہی اوسکی روشنی حد عرش تک
جاتی ہی - یعنی جب زمین اول طلوع سے - ربع دور طی کوتی
ہی - آفتاب دائرہ نصف النهار پر معلوم ہوتا ہی - اور عرش
کے معنے چھت کے ہیں - اور خیمہ کے - تو اوسوقت زمین کی
روشنی ہمارے اوپر جاتی ہی - وہائسے مائند اور ستاروں کے
نظر آتی ہی - اور واسطے فہم سایل کے دائرہ نصف النهار
کو حلقہ سے تعبیر فرمایا - و اگر نہ آفتاب برابر چاروں طرف
روشنی دیتا ہی - اولتے سے کچھ علاقہ نہیں اور چونکہ ستارے
کسی چیز میں جڑے نہیں ہیں اگر کوئی روکنے والا نہو - تو
آپس میں ٹکرائیں گے - فرمایا بعض فرشتہ اوسکے جاذب یعنی کھینچنے والے -

اور بعض فرشتہ دفع کرنے والے ہیں - اور اس جذب و دفع کی قوت سے برابر حرکت ایک طور پر ہی - اگرچہ سایل نے فقط سوال کیا تھا آفتاب کے درنگ کرنے سے دو پھر کو - مگر امام نے اسکا بیان اول طلوع سے کیا - اور مناظر کی دایلوئکی طرف اشارہ فرمایا - یعنی جو قوسین مقابل میں دیکھنے والے کے ہوتیں ہیں - بری معلوم ہوتیں ہیں - چون چون بائیں یا دھنے یا اوپر ناظر کے ہوتیں ہیں - اگرچہ سب قومیں برابر ہیں چھوٹی معلوم ہوتیں ہیں - اوس کی طرف جذب و دفع کا اشارہ فرمایا - اگر بالتصریح ہیئت جدید کے مسائل کو اور ہندسی مسائل کو فرماتے تو سایل نفہمیدہ چلاجاتا - اسواسطے وہ سب چھوڑ کے - واقعی دایل کو - جو سائل کو مبداء و معاد سے نزدیک کرے فرمایا - اسی طرح سے مشہور ہی - کہ افلاطون الہی کے عہد میں رہا ہوئی لوگوں نے ایک بنی اسرائیل کے نبی سے عرض کیا - اس نبی نے فرمایا - کہ اپنے مذبح کو کہ مکعب ہی - تضعیف کرو - انہوں نے اس مذبح کے پہلو میں - ایک مذبح اور بنایا - وہاں موقوف نہ ہوئی افلاطون سے کہا - اوسنے فرمایا - تم لوگ جو ہندسہ سے نفرت رکھتے ہو اس نبی نے تمہیں ہدایت کی ہندسہ کی طرف - تم نے جو بنایا ہی وہ تضعیف مکعب مذبح سابق نہیں ہی *

۲ - حدیث مفضل بن عمر جعفری سے توحید میں - ہمارے چہڑے امام سے مروی ہی - کہ زمین کا مہب شمال بلند تر ہی - اوسکے مہب جنوب سے - اگر ایسا نہ ہوتا - تو پانی حیران رہتا زمین کے اوپر - اور لوگوں کو کامونسے باز رکھتا - اور قطع کرتا طریقوں اور مسلمانوں کو فقط - قاموس میں ہی - کہ بذات صحیح - شمال اس ہوا کو کہتے

ہیں۔ کہ اوسکے بہنے کی جگہ - مابین مطاع آفتاب و بذات النعش کے ہی - یا مابین مطاع آفتاب و مسقط نسرطایر کے ہی فقط - مطاع آفتاب سے مطاع اعتدال مراد لینا ہوگا - اور بذات النعش سے - بذات النعش صغریٰ - اور درنو سے مدار اوسکا مراد ہی چونکہ ان صورتوں میں کواکب متعدد ہیں - مراد قطب فلک البروج ہی - کہ قطب شمالی سے تخمیناً چوبیس درجہ متفاوت ہی - اوسکے مقابل میں اوسی طرح مہب جنوب ہی - یہ کہ مہب شمال اونچا ہی مہب جنوب سے - معنی اوسکے یہ ہیں - کہ حرکت سالیانہ میں اوسی طرح - اوسکا قطب فلک البروج شمالی اونچا رہتا ہی - اوسکے قطب شمالی حرکت یومیہ سے جسے قطب عالم بھی کہتے ہیں - کہ اوسی کے محاذی ہی - اور حرکت یومیہ و حرکت سنویہ کے سبب سمندر کا پانی اپنی جگہ سے تجاوز نہیں کرتا - اور اپنی ہی جگہ میں رہتا ہی - ایک لوٹے میں پانی یا آقا وغیرہ بھر کے اولٹو - البتہ جو اوس لوٹے میں ہی گرجائے گا - لیکن اگر اوسکو جاد جاد گہماؤ کچھ بھی اوسہیں سے نگرے گا - اور اس حدیث سے - کرویت زمین بھی نکلتی ہی - اگر کہو کہ جذب و میل کی تاثیر سے ہی - کہ کوئی چیز زمین سے جدا نہیں ہوتی - مسلم ہی - لیکن وہ تاثیر پانی کے پھیلنے سے متعلق نہیں - اگر کہو کہ مہب شمال میں - بہت اونچے اونچے پہاڑ واقع ہیں وہ مائع ہیں پانی کے پھیلنے کو - بہت دور ہی اس واسطے کہ پہاڑ کہیں خط استوا میں - کہیں اوس سے نزدیک کہیں تغات سے واقع ہیں - دریا میں بھی پہاڑ ہیں - دیکھو نقشوں کو اور پہاڑ سے تو خود پانی رستا ہی - بڑی بڑی ندیاں اس سے نکلتیں

ہیں - حرکت سے قوت نامیدہ زیادہ ہوتی ہی - حرارت پیدا ہوتی ہی - سب چیزیں زور پکڑتیاں ہیں - آرام ہاتیاں ہیں - جب لڑکے روتے ہیں گہوارہ اونکا ہلا دیتے ہیں - یا گود میں اونکو ہلاتے ہیں - تب ہو جاتے ہیں *

۳ — اوسی حدیث میں کئی ورق کے بعد ہی - آدمیوں کو دی گئی ہی - صنعت پیتل کی تانبے سے - اور شیشہ رمل سے - اور چاندی رصاص سے - یعنی رانگے یا سیسے سے - اور سونا چاندی سے - اور مائند اسکے - جس میں کچھ ضرر نہیں ہی کسی کا فقط - اگر میں نسنا ہوتا کلکتہ میں کہ چاندی سے سونا نکلتا ہی - سو بھری چاندی سے تین آنہ بھری - قیمتی تین روپیئے کا - کہ بعد خرچ کے ذیوہ روپیہ فائدہ ہوتا ہی - تو ہرگز میں اس حدیث کو نہ سمجھتا - اور بھی میں نے سناتھا - کہ بیس ہزار بھری سیسے سے کی آنہ بھری یا روپیہ بھری سونا نکلتا ہی - خرچ بہت پڑتا ہی - لیکن میں نے نہیں سنا - کہ سیسے اور رانگے سے اب تک کسی نے چاندی نکالی ہو - دور نہیں کہ حکماء فرنگ اس سے چاندی نکالیں - بعد اس جملے کے - امی *

۴ — حدیث میں ہی - کہ جس نے مبالغہ کیا ہی - داخل ہوئے معدنوں میں - پہنچا ہی - ایک بڑے صحرا میں - کہ جاری ہوتا ہی - گذر نیوالا ساتھ بہت پانی کے - کہ عمق اوسکا جانا نہیں جاتا اور کوئی تدبیر اوسکے پار ہونے کے نہیں - اور اس کے پیچھے سے - کئی مثل ہیں پہاڑوں کی چاندی سے فقط - جن لوگوں نے معدنوں میں کام نہیں کیا - یا بہت نیچے نہیں گئے - اس قول کو باطل

سمجھینگے۔ لیکن جغرافیائے طبیعی میں - اور علم معادن میں ثابت ہی - سمجھا نے کے واسطے اتنا کافی ہی - کہ یہہ بڑی ندیاں کہان سے نکلتیں ہیں - اور اپنے ساتھ چاندی سونہ کی ریت کہان سے لاتے ہیں - لوگوں نے سنا ہی - کہ سمندر کے نیچے میٹھے پانی کا چشمہ ہی - کہ باسن کا مونہہ بند کر کے دُوب کرے اوس پانی کو لاتے ہیں - اور زمین مخزن خدائی ہی - ہر چیز اور زمین موفر ہی *

چوتھی فصل

حکیم علیم تعالیٰ شانہ - چونکہ علم کو درست رکھتا ہی - اوسکی عنایت ازلی مقتضی ہوئی - کہ اگر لوگ انبیا اور انکے اوصیا کو نپارن - اور انکا کلام بھی دستیاب نہو - تو رجوع کریں عربی زبان کی طرف - کہ بول چال میں ہی - مانند اور زبانوں کے جو مفقود ہو گئیں ہیں - مفقود نہیں ہی - فکر کریں اوس میں - علموں کے الفاظ جو ہدایت کریں علموں کی طرف - اوس میں درج پاؤنگے -

۱ - میں نے پانچویں مقدمہ میں بیان کیا ہی - کہ تین زبانیں اصلی الہام سے پہلے آدم کو ملیں - سوائے عربی کے اور باقی دونوں زبان میں علم مبطل نہی - سب علموں کے پہلے زبان ہی - جب عربی حروف کے مخرجوں کو دریافت کر گے - کہ اوس نے اور دونو زبان کے مخرجوں کو بتلایا ہی - اس میں حروف حلقیہ و شفویہ وسطیہ تینوں ہیں - اور بعض حروف وسطیہ منکرفہ بھی ہیں - ان مخرجوں کی جامعیت کی طرف کوئی آپ ہم جا سکتا ہی - اوس کا بیان کچھ تھوڑا اس باب کے پہلی فصل میں - میفہ کیا ہی - اس زبان میں انہائیس حروف ہیں - ہندہ پر نشانی

کے واسطے کہ اوس کا بیان میں دلایل عرشیہ میں کیا ہی - نقطہ دیا جاتا ہی - ارنکو معجمہ کہتے ہیں یعنی گونگے حرف - یعنی ارنکو جو آپس میں ملاو - بے تائید بے نقطہ کے - تو الفاظ معنی دار کم نکلیں گے - پر خلاف بے نقطوں کے - کہ بہت الفاظ معنی داروں سے نکلتے ہیں - اور اس سے قصاید و کتاب و خطوط لکھے گئے ہیں - اور ایسی حرف کل تیرہ ہیں - اور صنعت قلب کی رعایت سے کیا ہی خوبی اوس میں ہی - یہہ سب اوس میں موجود ہی *

۲ - میں نے پہلی فصل میں بیان کیا ہی - کہ بے چوتھے مرتبہ ہزار کے - اگر چاہیں بے حد عدد کی تعبیر کریں نکرہ گینگے - اس اٹھائیس حرف میں چاروں مرتبہ عدد کے درج ہیں - اس طرح سے کہ نو حرف اکائی کے واسطے - نو حرف دہائی کے واسطے - نو حرف سیکڑے کے واسطے - ایک حرف ہزار کے واسطے - بعد جتنی تعبیر چاہیں - ہزار کے تکرار سے کرتے جاویں - پایاں نہیں ہی - کوئی کہہ سکتا ہی - کہ حروف یہہ بعد عدد کے بنے ہیں *

۳ - نو کسروں کے واسطے کسی زبان میں الفاظ مخصوص نہیں ہیں - سوائے عربی کے - اسی سے دائرہ کو قسمت کرنا تین سی ساٹھ پر ہی - اس لیے کہ یہہ اقل عدد ہی - جس سے سوائے ساتویں حصے کے آٹھ کسریں صحیح نکلتیں ہیں - اوس سے حساب اسان ہوتا ہی - دائرہ کے قطر کو ایک سے بیس پر قسمت کیا ہی کہ اوس سے سوائے ساتویں اور نویں حصے کے - سات کسریں پوری نکلتیں ہیں - اور یہہ تقسیم جب سے عربی زبان ہی ہی - کہ اوس میں نو کسروں کے الفاظ ہیں - اب حکماء فرانس نے

دائرہ کو چار سی پر تقسیم کیا ہی۔ لیکن میں نے سنا کہ اور ملک کے حکیموں نے اس قسمت کو مقبول نہیں فرمایا۔ اس تقسیم کی حکمت قابل غور و فکر ہی۔ کہ قطر دائرہ کو ثلث دائرہ کا لیا ہی۔ باوجودیکہ خط مستقیم و منحنی میں کہ دو چیز غیر متجانس ہیں نسبت منقود ہی۔ تو یہ نسبت واسطے تقسیم دائرہ کے مقرر ہوئی اس واسطے کہ دائرہ کی تقسیم سوائے کئی صورتوں کے۔ جو اصول ہندسہ میں ضمنا مذکور ہیں۔ اور کوئی صورت نہیں۔ مگر حسب قطر کو جتنے پر تقسیم کر دے۔ دائرہ بھی اتنے پر تقسیم ہو جائیگا۔ مثلاً چاہتے ہیں دائرہ کو تین پر تقسیم کریں۔ قطر کو اوسکے تین پر تقسیم کرو چالیس ہوے۔ طرف قطر کو مرکز۔ اور اوس نقطہ تقسیم کو محیط۔ ایک قوس رسم کرو۔ کہ پہلے دائرہ کو قطع کرے۔ تو ایک قوس پیدا ہوگی۔ جسکا وتر چالیس درجہ ہی۔ ویسی نو قوسیں لینے سے۔ دائرہ تین پر تقسیم ہو جائیگا۔ اسی طرح سے جتنی تقسیم چاہو کرو۔ خطوط و زاویہ کے نشان سمب زبانوں میں جسمیں ہندسہ ہی۔ حروف ہجائیہ سے دیتے ہیں۔ اور یہ خاصہ عربی ہی۔ کہ اوس زبان میں سوائے حرفوں کے۔ اور کچھ نشان نہیں۔ دیکھو فن جبر و مقابلہ کو۔ اور حساب بھی حرفوں اور لفظوں میں ہی۔ اور اعداد اور حرفوں میں۔ ایسے ملے جاتے ہیں۔ جیسے جسم طبیعی۔ و جسم تعلیمی جیسے خط۔ و سطح۔ و جسم۔ اور ان میں شکلیں۔ گمان ہوتا ہی۔ کہ ہندسہ و حساب کا علم عربی ہی سے لوگوں کو پہنچا ہی۔ دیکھو صنعت قالب کی رعایت کو۔ کہ کس طرح سے ملایم ہی۔ جیسے ہندسہ میں نسبتیں ملایم ہیں۔ اگر ہندسہ نہ ہوتا تو یہ ملاہمت

کہانسی آتی - کہتے ہیں - کہ ہند کے ہندوؤں میں ہندسہ تھا ایک علم
اور میں ہند ہند کا تھا - ترجمہ اوسکا آگے عربی میں ہوا ہی *

۴ — آفتاب کو عربی میں شمس کہتے ہیں - اوسکی جمع سماعی
شموس و غیرہ ہی - چاند کو قمر کہتے ہیں - اوسکی جمع سماعی اقمار
و غیرہ ہی - زمین کو ارض کہتے ہیں - اوسکی جمع سماعی ارضون
و آرضین و غیرہ ہی - زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و عطارد کے واسطے
جمع نہیں - اور جمع سماعی مخصوص عربی زبانکے ہی - اور زبانوں میں
صرف جمع قیاسی آتی ہی الا نادرا - اور جمع سماعی بے بتلائی ہوئے
اہل لغت کے جیسے سب لغت معلوم نہیں ہوتی - اس سے صاف
معلوم ہوتا ہی - کہ سورج اور چاند اور زمین متعدد ہیں - ثوابت
سب آفتاب ہیں کہ چشمک مارتے ہیں - ہمسے نادانوں کی عقلوں پر *

۵ — آفتاب کے ناموں سے ایک شرق ہی - مشرق جہان سے نکلتا
ہی - مشرقان و مشرقین اوسکا تثنیہ ہی - اوسکی جمع مشارق ہی -
دیکھو مدار راس السرطال و مدار راس الجدی کو - اور اوسکے مابین
کو لغت میں بتلادیا اور ہیئت کا راستہ دکھا دیا - بعض بعض الفاظ
آیات و حدیث کے ضمن میں بتلایا ہی - جن لوگوں کو تفکر ہی - اتنا ہی
کافی ہی - اگر میں حکماء فرنگ کے بعض رسالوں کے ترجمہ کو نہ دیکھا
ہوتا - تو یہ سب آیات و حدیث و عربی سے نہ نکال سکتا - کچھ شک
نہیں کہ حکماء قدیم و جدید نے - پیغمبروں کے کلام و عربی لفظوں سے -
استنباط کر کے حکمت درست کی ہی - لیکن بعضوں کو عربی زبان پسند
نہیں - کہتے ہیں کہ عربی زبان ہی حلق کو چھیلنا پڑتا ہی - بعض
سورج کہتے ہیں - اور نوں کہتے ہیں - کہ علم جاہلوں سے نکلا

جاہل لوگ حساب کے لئے رسید و نمین گرا دیتے تھے۔ یا اگیر کھینچتے تھے یہہ نہیں سمجھتے کہ اونہوں نے یہہ کام قصور دانش سے کیا۔ کہ ہر چیز کی تعبیر نہیں کر سکتے۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ جاہل جتنا شمارہ جانتے ہیں کہانسیہ سیکھا۔ جاہل کس طرح سے ماخذ علوم ہو سکتے ہیں۔ علوم مبداء حق سے انبیا کے وسیلہ سے ظاہر و شایع ہوا۔ یہہ نقل مشہور ہی۔ کہ حکمت آدمیوں کے تین عضو پر آتری ہی۔ اہل فرنگستان کے مغز میں۔ اہل چین کے ہاتھ میں۔ عرب کی زبان میں۔ لیکن اہل چین کی حکمت کو اہل فرنگ کے ہانہوں نے باطل کر دیا *

دوسرا باب

اس بیان میں کہ عربوں نے یونانیوں سے کتنا علمی فائدہ حاصل کیا

پہلی فصل

میں نے مقدمات میں ذکر کیا ہی۔ کہ یونان میں جو علم پھیلا بمسب سورتانیوں و کنعانیوں و مصریوں کے۔ وہ سب عرب باندہ سے تھے۔ جنکے آثار و خبر تفصیلی نہیں معلوم۔ جو سب فیلسوف و مہندس و غیرہ یونانی کر کے مشہور ہیں۔ انہیں ملکونکے تھے۔ جو یونان کے ملک میں جابے۔ اور انکی ذریت وہاں رہیں اور میں بعض تھے۔ کہ سفر کر کے اپنے اصلی ملکوں میں آئے۔ اور علم سیکھ کے جاتے۔ بعض اپنے ہی ملک میں رہے۔ اونہوں نے یونانی گروہ و یونانی زبان و یونانی خط بنائے و درست کئے۔ یونانی زبان و لاطینی زبان اسواطے بنائی۔ کہ علم ملکیوں سے اور جاہلوں سے چہا

رہے۔ ہر کسی کو علم نہ سکھائے تھے۔ جیسے زبان ژند و پاژند و
 سندسکرت بزرگی کے واسطے۔ کہ جاہلونکی نظر زمین بزرگ معلوم ہو
 بنائی۔ ژند پاژند کی زبانیں۔ جاما سب کہ بڑا حکیم تھا کئے الفاظ
 اسکے دریافت نکرسکا۔ اور وہ زبان نہیں ہی مگر فارسی تخییم کی
 ہوئی۔ اور سنوارنیوالا اوس زبانکا زردشت تھا۔ جیسے سندسکرت زبانمیں
 بید۔ کہ ہندو لوگ کہتے ہیں۔ کہ کلام آسمانی وہ ہی کہ آدمی
 کی زبان نہو۔ اور کسی شہر میں اوس زبان میں بول چال نہ کریں۔
 اور وہ زبان فرشتوںکی ہی۔ کوئی قوم اوسمیں بات نہیں کرتی۔
 اگرچہ ہم مسلمان بھی کہتے ہیں۔ کہ عربی زبان فرشتوںکی۔ اور
 ہشتیونکی ہی۔ ار پیغمبروں پر جتنی وحی ہوتی تھی۔ اوسے
 زبان میں ہوتی تھی۔ وہ پیغمبر اپنی قوم کی زبان میں پہنچا تا
 تھا۔ مگر وہ زبان بنی آدم کی بھی زبان ہی۔ ہندوؤں نے اپنی
 بزرگی بڑھانے کے واسطے۔ اور جاہلون سے علموں کے چھپانے کے واسطے
 کیا خوب تدبیر کی۔ اور فارسی زبان کو ایک نیالباس پہنا کے ظاہر
 کیا کہ یہ زبان فرشتوں کی ہی۔ جیسے ژند پاژند کی زبان۔ یہی
 احوال سمجھ لو یونانی و لاطینی زبان کا۔ جن لوگوں نے بنایا۔ اور
 اوسمیں کتابیں لکھیں جب وہ لوگ گئے وہ زبان بھی انکے ساتھ گئی۔
 اب صرف کتابوں میں ہی اب یونان میں اور اسکے آس پاس کے
 ملکوں میں۔ جیسے جنوہ اور مرسیل اور لکان وغیرہ ہیں۔ عربی
 شکستہ جاری ہی۔ جیسے اردو زبان کہ ملی جلی ہی۔ خصوصاً
 ہندی کلمتہ کی۔ اور انکے بعض شہروں میں عربی فصیح بھی
 بولتے ہیں۔ یہ گمان کرنا چاہئے۔ کہ مسلمانوں کی سلطنت کے

سبب جو وہاں ہوئی - زبان بدل گئی - ایسا نہیں ہی - مسلمانوں نے کب عربی زبان سکھانے کے واسطے وہاں مدرسے بنائے - اور کب وہاں زبان پڑھائی - بلکہ وہ زبان آگے سے اون میں ہی - البتہ کچھ کچھ اردو زبانوں کے الفاظ بھی اسمیں مخلوط ہوئے ہیں - اور عرب مسلمان کی سلطنت وہاں بہت نہیں رہی کہ ایسا ہوگا *

دوسری فصل

سبب داخل ہونا فلسفہ وغیرہ کا مسلمانوں میں - میں نے آٹھویں مقدمہ میں بیان کیا ہی - کہ زمینوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب معالیٰ الباب - اور انکے اچھے اچھے پیروں کو اور پیغمبروں کو جو انکے بعد ہوئے جو کہ حملہ علوم تھے شہید کیا - یونانیوں کے ملک کو لیا - انکو بھی تمام کیا - گویا سچ مچ - علم و عالموں کے دشمن تھے انکو سوائے لڑائی اور بت پرستی کے کچھ نہ سوجھتا تھا - جب قسطنطین پادشاہ - بدین عیسائی مشرف ہوا - اوسکے بعد اوسکا بیٹا جولیانوس پادشاہ ہوا - اوسنے تاملیڈوس کو جو مفسر کتب ارسطاطالیس تھا - اپنا وزیر کیا - ارسوقت حکمت کو کچھ رونق ہوئی - جب جولیانوس فارسیوں کی لڑائی میں مارا گیا - پھر بدستور حکمت کے دشمن ہوئے - کچھ حکمت کی کتابوں کو جلایا - کچھ کتابوں کو بوند کر کے رکھا - اور مذہبی تکرار ہی میں اوقات کاٹی - ایک دوسرے کو کافر کہا مارا نکالا یہی کام کرتے تھے - مگر اون میں جو اہل علم تھے بھاگ کے صحرائوں میں پہاڑوں پر گوشہ کناروں میں آزادانہ رہتے تھے - اور عام کی حفاظت کرتے - انہیں کو راہب کہتے تھے - اون میں بعض سلاطین بھی اہل علم و حکمت

گذرے ہیں۔ لیکن جاہلون کے مغلوب تھے۔ غرض خاتم پیغمبران پیغمبر
آخر الزمان کے مبعوث ہونے کے قبل سب ملکوں میں کیا فارس کیا
زم میں جہالت کی تاریکی چھا گئی تھی۔ ویسا ہی برخلاف اوسکے
جب وہ حضرت مبعوث ہوئے۔ سارا جہان علم کے نور سے روشن ہو گیا یہود
کے حبزوں نے۔ راہبوں نے۔ بعض عیسائی پادشاہوں نے۔ صابیوں نے
بعض فارسیوں نے۔ بت پرستوں نے۔ بطیب خاطر حضرت کے دین
کو قبول فرمایا۔ علوم سیکھے۔ جو کوئی ایک دفعہ بھی حضرت کی
خدمت میں مشرف ہوا اپنے حوصلہ سے بڑھکے علم حاصل کیا۔ اور
آن حضرت علوم اولین و آخرین کو۔ ہمارے پہلے امام کو سونپ
کے دنیا سے تشریف لے گئے۔ پہلے امام سے بھی بہت علم ظاہر ہوئے۔
ہر کسی کی مشکاوت کو حل فرماتے تھے۔ ان سے بھی بہت احبار
و رہبان۔ وغیرہ نے علم پایا۔ اور مسلمان ہوئے۔ انکے دشمنوں نے
جب انکو شہید کیا۔ تب تو امراء جہل و جور کا ایسا تسلط مسلمانوں
پر ہوا کہ بنی اسرائیل و رومیوں سے بھی بڑے نکمے۔ اور حکماء آل محمد
کو چن چن کے شہید کئے۔ پیغمبر آخر الزمان کی ذریت کو بد طرح قتل
کیا۔ دیواروں میں جینا چنوا چنوا دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے بارہویں
امام۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لوگوں کی نظروں سے چھپ
گئے۔ پھر جب عنایت ازی ہوگی۔ وہ درنو بزرگ ظاہر ہونگے۔ اور
عالم کو علم کے نور سے روشن کر دیں گے۔ ان ظالموں نے حکماء آل محمد
کی جگہ جس تہ کو پایا۔ عالم کے نام سے کہڑا کیا۔ چونکہ انکے
پاس علم تھا۔ شکونکے دریا میں ڈریے۔ ان ظالمونکی خواہش کے
موافق راہی تباہی بکنے لگے۔ سب چیزوں میں اختلاف کرنے لگے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی چاہے - ایک مسئلہ ٹھیک اونکی کتابوں سے نکالے ممکن نہیں - اور ہر دھنڈے جوالہی کو صاحب کشف و کرامت و پیر و مرشد کہے مشہور کیا - لوگ مارے ڈر کے حکماء حق کے پاس نجاتے تھے - پھر بھی ڈرتے ڈرتے جو گئے - بہت علوم حقہ حاصل کئے - اونہیں امراء جور و جہل نے - اون کتابوں کو نیست و نابود کر دیا - جواب بچ رہیں ہین بہت علوم حقہ اوس میں بھرے ہین - بہ سبب موجود نہوئے اسباب و خریداروں کے طلبہ اون علموں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے - چونکہ وہ امراء جہل و جور اپنی تڈین پیغمبر آخر الزمان کا خلیفہ کہلاتے تھے - اور نائب کا علم چاہئے مازند مذہب کے ہو - لوگ مسائل پوچھتے - تو واہی تباہی جواب دیتے - اور حکماء آل محمد کے دشمن تھے - جب درمائدہ ہوتے - تو حدیثیں بغواتے اور بڈاتے - کہ پیغمبر نے فرمایا ہی - لوگ پیغمبر کا نام سنکے چپ ہو جاتے - لیکن جانتے کہ بے اصل ہین - اس واسطے کہ جاہل کا کلام پیغمبروں کے کلام سے کب مشابہ ہی - اور لڑائیاں ہوتیں - اسی سبب سے یہود و عیسائی - و صابیوں - و دھریوں سے - مدد چاہی - اور فلسفہ و حکمت کے جویا ہوئے - اور اوسکو مسلمانوں میں داخل اور اونکو اوسکا شوق دلایا *

تیسری فصل

پہلے سبکے جسٹے فلسفی کتابیں دیکھیں - اور نقل کرائیں - اہل اسلام میں - ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاریہ بن ابوسفیان تھا - مرگیا وہ سنہ ۸۵ ہجری میں - اوسکو حکیم آل مردان کہتے تھے - اوسکو کیمیا کی صنعت کا شوق ہوا - تب بلوایا اوسنے ایک جماعت

فیلسوفوں کو - اور حکم کیا اور کو کہ صنعت کیمیائی کتابوں کو یونانی سے عربی میں ترجمہ کریں - اور مترجموں میں - پہلا اصطفان بن باسیدل تھا کہ صنعت کیمیائی کتابوں کو و طب و غیرہ کتابوں کو ترجمہ کیا - اور یہی سب سے پہلے کا ترجمہ ہی - اہل اسلام میں - خالد کا استاد مریانس راہب تھا - کہتے ہیں - کہ مریانس راہب نے - ایک مقال اکسیر سے - ایک مایان و دوسری ہزار - یعنی بارہ لاکھ مقال سونا بنایا - لوگ کہتے ہیں - کہ معاریہ اور اوس کا بیٹا یزید بھی سونا بنا کر لے لے - اور جاہلون میں مشہور ہی کہ ہمارے پہلے امام سے معاریہ نے سونا بنانا سیکھا - اور حضرت کی طرف بعض شعر مہمل شہرت دیتے ہیں - یزید کی طرف بھی ایک قصیدہ - کہ اوس میں بہت سے الفاظ مولدہ ہیں نسبت کرتے ہیں - کہ کیا میں ہی - بلکہ کتاب کلیلہ و دمنہ و مقامات حریری کو کہتے ہیں کہ رموز کیمیا میں ہی - خالد کا شاگرد جابر بن حیان صوفی تھا - کہ اوس نے اس علم کو شہرت دی - ہمارے اماموں نے باطل کیا ہی صنعت کیمیا کو دلیلوں سے - حاصل و خلاصہ بعض دلیلوں کا یہہ ہی - کہ سب بنی آدم بادشاہ سے لے گا تک محتاج چاندی سونے کے ہیں اگر یہہ صنعت ممکن ہوتی - اور ظاہر ہوتی - اوس سے نظام عالم کا درہم برہم ہوتا - کوئی اپنی اولاد کے واسطے ذخیرہ نہ کرتا بادشاہ و گدا سب برابر ہوجاتے - خون ریز یونس سے بنی آدم تمام ہوجاتے - اور چاندی سونے کو جو صنائع تعالیٰ و اللہ حق نے - زمین میں زمین ذخیرہ کیا ہی عبث ہوتا - کوئی چیز یہ تخم کے پیدا نہیں ہوتی - اور ہر چیز کے تخم کو صنائع تعالیٰ نے پیدا کیا ہی - آدمی زاد کو قابل صنعت کے پیدا

کیا۔ ہی کہ اوس سے ہر طرح کی چیزیں بنادیں۔ گیہوں سے چائول نہیں بن سکتا۔ بعض درخت باغی کرے سے۔ آدمی کی طبیعت کے موافق اوسکا پھل ہوتا ہی۔ اور بعض کو کہ اون میں کچھ مجانست ہو پیوند کرے سے بین بین اوسکا پھل ہوگا فقط۔ غرض کیمیا کے فن میں۔ بعد اوسکے بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور جاہلون نے اوسکا بڑا جال پھیلایا۔ بہتوں کو اوس جال میں پھنسا یا۔ مینے بہتوں کو دیکھا ہی۔ کہ حروف ہجائیہ تک نہیں پہچانتے۔ محض کڈڈ ناتواش اس علم کا دعویٰ۔ اور لوگوں کو فریب دیتے پھرتے ہیں *

ابوبکر محمد بن ذکریا رازی مرگیا سنہ ۳۱۱ یا سنہ ۳۲۰ ہجری میں۔ بڑے نامی حکیموں اور طبیبوں میں تھا۔ چھوٹی بڑی ایک سی بارہ کتابیں اوس سے ہیں۔ منجملہ اونکے۔ کذاب حارثی ہی تیس جلدوں میں طب میں۔ مانند اوسکے کذاب جامع و کذاب اقطاب ہی اور بارہ کتابیں ہیں اوس سے فن کیمیا میں۔ آخر عمر میں وہ اندہ ہو گیا تھا۔ سبب اوسکا یہ تھا کہ ارسنے۔ ایک کتاب کیمیا کے فن میں لکھی۔ واسطے ابی صالح منصور بن نوح بن نصر بن اسمعیل بن احمد بن اسد بن سامان کے۔ کہ پادشاہ سامانیہ کا تھا۔ بغداد سے لے گیا۔ اور اوس پادشاہ کو نظر دیا۔ پادشاہ بہت خوش ہوا۔ اوسے ایک ہزار اشرفی انعام کیا۔ بعد اوسکے فرمایا کہ جو تو نے اس کتاب میں لکھا ہی۔ اسے یہاں بڈا۔ حکیم مذکور نے نذر کیا۔ موجود نہ رہے اسباب کا۔ پادشاہ نے فرمایا سب اسباب و دواہیں جو درکار ہونگیں۔ میں مہیا کر دوں گا۔ ارس حکیم کا عجز مل میں پادشاہ پر ظاہر ہو گیا تب پادشاہ فرمایا کہ کیا بری بات ہی۔ کہ حکیم ہو کے حکمت کی

کذاب میں لوگوں کو فریب دینے کے لئے جھوٹے لکھے - اور فرمایا ہم نے بدلا دیا تیری زحمت کا - کہ بغداد سے یہاں تک آیا - لیکن تجھکو سزا دینی ہوگی - اس جھوٹے کے واسطے - پس ایک تازیانہ اوسکے سر پر مارا - اسکا صدمہ - اوسکی آنکھوں کو پہنچا - بعد اوسکے اوسے بغداد میں پہنچوا دیا - اوس صدمہ سے انکھوں میں پانی اوتا - اور قدح نہیں کروایا - اندھا ہو گیا فقط - مینے طول دیا - اسواسطے - کہ اسکے واسطے - ایک عالم گمراہ ہو رہا ہی یہاں تک نوبت پہنچی - کہ میں نے دیکھا ہی - بعض کذذبہ ناتراش آئے جاہلون کے محلے میں اترے - اون سے کہا - نقد و زیور جو ہولائے - ہم دونا کر دیں گے - رندیوں نے سب گھنے اوتار دیئے - وہ لے کے کافور ہو گئے - بعد خالد کے - بنی امیہ کو ترجمہ کروانے کا شوق نہوا - بعد اونکے دور ہوا بنی عباس کا - ان کے عہد میں - بہت چرچا یونان کے علم و کتابوں کا ہوا - اور بہت کتابیں ترجمہ کے نام سے مشہور ہوئیں - سنہ ۱۳۲ سے لیکے سنہ ۴۵۶ ہجری تک خلافت خلفاء بنی عباس کی رہی - پانہ می چوبیس برس کے عرصہ میں سیقتیں آدمیوں نے خلافت کی - سبکا آخر مستعصم باللہ ابو احمد عبد اللہ بن مستنصر باللہ تھا - کہ ہلاکو خان نے اوسے مروا ڈالا - سبکے پہلے ابو العباس عبد اللہ سفاح - کہ پہلا خلیفہ تھا خلفاء بنی عباس سے - اور چھوٹا بھائی تھا خلیفہ منصور دوانیقی کا - خلافت کی اوسنے سنہ ۱۳۲ ہجری سے لیکے سنہ ۱۳۶ ہجری تک بعد اوسکے اوسکا بڑا بھائی - ابو جعفر عبد اللہ منصور دوانیقی خلیفہ ہوا - اوسنے خلافت کی سنہ ۱۳۲ سے لیکے سنہ ۱۵۸ ہجری تک ان دونوں کے عہد میں

بہت سی کتابیں ترجمہ ہوئیں اور ترجمہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔
 بعد اوسکے ابو عبد اللہ محمد مہدی بن منصور خلیفہ ہوا۔ خلافت
 اوسکی سنہ ۱۵۸ سے لیکے سنہ ۱۶۹ ہجری تک تھی۔ اوسنے حکم کیا
 جدل کے فن میں کتابوں کے لکھنے کا۔ بعد اوسکے ہادی خلیفہ ہوا تھمینا
 ایک برس رہا۔ بعد اوسکے ابو جعفر ہارون الرشید خلیفہ ہوا۔ خلافت
 کی اوسنے سنہ ۱۷۰ سے لیکے سنہ ۱۹۳ ہجری تک۔ اوسکے عہد میں
 بھی بہت ترجمہ ہوئے۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا۔ امین خلیفہ ہوا۔
 اوسنے اپنی اوقات لہور لعرب میں کاٹی۔ بعد اوسکے ابو العباس عبد اللہ
 مامون الرشید خلیفہ ہوا۔ اوسنے خلافت کی سنہ ۱۹۸ سے لیکے سنہ ۲۱۸
 ہجری تک۔ اوسکے وقت میں بہت ترجمہ ہوئے۔ کہتے ہیں منصور
 درانقی نے روم کے پادشاہ سے کتابیں طلب کیں۔ روم کے پادشاہ نے کتاب
 اقلیدس اور بعض کتابیں طبیعیات کی بھیج دیں۔ بعد اسکے مامون
 نے آدمی بھیجے روم کے پادشاہ کے پاس۔ اور کتابیں قدیمی مانگیں۔
 پہلے روم کے پادشاہ نے انکار کیا۔ بعد اوسکے صلاح ثوری کہ بھیج دینا
 چاہئے۔ کہ اس سے مسلمانوں کے دین میں خلل پڑے۔ اور کہتے
 ہیں مامون کو بہت کتابیں جزیرہ قبرس سے ملیں۔ مامون کے بعد
 خلافت کی معتصم باللہ ابو اسحق محمد بن الرشید سنہ ۲۱۸ سے
 لیکے سنہ ۲۲۷ ہجری تک۔ بعد اوسکے اوسکے بیٹے واثق باللہ ہارون
 ابو جعفر یا ابو القاسم نے خلافت کی سنہ ۲۲۷ سے لیکے سنہ ۲۳۲ ہجری
 تک۔ بعد اوسکے اوسکے بھائی متوکل علی اللہ جعفر ابو الفضل نے
 خلافت کی سنہ ۲۳۲ سے لیکے سنہ ۲۴۷ ہجری تک۔ بعد اوسکے اوسکے
 بیٹے مناصر باللہ محمد ابو جعفر نے خلافت کی سنہ ۲۴۷ ہجری

کے اڑیل تک کل چبہ مہینے خلافت کی - بعد اوسکے مستعین باللہ
 ابو العباس احمد بن معتصم نے خلافت کی سنہ ۲۴۸ سے لیکے سنہ ۲۵۲
 ہجری تک - بعد اوسکے معتز باللہ (ابو عبد اللہ محمد یازید بن متوکل
 نے خلافت کی سنہ ۲۵۲ سے لیکے سنہ ۲۵۵ ہجری تک بعد اوسکے مہندی
 باللہ محمد ابو اسحق یا ابو عبد اللہ بن واثق نے خلافت کی سنہ ۲۵۵
 سے لیکے سنہ ۲۵۶ ہجری تک - بعد اوسکے معتد علی اللہ احمد ابو
 العباس یا ابو جعفر بن متوکل نے خلافت کی سنہ ۲۵۶ سے لیکے
 سنہ ۲۷۹ ہجری تک - بعد اوسکے معتضد باللہ احمد ابو العباس بن
 ولہ عہد موفق طلحہ بن متوکل نے خلافت کی سنہ ۲۷۹ سے لیکے سنہ ۲۸۹
 ہجری تک - بعد اوسکے مقتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد نے
 خلافت کی سنہ ۲۸۹ سے لیکے سنہ ۲۹۵ ہجری تک - بعد اوسکے
 مقتدر باللہ ابو الفضل جعفر بن معتضد نے خلافت کی سنہ ۲۹۵
 سے لیکے سنہ ۳۲۰ ہجری تک - بعد اوسکے قاہر باللہ ابو منصور
 محمد بن معتضد نے خلافت کی سنہ ۳۲۰ سے لیکے سنہ ۳۲۲
 ہجری تک - بعد اوسکے راضی باللہ ابو العباس محمد بن مقتدر
 نے خلافت کی سنہ ۳۲۹ ہجری تک - بعد اوسکے مقتفی باللہ
 ابو اسحاق ابراہیم بن مقتدر نے خلافت کی سنہ ۳۳۳ ہجری تک -
 بعد اوسکے مستکفی باللہ ابو القاسم عبد اللہ بن مقتفی نے خلافت کی
 سنہ ۳۳۴ ہجری تک بعد اوسکے مطیع للہ ابو القاسم فضل بن مقتدر
 نے خلافت کی سنہ ۳۶۳ ہجری تک - بعد اوسکے طایع للہ ابوبکر عبد
 الکریم بن مطیع نے خلافت کی سنہ ۳۸۱ ہجری تک - بعد اوسکے قادر
 باللہ ابو العباس احمد بن اسحق بن مقتدر نے خلافت کی سنہ ۴۲۲

ہجری تک - بعد اوسکے قائم باسرا اللہ ابو جعفر عبد اللہ بن قادر نے خلافت کی سنہ ۴۶۷ ہجری تک - بعد اوسکے مقتدی باسرا اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن قائم نے خلافت کی سنہ ۴۸۷ ہجری تک - بعد اوسکے مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی نے خلافت کی سنہ ۵۱۲ ہجری تک - بعد اوسکے اور بھی خلفا ہوئے جو کوئی چاہے انکا احوال تاریخوں میں دیکھ لے یہاں اتنا ہی کافی ہے *

چوتھی فصل

کتابین جو لکھی گئیں حکمت طبعی و الہی و ریاضی میں - سب یونانی و لاطینی و سریانی میں تھیں - فارسی لوگ بھی کچھ کتابیں یونانی و غیرہ سے مترجم رکھتے تھے - سب کتابیں عربی میں ترجمہ نہیں ہوئیں مگر شان و نادر - اور جو ترجمہ ہوئے اپنے اصلی معنی پر نہیں ہیں - جیسا کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے سے کم و زیادہ خلاف ہوتا ہی ہے - صاحب کتاب کشف الظنون کہتا ہے - جب میں ترجمہ کرتا تھا کتاب اطلس کو لاطینی سے ترکی میں میں ایسا ہی پایا - اور میں نے نہیں دیکھا کتاب شفا سے برہکے اور یہ بہت کم ہی ہے نسبت اوسکے جو فرنگستان میں ہے - میں کہتا ہوں یہ ہوسکتا ہے کہ سب کتابیں ترجمہ نہ ہوئی ہوں - مگر الہی و طبعی و ریاضی کی اکثر کتابیں ترجمہ کے نام سے مشہور ہوئی ہیں اور یہ کہ کتابیں عراق عرب و شامات میں تھیں غلط ہے - روم سے اور جگہوں سے کتابوں کا منگوانا اور تلاش کرنا کچھ منافی نہیں ہے - ہملوگ بھی دور دور سے منگواتے ہیں واسطے زیادتی بصیرت کے - اور یہ کہ امرائے ترجمہ کو ایسا ہی غلط ہے - اس واسطے کہ اکثر مترجم ارمی

ملک کے رہنے والے تھے - اور سرریائی و یونانی و لاطینی و عربی زبانمیں کتابیں رکھتے تھے - ایک دوسری زبان سے ترجمہ کئی ہوئی - اسواسطے کہ یہ سب کتابیں علمی ہیں - محض زبان جاننے سے ترجمہ علمی کتابوں کا نہیں ہو سکتا - دونوں زبانوں کی علمی اصطلاحات سے بخوبی واقف ہونا چاہئے و اگر نہیں برسوں اصطلاحات کے بنانے میں کٹیگی - مترجموں نے جب دیکھا کہ امرا خواہش رکھتے ہیں - اونکے نام سے اون کتابوں کو مشہور کیا - ایک ایک آدمی نے سو سو اور سو سے بھی زیادہ کتابیں لکھیں ہیں - علمی کتابوں کا ترجمہ اتنا نہیں ہو سکتا - الف لیلة و لیلة جو کہانی میں ہے - اب تک اوسکا ترجمہ پورا نہیں ہوا - بلکہ یہ بھی دریانت نکر سکے کہ وہ کتاب کب لکھی گئی لب التواریخ میں ہے کہ ہارون الرشید کے وقت میں لکھی گئی - اس مورخ نے کذبی بڑی غلطی کی ہے اور حال یہ ہے کہ اوس کتاب میں بہت سے قصے متاخر زمانے کے ہیں •

افلیدس کے لفظ کو بعضوں نے لکھا ہے - کہ یونانی ہی یونانی میں اقلید کا یہ کو کہتے ہیں - اور اوس علم کو زمشخری نے لکھا ہے اقلید معرب کلید ہے - میں کہتا ہوں یہ سب اشتباہ پیدا ہوا ہے دوسبب سے - ایک یہ کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات سمائی ہوئی ہے - کہ ہندسہ یونان سے نکلا - دوسرا یہ کہ ایک زبان دوسری زبان سے نکالی ہوئی ہے - وہ لوگ غافل ہوئے مابذ علم سے - اور زبانوں کی اصل و حقیقت سے - قاموس میں ہے - اقلید و مقلد و مقلید و مقلد کلید کے معنی میں ہے - اور مقال و مقالید ارمکی جمع ہے • قرآن مجید کے جزء ۲۴ رکوع ۳ اور جزء ۲۵ رکوع ۳ میں

ہی - واسطے اللہ کے ہی - مقالید آسمانوں کی اور زمین کی - اور یہہ صاف مطلق کلید پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کلید خاص و کلید معنوی پر دلالت کرتا ہی - اور بھی کلید کے معنی میں قرآن مجید کے جزء ۷ رکوع ۱۴ میں - اور جزء ۱۸ رکوع ۱۴ میں اور جزء ۲۰ رکوع ۱۱ میں ہی مفاتیح کا لفظ جمع مفتاح کی معنی میں کلید کے - اور مقالید کے لفظ کو جمع فرمایا کہ دلالت کرے ہندسہ کے اصول و فروع سب پر جو ہم جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے - اس صورت میں سین کا حرف اقلیدس کے لفظ میں - مطابق قاعدہ یونانی زبان کے علامت ہی علم کی - اور اقلیدس نام بھی ہی - جیسا دسویں مقدمہ میں گذرا - اور اس کتاب کا نام جو اصول ہندسہ میں ہی ہی - واقع میں اقلیدس اسی اصول ہندسہ کا نام ہی - اور نسبت اوسکی اقلیدس صوری کیطرف فقط بسبب ظاہر کرئے اوسکی ہی اوس کتاب کو - و اگر نہیں کیا امکان ہی کہ ایک شخص اپنے ذہن سے اتنی شکلیں نکالے - گفتگو ایک شکل کے نکالے میں ہی - تاچہ رسد کہ کتاب کی کتاب ایک شخص کی نکالی ہو یہہ سبب جائے دو کلمتہ شہر میں بڑے بڑے مہندس ہیں یہ کتاب دیکھے سینتالیسویں شکل پہلے مقالہ کی - جسے شکل عروس بھی کہتے ہیں - اوسکی اختلاف وقوع کو ثابت کریں کہ کتنا اختلاف وقوع ہی اور اقلیدس صوری کیطرف اور کتابیں بھی منسوب ہیں *

ہندسہ کو لکھا ہی کہ معرب ہی اندازہ یا آب انداز کا - حال یہہ ہی کہ عربی میں ہندس شیدر دار کو کہتے ہیں - اور مردن میں جو کہ معرب و جید الفظر ہی - و ہندوس الامر اوس شخص کو کہتے

ہیں۔ جو عالم ہی یعنی دانا ہی کام کا۔ تو کیوں ہندسہ مصدر یا اسم نہو۔ اور مہندس اوسکا فاعل۔ اگرچہ استعمال مہندس کا کاربڑ نکالنے والے پر آتا ہی۔ اور یہہ ایک کام ہی ہندسہ دانکا۔

بانچوین فصل

اقلیدس کی کتاب کو اصول وارکان ہندسہ کہتے ہیں۔ اور اوسکی فروعات بہت ہی اور اوسکی فروعات دو قسم ہی۔ ایک وہ جو طبیعی وغیرہ کے ساتھ مخلوط نہیں۔ جیسے اُکرو وغیرہ۔ دوسری وہ جو طبیعی وغیرہ کے ساتھ مخلوط ہی۔ جیسے فن تالیف کہ جب اوسکو آواز میں استعمال کریں دوسری قسم کی فروعات سے ہوگا۔ ازمے فن موسیقی کہہینگے۔ اور جب اوسکو اشعار میں استعمال کریں۔ فن عروض کہلائینگا جب اوسکو الفاظ میں استعمال کریں فن بدیع ہوگا۔ محسنات میں الفاظ کے۔ اور فن بدیع کی ایک قسم لغات عربیہ سے حرفی ہوگی اور اوس ہندسہ کو جب ہیئت زمیں و آسمان میں استعمال کریں فن ہیئت و فن نجوم کہلائے گا۔ اور یہہ فن ہیئت در قسم کا ہی ہیئت غیر تام کہ اوسمیں دلیلین ہندسی مذکور نہیں۔ اور ہیئت تام کہ اوسمیں دلیلین ہندسی مذکور ہیں۔ اوسہی ہیئت تام میں کتاب مجسطی ہی۔ اور مابین اصول ہندسہ اور کتاب مجسطی کے جو فروعات ہندسہ واقع ہی سبکو متوسطات کہتے ہیں۔ یعنی سمجھنا مجسطی کا موقوف ہی اصول اور اوس فروعات ہندسہ پر۔ جیسے اکر۔ کہ اوسمیں کرہ ساکن و کرہ متحرک سے گفتگو ہی۔ اور فن تسطیح۔ خواہ تسطیح کرہ ہو یا دوسرے مجسم کی۔ اور فن اسطوانہ اور فن مخروطات اور فن مساحت اور مرا یا مناظر۔ اور مرا یاہ محرقہ جس سے انعکاس و

انعطاف و انکسار شعاع کا معلوم ہوتا ہی - ازرفن جراثیقال وغیرہ
 ہی - اور جتنی کتابیں - اصول و فرعا لکھی گئیں تھیں یہ ضابطہ
 تھیں اور کچھ جاتی رہیں تھیں - خواجہ نصیر الدین محمد بن محمد
 طوسی نے - کہ وفات پائی سنہ ۶۷۲ ہجری میں - انہوں نے بڑی
 تلاش و کوشش سے - اون سبکو ربط دیکے - نئے سرے بنایا - انہوں نے
 اپنی اس قسم کی کتابوں کا نام سبکا تحریر رکھا *

- [۱] تحریر اقلیدس جامع ہی حجاج بن یوسف بن مطرو
 - ثابت بن قرة کی کتابوں کی اور دو مقالہ ملحقات کی * [۲]
 - تحریر مجسطی * [۳] تحریر کتاب معطیات اقلیدس کی *
 - [۴] تحریر اکرٹارڈوسیوس [۵] تحریر اکرمانا لاؤس *
 - [۶] تحریر کتاب کرہ متحرکہ او طولوقس کی * [۷] تحریر
 - مناظر اقلیدس * [۸] تحریر ظاہرات فلک اقلیدس * [۹]
 - تحریر کتاب لیل و نہار ٹاؤوسیوس کی * [۱۰] تحریر کتاب
 - طلوع وغروب او طولوقس کی * [۱۱] تحریر مطالع ابسقلوس *
 - [۱۲] تحریر جریمی الذیر ارسترخس * [۱۳] تحریر
 - ماخوذات ارشمیدس * [۱۴] تحریر مغروضات ثابت * [۱۵]
 - تحریر معرفت مساحت اشکال [۱۶] تحریر کتاب کرہ واسطوانہ
 - ارشمیدس کی * [۱۷] تحریر کتاب المساکن ٹاؤوسیوس کی *
- اور مجھے یاد پڑتا ہی کہ تحریر کتاب جراثیقال ارشمیدس بھی اونسے
 ہی - اب اسمی خواجہ کی تحریرات سے درس و تدریس ہوتا ہی -
 اور بھی بہت سی کتابیں خواجہ مذکور سے ہیں - ازآنجملہ سولہ
 مسئلہ ہیئت کے فن میں مشکلات فن سے تھے - بعض اون مسائل

کو محالات - بعض مستحیلات سے جانتے تھے - خواجہ نے اور سب مسائل کو حل کیا ہی - اور اسی ہندسہ سے فن منطق نکلا جھکو ارسطاطالیس حکیم نے تدریس کیا - اور علم الہی کی جگہ مسلمانوں میں علم کلام قائم ہوا - اور فیلسوفوں نے جن مسائل پر اپنے فلسفی کو مبتنی کیا تھا - اسکو قرآن مجید اور حدیثوں نے باطل کیا - جیسا کہ انکے اصول میں تھا - کہ فاعل واحد سے صادر نہیں ہوتا مگر فعل واحد - اور معلول اپنی علت تامہ سے منفک نہیں ہوتا - اور چونکہ باری تعالیٰ شانہ علت تامہ عالم کا ہی - پس عالم قدیم ہی - یا فنا عارض ہوتی ہی صورت پر - اور ہیولی کو فنا نہیں - اور مانند اسکے بہت ہیں - یہ سب بے بنیاد ٹھہرے - اور تشبیہ و تعطیل سے باری تعالیٰ شانہ کو منزہ جانا - اور حکمت کا مذہب اس طرح پر تقسیم پایا - کہ اسکی دلیل ذوق و شہود و عیان ہی - یا دلیل ظاہری جو متداول ہی - پھر اسکو دو قسم کیا کہ وہ صاحب مذہب کسی صاحب ناموس کا پیرو ہی یا نہیں - اگر پیرو نہیں اور دلیل اسکی ذوق و شہود و عیان ہی - وہ مذہب اشراقی ہی - اگر پیرو ہی صوفی ہی - اگر دلیل اسکی ظاہری غیر ذوق و شہود کے ہی - مشائی ہی - اگر کبھی صاحب ناموس کا پیرو نہیں - اگر پیرو ہی متکلم ہی - اور بعض صوفیوں میں سے قائل ہوئے ہیں وحدت وجود کے یعنی سب ہستی خواہ جسم و جسمانی ہو خواہ معنوی ہو ایک ہی - اور دوتی نہیں ہی - اس صورت میں - لفظ اللہ مانند اور لفظوں کے ہی - تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا - اور صوفیوں میں بڑے عالم گذرے ہیں *

جہنی فصل

نام اون لوگوں کے - جنہوں نے یونانی و لاطینی و سریانی و غیرہ زبان سے عربی میں ہر قسم حکمت کی کتابوں کو ظاہر کیا یا لکھا اور وہ ترجمہ کے نام سے مشہور ہوئے - یا اوسکی شرح کی - یا جو غلطیاں اور خطائیں اوسمیں تھیں نکالیں - یا خود اپنے نام سے اوسے اسلوب پر کتابیں لکھیں - اور رصد باندھی - اور ہر قسم کے آلات رصدیہ بنائے اور استعمال میں لائے یا کوئی فن ایجاد کئے - جانا چاہئے جب ایک کتاب دو زبان میں ہو تو کہنا اسکا - کہ فلانی زبان میں اصل - و فلانی زبان میں ترجمہ ہی بلاشبہ بہت مشکل ہی - اسمیں کچھ شک نہیں کہ طوفان کے زمانے تک سریانی ہی جاری تھی - اور بعد طوفان کے بھی بہت دنوں تک جاری رہی - اور کلدانیوں نے اوسے زبان میں علوم کو لکھا - بعد اسکے عربی میں منتقل ہوا - غرض اس فصل سے ذرات معلوم ہوگی - ایک یہ کہ سب اوسوقت کے لکھنے والے عراق عرب یا شامات و غیرہ ملک عربستان کے رہنے والے تھے - اور یہ سب ملک جزیرہ نما ہے عربستان کا ہی - اور بعض لکھنے والے ایرانی تھے - غیر ملکوں کا رہنے والا کوئی نہ تھا - اور وہ سب علوم عربیہ سے خوب واقف تھے - دوسرے یہ - کہ بعض ارمین سے صابی - بعض یہودی بعض عیسائی - بعض مسلمان تھے *

[۱] اصطفان بن باسیل عیسائی مترجم تھا خالد بن یزید کا - شاید اسکا باپ بھی مترجم تھا - روم میں بھی گیا تھا - وہ سب سے پہلے کا مترجم ہی * [۲] ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد بن عمرو بن تميم فراہیدی یا فرہودی ازیدی یحمدی عروسی - جانتا تھا

ہر لغت کو اور ماضی تھا فن موسیقی میں - کہتے ہیں چلا جانا تھا
 ایک مسگر کو دیکھا - کہ طاس پر ہتھوڑی مار رہا ہی - اس آواز سے
 اوسنے علم عروض کو نکالا - میں کہتا ہوں - کہ اس آواز سے اسکا خیال
 گیا ہوگا بطرف ایجاد علم عروض کے - اس واسطے کہ وہ استاد تھا فن
 موسیقی میں - اور عروض اوسے موسیقی کے فرع میں ہی - اور متبع
 تھا اشعار عرب کا اوسکے بہت شاگرد ہیں - ازہم بن نصر بن شمدیل ہی
 اور مدینہ نے علوم ادبیہ کو اس سے اخذ کیا - حنین بن اسحاق عبادی
 نے بھی علوم عربیہ کو اوس سے حاصل کیا - اور بہت مدت تک خلیل
 کی خدمت میں رہا فراہید جمع ہی فراہود کی - نام ہی ایک
 بطن کا قبیلہ ازہ سے - اور فراہود لغت میں ازہ کے شیر بچہ کو کہتے
 ہیں - یا بمعنی چھوٹی بکری اور محمد بنی نام ہی ایک بطن کا
 قبیلہ ازہ سے - خلیل مرگیا سنہ ۱۳۵ یا سنہ ۱۶۰ یا سنہ ۱۷۰ یا
 سنہ ۱۷۵ ہجری میں * [۳] جابر بن حیان صوفی کوفی شاگرد
 تھا خالد بن بزید کا * [۴] عبداللہ بن منفع - مجوسی تھا اسلام
 لیا ستاج و منصور کے چچا عیسیٰ بن ملی کے ہاتھ پر - لیکن واقع
 میں دھری مذہب تھا اوسنے ہندی سے فارسی سے سریانی سے
 یونانی سے ترجمہ کیا - اس سے بہت کذابین ہیں - قتل کیا گیا
 سنہ ۱۴۲ یا سنہ ۱۴۳ یا سنہ ۱۴۵ ہجری میں * [۵] محمد بن ابراہیم
 فزاری - خلیفہ منصور دوانیقی کے حکم سے ترجمہ کیا حساب معروف
 بسند ہند کو - اور بنائی اس سے ایک بڑی کتاب منجم اوس کتاب
 کو سند ہند کہتے ہیں * [۶] ماشاء اللہ منجم یہودی - تھا
 زمانہ میں منصور دوانیقی کے * [۷] ابوسہل فضل بن نوبخت

فارسی اصل - متوالی تھا ہارون الرشید کے کتب خانہ حکمت کا ترجمہ کرتا تھا حکمت کی کتابوں کو جو فارسی میں تھیں * [۸] حسن بن خطیب ترجمہ کیا کتابیں لکھیں یحییٰ بن خالد برمکی کے واسطے - جو وزیر تھا ہارون الرشید کا * [۹] ابن ناعمہ دہدالمسیح حصی * [۱۰] سلام ابرش - یہ دونو تھے زمانے میں ہرامکہ کے * [۱۱] ابو حنیان [۱۲] سلما دونو عیسائی تھے - زمانے میں ہارون الرشید کے * [۱۳] حجاج بن یوسف بن مطر - ترجمہ کیا اقلیدس کی کتاب کو ہارون الرشید کے واسطے - اس کو ترجمہ ہارونی کہتے ہیں - اور دوسرا ترجمہ مامون کے واسطے کیا - اب اذہد اسے ترجمہ مامونی پر ہی - نظیف مطیب کہتا ہی کہ دیکھا میڈم سوین مقالہ کو روسی زبان میں - ارمین چالیس شکلیں زیادہ تھیں - یعنی حجاج کے ترجمہ میں ایک سو نو شکلیں تھیں اور روسی میں ایک سو آنچاس - اور نظیف نے قصہ کیا کہ اس کو عربی میں ترجمہ کرے * [۱۴] ابو اسحاق ابراہیم بن مامان ارجانی ندیم موصلی - فن موسیقی میں مشہور ہی بہت خوش آواز تھا * [۱۵] منصور زلزل بجائے کا استاد تھا جب ابو اسحاق گانا - اور منصور زلزل بجاتا سننے والے بے اختیار ہوجاتے - ابو اسحاق مرگیا سنہ ۱۸۸ یا سنہ ۲۱۳ ہجری میں * [۱۶] سند بن علی یہودی مسلمان ہوا مامون کے ہاتھ پر * [۱۷] عباس بن سعید جوہری * [۱۸] یحییٰ بن ابی منصور منجم * [۱۹] خالد بن عبد الملک مرزوری - ان چاروں نے مامون کے واسطے رصد باندھی - شمسیدہ بغداد میں - اور دمشق میں قاسیوں پہاڑ پر - مامون کے مرنے سے وہ رصد ناتمام رہی - اور یہ پہلی رصد ہی اہل اسلام میں * [۲۰]

محمد بن خالد بن عبد الملک مروردی * [۲۱] عمر بن محمد
 بن خالد بن عبد الملک مروردی یہہ دونو بھی مائند اپنے باپ اور
 دادا کے بڑے حکیم و منجم تھے * [۲۲] احمد بن محمد بن کنیر
 فرغانی * [۲۳] محمد بن جہم * [۲۴] سہل بن بشر
 بن حبیب بن ہائی اسرائیلی منجم - یہہ تینوں ماموں کے زمانے
 میں تھے * [۲۵] ابو یحییٰ بطریق * [۲۶] یحییٰ بن
 بطریق - ابو یحییٰ تھا زمانے میں خلیفہ منصور کے یا ماموں کے *
 [۲۷] ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن صباح کندی - ابنہ ملوک
 کندہ سے تھا حکمت فارسی و یونانی و ہندی میں یکتا تھا - ترجمہ
 کرتا تھا ماموں کے واسطے - مرگیا سنہ ۲۲۲ ہجری میں * [۲۸]
 قسطنطین بن لوقا عیسائی بعلبکی شامی - معاصر تھا - یعقوب بن اسحاق
 کندی کا - مرگیا ارمینیا میں * [۲۹] یوحنا بن ماسویہ عیسائی
 استاد تھا جنہیں بن اسحاق عبادی کا * [۳۰] عیسیٰ بن
 ماسویہ یا بن ماسہ - اس سے کتاب من لا یحضرہ الطیب ہی - یا
 محمد بن ذکریا طیب رازی سے ہی - جیسا کہ کتاب من لا یحضرہ
 الفقہ میں مذکور ہی یا دو کتاب ایک نام کی ہو * [۳۱]
 جنہیں بن بہریق * [۳۲] ہلال بن ابی ہلال حمصی * [۳۳]
 ابن آدمی * [۳۴] ابو نوح بن صلت * [۳۵] ابن رابطہ
 [۳۶] عیسیٰ بن لوح یہہ چھوٹے زمانے میں ماموں کے -
 [۳۷] ابو زید جنہیں بن اسحاق عیسائی عبادی طیب - شاگرد
 تھا یوحنا بن ماسویہ کا اور عربیت میں خلیل بن احمد عروسی کا -
 خلیفہ متوکل نے اسکو چاہا آزمائے اس بدگمانی سے - کہ شاید روم

کے پادشاہ سے ملا ہو مجھے ہلاک نہ کرے تب کہا حنین سے کہ ایسی ایک دوا بناؤ کہ میں جس دشمن کو چاہوں آسانی سے ہلاک کروں اور یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہو - اور فرمان پچاس ہزار اشرفی کی جایداد کا لکھ کے تیار رکھا - حنین نے عرض کی کہ میں سوای نافع دواؤں کے مضر دواؤں کو نہیں جانتا۔ تب حنین کو قید کیا اور ہر گھڑی اس کے احوال سے خبر رکھتا تھا - اور حنین قید خانہ میں بیٹھا کتابیں تالیف کرتا تھا بعد ایک برس کے قید خانے سے بلایا - اور جلاؤ کو حاضر کیا - اور جاگیر کے فرمان اور خلعتیں بھی حاضر کیں - اور فرمایا کہ اگر میری مرضی کے موافق دوا مہیا نہ بناویگا تجھے قتل کروں گا - اگر بڑا یہہ سبب مال تجھے دوں گا - حنین نے عرض کی کہ میں پہلے معروض کیا - کہ سوای نافع دواؤں کے مضر دواؤں کو نہیں جانتا - اگر خلیفہ فرمانے جاوے فرنگستان سے سیکھ کے آؤں - تب خلیفہ نے تبسم کیا - اور فرمایا کہ تو خاطر جمع رہ - میں تیرا امتحان کرتا تھا - میں پادشاہوں کے مکر سے ایمن نہیں - تب حنین نے زمین کو بوسہ دیا اور شکر کیا - خلیفہ نے پوچھا کہ کیوں تو نے انکار کیا - حنین نے عرض کی - دین و صلاعت کے سبب - دین میں ہی - کہ ہم اپنے دشمن کے ساتھ نیکی کریں - تو کیوں نیکی نہ کریں گے دوستوں کے ساتھ - اور صلاعت ہم کو منع کرتی ہی - کہ ابناؤ جنس کو ضرر نہ پہنچاویں اس واسطے کہ وہ صنعت واسطے نفع کے ہی - اور طبیبوں کی گردن پر - قسم کے ساتھ عہد ہو کہ ہی - کہ کسی کو دوا مضر نہ دیویں - عبادی بکسر عین مہملہ وباء موحدة تھنائی منصوب ہی - عباد حیرہ کی طرف - اور اہل حیرہ کو عباد کہتے تھے - وہ سب عیسائی تھے متفرق

قیدیوں سے کہ حیرہ میں آگے بسے - اور لوگوں سے منفرد رہتے تھے -
 اور حیرہ بکھر چلا، مہملہ و سکون یاد منکذات تختانی - شہر تھا قریب
 کوفہ کے - جب کوفہ آباد ہوا تب وہ شہر اوجاز ہو گیا * [۳۸]
 ابویعقوب اسحاق بن حنین بن اسحاق عبادی - وہ بھی مانند اپنے
 باپ کے بڑا حکیم و مہرجم تھا - مرگیا سنہ ۲۹۸ یا سنہ ۲۹۹ ہجری
 مدین * [۳۹] حبیش اعسم بن عبد اللہ بغدادی - شاگرد تھا
 حنین بن اسحاق عبادی کا * [۴۰] ابو جعفر بن احمد بن عبد
 اللہ بن حبیش اعسم - یہ بھی مانند اپنے پردادا حبیش کے بڑا حکیم
 تھا * [۴۱] محمد بن عبد اللہ بن عمر باز یار - شاگرد تھا حبیش
 اعسم کا * [۴۲] ابو جعفر یا ابو عبد اللہ محمد * [۴۳]
 احمد * [۴۴] حسن یہ تینوں بیٹے تھے - موسیٰ بن شاکر
 کے - موسیٰ ابتدا میں راہزنی کرتا تھا - محمد سب سے بڑا تھا -
 اسکے آمدنی برس میں چار لاکھ اشرفی تھی - اور احمد کی ہزار
 ہزار اشرفی - محمد کا علم دونوں بھائیوں سے زیادہ تھا - اور تینوں بھائیوں
 کی کتابیں حیل بنی موسیٰ کر کے مشہور ہیں - اور تینوں نے مامون
 کے حکم سے صحراء سنجار - و صحراء کوفہ میں - قطب شمالی کا ارتفاع
 لیکے بتلایا - کہ زمین کا دائرہ کتنا بڑا ہی - اور مامون نے ان تینوں کو
 بھیجا روم میں کتابوں کی تلاش میں - اور تینوں نے خود بھی کتابوں
 کے لئے بہت مال خرچ کیا - اور لوگوں کو بھیجا - اور ترجمہ کروایا -
 اور خود بھی ترجمہ کرتے تھے - حسن سوائے ہندسہ کے اور علموں سے
 کم ماہر تھا - کل چھ مقالہ اقلیدس کا پڑھا تھا - مگر بڑا ذہین تھا
 اسنے اور اسکے بھائی احمد نے - زاویہ کی تالیف کی ہی - محمد مرگیا

سنہ ۲۵۹ ہجری میں * [۴۵] احمد بن محمد بن مردان شرخسی۔ شاگرد تھا یعقوب بن اسحاق کندی کا اوس سے صابیوں کے مذہب کی تعریف میں ایک کتاب ہی۔ ارسکو معتضد نے قتل کیا سنہ ۲۸۶ ہجری میں * [۴۶] فضل بن حاتم۔ نیریزی تھا زمانہ میں معتضد کے * [۴۷] ابو معشر جعفر بن محمد بن عمر بلخی۔ مرگیا سنہ ۲۷۲ ہجری میں * [۴۸] عبد اللہ بن مسرور عیسائی۔ غلام تھا ابو معشر کا۔ اور ابو معشر سے عالم حاصل کیا * [۴۹] ابوالحسن ثابت بن قرہ بن مروان بن کرایا بن ابراہیم بن ماریفوس بن سلاما قوس صابی حرانی اوسکی عزت معتضد خلیفہ کے پاس بہت بڑی تھی۔ بیٹھتا تھا خلیفہ کے حضور۔ مرگیا سنہ ۲۸۸ ہجری میں * [۵۰] سنان بن ثابت بن قرہ حرانی پہلے مذہب اوسکا صابی تھا۔ خلیفہ قاہر کی تہدید سے مسلمان ہوا۔ اذر مقتدر خلیفہ کے پاس بڑی عزت رکھتا تھا۔ طبیبوں کا رئیس و ممتحن تھا۔ بغداد میں آٹھ سو ساٹھ طبیب تھے سوائے اون طبیبوں کے جو مشہور و مقدم تھے اذر سوائے اون طبیبوں کے جو خلیفہ و امرا کی خدمت میں تھے۔ نقل ہی۔ کہ ایک طبیب خوش لباس خوش صورت۔ صاحب ہیبت و وقار۔ امتحان دینے کے واسطے حاضر ہوا۔ سنان نے ارسکی بڑی عزت کی۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ سے طب میں کچھ سناؤں اور یاد کروں۔ اوسنے ایک پڑیا کہ ارس میں کچھ اشرفیان تھیں۔ سنان کے سامنے رکھ دیں۔ اذر کہا میں کچھ لکھنے پڑھنے نہیں جانتا۔ اور عبدالدار ہوں۔ میری معاش اسی طبابت سے ہی۔ امید رکھتا ہوں۔ کہ میری روزی کو موقوف۔ اذر مجھے رسوا نہ کر۔ سنان نے کہا۔ اس شرط سے کہ کسی بیمار کو فسد و مسہل تجویز

نکرتے۔ ارسنہ کہا یہی میرا مذہب ہی۔ سوائے سکنجبین و شربت کے مین کچھ نہیں دیتا۔ سنان مسلمان مرگیا سنہ ۳۳۱ ہجری مین [۵۱] ابو ہریرہ فضل بن محمد بن عبد الحمید بن واسع جبلی مرگیا سنہ ۲۹۸ ہجری مین * [۵۲] ابو داؤد یہودی عراقی منجم۔ بغداد مین تھا قبل سنہ ۳۰۰ ہجری کے * [۵۳] محمد بن حسین بن حمید معروف بابن آدمی شروع کیا لکھنا۔ کتاب زیج کبیر کا۔ مذہب مین سندھ کے۔ ناتمام چھوڑ کے مرگیا۔ بعد اوسکے اوسکا شاگرد [۵۴] قاسم بن محمد بن هشام مدائنی معروف بعلوی نے اوس کتاب کو تمام کیا۔ اور اوس کتاب کا نام نظم العقد رکھا۔ اوس کتاب کو مشہور کیا سنہ ۳۰۸ ہجری مین * [۵۵] محمد بن جابر بن سنان صابی حرانی معروف بہ بیانی۔ رصد باند ہی اوسنے سنہ ۲۹۹ سے لے سنہ ۳۰۶ ہجری تک۔ مرگیا سنہ ۳۱۷ ہجری مین۔ حران بلا لام ایک شہر ہی۔ جزیرہ ابن عمر مین۔ اور جو زمین صابین نرات و دجلہ کے واقع ہی۔ اوسے جزیرہ ابن عمر کہتے ہیں۔ ویدان بہ تشدید یاء مثنیات تحتانی۔ ایک جگہ ہی خراہان مین * [۵۶] ابو احمد حسن بن احمد بن یعقوب ہمدانی یمنی صنعا مین قید خانہ مین۔ مرگیا سنہ ۳۳۴ ہجری مین * [۵۷] ابو بشر متی بن یونس * [۵۸] ابو حیان جیلان یہہ دونوں عیسائی تھے۔ اور اوستان تھے معلم ثانی ابونصر فارابی کے * [۵۹] ابو نصر محمد بن محمد طرخان بن اوراغ فارابی ترکی معلم ثانی رہتا تھا ترکوں کے لباس مین بلا تکلف۔ وارد ہوا امیر مدیف الدولہ کی مجلس مین۔ جس وقت کہ اوس مجلس مین

اگر تمام تھا حکما و علما کا - اور وہاں کھڑا رہا - سیف الدولہ نے کہا: بیٹھو - اسنے کہا جہاں میں ہوں یا جہاں تو ہی - سیف الدولہ نے کہا جہاں میں ہوں - تب معلم ثانی سب کو ناگہم اور سیف الدولہ کو اٹھا کے اسکی جگہ میں بیٹھ گیا - سیف الدولہ نے اپنے نوکروں سے خاص زبان میں - جسکو سواہی اسنے نوکروں کے کوئی فحاشا تھا کہا - کہ اس شیخ نے بڑی بے ادبی کی ہے - میں اس سے عام میں پوچھوں گا اگر اس کے جواب سے عہدہ برا نہوا میں اسکو بڑی ہزا دوں گا - ابو نصر نے اوسی زبان میں جواب دیا - کہ ای امیر صبر کرو - کہ امر سب پیچھے ہیں - سیف الدولہ نے کہا - تو اس زبان کو جانتا ہی - اسنے کہا میں ستر زبان سے زیادہ جانتا ہوں - بعد اسکا حکما و علما سے پوچھنا شروع کیا اور سب کی خطائیں اور غلطیاں پکڑیں - یہاں تک کہ سب چپ ہو گئے - ابو نصر تنہا بیان کرتا تھا - اور وہ سب اسنے کلام کو لکھتے تھے - بعد اسنے سیف الدولہ نے سب کو رخصت کیا - اور ابو نصر کے ساتھ خلوت میں رہا - اور پوچھا کچھ کھائیکا - کہا نہیں - پوچھا کچھ پیچڈیکا - کہا نہیں - پوچھا کچھ گانا بجانا سنئے گا - کہا ہاں - سیف الدولہ نے سب گانے بجانے والے استادوں کو بلوایا ابو نصر نے فن موسیقی میں سب کے خطاؤں کو معرفت کیا - سیف الدولہ نے کہا - تو اس صنعت کو جانتا ہی - کہا ہاں - اور کمر سے ایک تہیلی نکالی - اور اسکو کھولا - اور نکالا اس سے کچھ لکڑیاں - اور اون لکڑیوں کو ترکیب دی - اور اسکو بچایا - جتنے لوگ مجلس میں تھے سب ہنسنے لگے - بعد اسنے اون لکڑیوں کو دوسری طرح ترکیب دی اور بچایا سب لوگ رونے لگے

پھر ارنکو اور طرح سے ترکیب دیکے بجایا - سب لوگ ہو گئے۔ ابو نصر
 ان کو سوتا چھوڑ کے چلا گیا - کہتے ہیں قرون کہ ایک ساز کا نام ہی
 ابو نصر کی ایجاد ہی - ہو گیا سنہ ۳۳۹ ہجری میں - کوئی
 اعتراض کر سکتا ہی - کہ وہ میں نے چوتھے مقدمہ میں لکھا ہی - کہ
 سب زبانیں تین ہیں تو ستر سے زیادہ زبانیں کہاں سے ہوئیں - مینہ
 اوسے مقدمہ میں لکھا ہی کہ تین زبانیں اصلی ہیں - ہر ایک
 کے تحت میں بہت زبانیں ہیں - جو لوگ زبان کی جغرافیہ سے
 واقف ہیں ان پر ظاہر ہی - اور یہہ اعتراض کہ ساز میں یہہ خاصیت
 کہاں کہ ہندسوں - اور رولوں - اور بیہوش کرے - ارنکا اعتراض ہی
 جو وسعت عالم کو - اپنے چھوٹے فہم کے برابر جانتے ہیں اور اسی چھوٹے
 کو بڑا سمجھتے ہیں - ہندسوں اور رولوں - تو نقل بھی کر سکتے ہیں - اور آواز
 ملازم - جیسے پانی کی - ہوا کی - ملازم ساز کی موزوں سولائی والی
 ہوتی ہی - کئی برس قبل ہو گئی و کلکتہ میں ڈاکٹر اسٹیل صاحب
 انگریز - سمریز یعنی مسمریزم سے بیہوش کر کے بیمار کو چیر بھار کرتے تھے -
 کہ مطلق بیمار کو خبر نہ ہوتی تھی - اور سمریز اس طرح سے کرتے تھے کہ بیمار
 کو چت سولائے تھے - اور خود خم ہو کے - اپنے مرنہ کو اس کے مرنہ کے
 سامنے اس طرح رکھتے - کہ ارنکی سانس کی ہوا اس کو لگے - اور
 درنوں ہاتھوں کو بہت کم فاصلے سے - اوسکی چھاتی کی طرف سے
 کھینچتے اوسکی آنکھوں اور سر کی طرف لاتے تھے - اسطور ایک دن یا دو
 دن یا زائد کرنے سے وہ شخص بیہوش ہو جاتا تھا - اور جس کو خراب اثر
 کرتا - اوس کو کھڑے کھڑے اگر پار گھنٹا دیکھتے - وہ شخص گر جاتا - اور
 یہہ کام بہت طرح سے کرتے - اور اپنے شاگردوں اور نوکروں کو بھی سکھایا

تھا۔ اور بعض عمر قیات بھی ہی کہ سونگھنے سے شخص بید ہوش ہو جاتا
 ہی۔ اور دوا بھی ہی کہ تمباکو کی طبع حقہ میں پینے سے شخص
 بید ہوش ہو جاتا ہی۔ درمیری نظیر۔ شیخ نجم الدین کبریٰ بن عمر
 خدیوی خوارزمی۔ کہ اسکو واپس ترائش کہتے تھے اس واسطے کہ جب
 چاہے خانہ سے نکلتا۔ اسکی نظر جسد پر پڑتی۔ وہ اسکا مرید ہو جاتا
 اور واپس ہوتا۔ تو کیا گمان ہی ویسے بڑے حکیم پر۔ کہ سب عاموں
 کو جاننا تھا * [۶۰] حکیم صفی الدین عبد المؤمن ارموی۔
 رہنے والا تھا۔ ارمویہ کا جو اضلاع تدریس سے ہی۔ بڑا استاد و حکیم تھا
 فن موسیقی میں۔ کہتے ہیں کہ اس من میں معلم نانی سے بہتر تھا۔
 بہت سی کتابیں اس سے فن موسیقی میں ہیں۔ کئی میڈری
 فطر سے بھی گذری ہیں۔ جب ہولاکو خان نے شہر بغداد کے قتل
 و غارت کا حکم دیا۔ یہ حکیم معزز جلیل القدر ہولاکو خان کے سراپردہ
 کے باہر صبح سے شام تک کہتا ہوا کے بربط بچایا گیا۔ لیکن کسی نے
 اسپر نظر نہیں ڈالی کہ کیا بچاتا ہی۔ مگر ہولاکو خان کو جب
 معلوم ہوا۔ اسکو اس کے بربط سے بہتر نواخت کیا۔ اس کے واسطے بغداد
 سے دس ہزار اشرفی سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اس حکیم کے بعد اسکی
 اولاد پر جاری تھا۔ سبحان اللہ مزاجوں کا تفاوت کتنا ہوتا ہی۔ معلم
 ثانی نے مجلسیوں کو بید ہوش کر دیا۔ اور اس حکیم کے بربط کو کسی
 نے سنا بھی نہیں کہ کیا بچاتا ہی * [۶۱] علی بن احمد عمرانی
 موصلی۔ اس سے ہی شرح کتاب جبر و مقابلہ۔ جو ابی کامل شجاع
 بن اسلم حاسب مصری سے ہی۔ مرگیا سنہ ۴۳۳ ہجری میں
 [۶۲] ابو نصر محمد بن عبد اللہ کلوازی بغدادی۔ تھا زمانہ میں

عضد الدولہ دیلمی کے - اور بعد اوسکے یہی جیتا رہا • [۶۳]
 ابو القاسم علی بن حسن علوی معروف بابن اعلم - معلم تھا عضد
 الدولہ کا عسکر مدین اپنی منزل میں مرگیا سنہ ۳۷۵ ہجری میں •
 [۶۴] ابو الحسن عبد الرحمن بن عمر محمد بن سہل صوفی -
 کتاب مور عبد الرحمن صوفی مشہور ہے • [۶۵] ابو القاسم
 عبید اللہ بن حسن معروف بنلام زحل • [۶۶] ہارون بن
 علی بن یحییٰ بن منصور • [۶۷] ابو القاسم علی بن احمد مجتبیٰ
 صاحب مہندس انطاکیہ چارون شخص مرگئے سنہ ۳۷۶ ہجری
 میں • [۶۸] ابو الفضل جعفر بن مکتفی باللہ خلیفہ مرگیا
 سنہ ۳۷۷ ہجری میں • [۶۹] ابو سہل بیرن بن رستم کوہی
 منجم - صاحب رصد الدولہ دیلمی مرگیا سنہ ۳۷۸ ہجری میں •
 [۷۰] ابو حامد احمد بن محمد صاغانی اصطرابی - رصد میں بیرن کے
 ساتھ تھا مرگیا سنہ ۳۷۹ ہجری میں • [۷۱] ابواسحاق ابراہیم بن
 ہلال بن ابراہیم بن زہرن بن حیون صابی حرانی - شریک تھا بیرن کا -
 مرگیا سنہ ۳۸۴ ہجری میں • [۷۲] ابو عبد اللہ بن بلذسی
 منجم مرگیا سنہ ۳۸۶ ہجری میں • [۷۳] ابو الوفا صاحب
 محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسمعیل بن عباس بوزجانی نیشاپوری
 اوسکا چچا معروف بابن مغازی اور اوسکا مامون ابو عبد اللہ محمد بن
 عبدصہ اوسکے شاگردوں میں سے تھے - مرگیا سنہ ۳۸۸ ہجری میں •
 [۷۴] قاضی ابوبکر بن صبر • [۷۵] قاضی ابوالحسن خوزی •
 [۷۶] ابوسعید فضل بن بولس عیسائی شیرازی • [۷۷]
 ابوالحسن محمد سامری • [۷۸] ابوالحسن مغربی - بعد بیرن

کے جو مذکور ہوئے - بیرٹن کے ساتھیوں میں تھے • [۷۹] موفق
 الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد بن فایذ اربلی اصل -
 پیدا ہوا بحرین میں مرگیا سنہ ۳۸۵ ہجری میں • [۸۰] محمد
 بن عبد اللہ بن محمد عتقی منجم فیربابی انریقی وارد مصر - مرگیا
 سنہ ۳۸۵ ہجری میں • [۸۱] ابوالقاسم قصری - بغداد میں
 مرگیا سنہ ۴۱۳ ہجری میں • [۸۲] ابو علی حسن بن حسن
 بن میثم مہندس بصری - قاہرہ مصر میں مرگیا سنہ ۴۳۰ ہجری
 میں • [۸۳] بن عجم طیب منجم - مرگیا سنہ ۴۳۰ ہجری
 میں • [۸۴] خاقانی مرگیا سنہ ۴۳۰ ہجری میں • [۸۵]
 ابن ندبی مصری - مرگیا سنہ ۴۳۵ ہجری میں • [۸۶] فتح بن نخبہ
 اطرابی - مرگیا سنہ ۴۵۰ ہجری میں • [۸۷] استاد مختار
 عز الملک محمد بن ابی القاسم عبد اللہ بن احمد بن اسمعیل بن عبد
 العزیز معروف بہ مستحی حرائی اصل - پیدا ہوا مصر میں مرگیا
 سنہ ۳۹۵ ہجری میں • [۸۸] ابو عبد اللہ حسین بن محمد دوسی
 مرگیا سنہ ۴۵۱ ہجری میں - ون ایک قریہ ہی قہستان میں •
 [۸۹] ابو علب ابو قرہ منجم علوی خارج بصرہ - تھا زمانے میں
 معتمد اور اسکے بھائی موفق کے • [۹۰] ابورحمان بیرونی
 خوارزمی تھا زمانے میں مسعود بن محمود ہبکنکین کے • [۹۱]
 ابو القاسم ہبہ اللہ بن حسین بن یوسف اطرابی بغدادی - مرگیا
 سنہ ۵۳۴ ہجری میں • [۹۲] موسیٰ بن خالہ ترجمانی •
 [۹۳] ابو ذکریا یحییٰ بن عدی • [۹۴] ابو الفضل عہد
 الحمید بن واسع معروف بالین ترک جبلی • [۹۵] یطرب

- ۱۔ مکذریہ • [۹۶] یوسف قس بن حارث بن بطریق • [۹۷]
یوحنا قس بن یوسف بن حارث بن بطریق - باپ بیٹے دونو کشیش
یعنے پادری تھے • [۹۸] ربّٰن طبری یہودی طبیب منجم نقل کیا
عراق سے جا کے رہا سرمن (ای مین) • [۹۹] سفان ابن فتح صابی
حرانی • [۱۰۰] بن سیدویہ یہودی منجم • [۱۰۱] حسن بن
مصباح منجم • [۱۰۲] ابو جعفر خازن عجمی • [۱۰۳] حسن
بن عبد اللہ بن وہب • [۱۰۴] ابوالحسن علی بن اسمعیل جوہری
مذہبوت بعلم الدین - معروف بربکب سالار بغدادی • [۱۰۵] قنطوان
ذہلی • [۱۰۶] قصرانی - قصران ایک قریہ ہی ری کا • [۱۰۷]
عبدسی بن یحییٰ • [۱۰۸] ابو عثمان دمشقی • [۱۰۹] ابن
عبد المسیح • [۱۱۰] ابراہیم بن عبد اللہ • [۱۱۱] ابوزج صابی •
[۱۱۲] ابواحمد کرندی • [۱۱۳] ابراہیم بن صلت • [۱۱۴]
ابو الفرج قدّامہ • [۱۱۵] جرجیس دیرونی • [۱۱۶] عیسیٰ
بن دزبر بن جراح • [۱۱۷] ابوزید بلخی • [۱۱۸] ابوبشر
طبری • [۱۱۹] ایوب • [۱۲۰] شملی • [۱۲۱] ثوما •
[۱۲۲] ثارن - ثارن نام درتھے - ایک بہت قبل تھا اسلام کے •
[۱۲۳] ابن بھرین کندی • [۱۲۴] احمد بن طیب • [۱۲۵]
ابو یوسف رازی • [۱۲۶] نادر روس • [۱۲۷] علی بن زرعه •
[۱۲۸] اسطاث کندی • [۱۲۹] ایرن • [۱۳۰] احمد بن عمر
کراہیسی - کراہیس جمع ہی کراہاس کی - کپڑے کے معنے • [۱۳۱]
ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ ماہمانی • [۱۳۲] ابو حفص خراہمانی •
[۱۳۳] ابن کاتب حکیم • [۱۳۴] قاضی ابو محمد بن

عبد الباقی بغدادی • [۱۳۵] گوشیار بن لبنان جبلی • [۱۳۶]
 ابو حفص عمر بن فرخان طبری • [۱۳۷] ابو بکر محمد بن عمر بن
 فرخان طبری • [۱۳۸] احمد بن یوسف منجم • [۱۳۹] احمد
 بن موسیٰ ہلال بن ہلال حمصی • [۱۴۰] ابو الحسن محمد بن
 عیسیٰ بن ابی عبد • [۱۴۱] محمد بن سرہ حاسب اعفہانی •
 [۱۴۲] ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ بن منعم صقلی • [۱۴۳] ابو
 العنبر حیمری۔ لوگوں کی کتابوں کو اپنے نام سے مشہور کرتا • [۱۴۴]
 رزق اللہ منجم معروف بہ نحاس مصری۔ نقل ہی۔ کہ اس سے
 ایک عورت مصری نے اپنے کسی کام کے واسطے پوچھا۔ کہ نجوم سے
 بتلاوے۔ اور کچھ درہمیں بھی اوسکے بدلے دیں۔ رزق اللہ نے زیچہ
 کہینچ کے دیکھ کے کہا ایسا ہی ویاہی۔ اوس عورت نے کہا سچ
 کہا توئے۔ بعد اوسکے رزق اللہ نے کہا۔ کچھ چیز تجھ سے ضایع ہوئی
 ہی۔ اوس عورت نے کہا ہاں وہ درہمیں جو میں نے تجھ کو دیں فقط۔
 امکا جاننا ضرور ہی۔ کہ عام ہیئت پر ہی علم نجوم کا اطلاق ہوتا
 ہی۔ اور عام احکام پر ہی۔ اس طرح سے منجم دونوں عام والے کو کہتے
 ہیں۔ آگے کے عام جامع ہوتے تھے۔ اور سب فذونکو جانتے تھے۔ ان سے
 ہر ایک سے چار چار سو پان پانسو کتابیں ہیں۔ تخریذا سوبرس سے
 اوگون مین۔ اسی جہالت سمائی ہی۔ کہ کذاب لکھنا تو درکنار
 ایک شخص نے جتنی کتابیں لکھیں ہیں ہم پوچھ نہیں سکتے •

ساتویں فصل

میں نے نوین مقدمہ میں لکھا ہی۔ کہ عبد الرحمن داخل کا پرتا
 عبد الرحمن اوسط نے۔ کہ مرگیا سنہ ۲۳۸ یا سنہ ۲۳۹ ہجری میں۔

فلسفہ کو داخل کیا اندلس میں لیکن فیض نہیں دیکھا۔ کہ اندلس میں فلسفہ کی کتابیں ترجمہ ہوئیں ہوں البتہ اوزبیک اس فن کے علما گذرے ہیں۔ میں اونکو لکھتا ہوں۔

[۱] ابن حماد اندلسی۔ ابراہیم بن یحییٰ کی رصد کی بنا پر رصد باندھی۔ مرگیا سنہ ۳۹۸ ہجری میں * [۲] ابوالقاسم معلومہ بن احمد معروف بہ مجریطی قرطبی۔ مرگیا اندلس میں * [۳] ابو معلوم عمر بن احمد بن خالد بن حضرمی۔ اشراف اشبیلیہ سے تھا۔ اور فلسفہ و ہندسہ و نجوم و طب کو بہت اچھا جانتا تھا۔ مرگیا اشبیلیہ میں سنہ ۴۴۹ ہجری میں * [۴] عبد الرحمن بن عبد الکرم بن وائد لخمی اندلسی۔ مقوطن طلیطلہ تھا مرگیا۔ سنہ ۴۵۰ ہجری میں * [۵] ابوالحکم عمر بن عبد الرحمن بن علی کرمافی قرطبی علم عدد و ہندسہ کو بہت اچھا جانتا تھا۔ مرگیا سرقسطہ میں سنہ ۴۵۰ ہجری میں [۶] توفیق بن محمد بن حسین مغربی اندلسی مہندس منجم ادیب۔ مرگیا دمشق میں سنہ ۵۱۶ ہجری میں [۷] سمول بن یھودا اندلسی یہودی حکیم۔ وہ اور اوسکا باپ دونوں ملک مشرق میں آئے۔ اور علوم حکمیہ تحصیل کیا۔ بعد اوسکے گیا اذربائیجان میں۔ اور رہا مراغہ میں۔ اور اہلام لایا۔ یہود کے معایب میں کتاب تالیف کی۔ اوس میں بتلایا کہ تورات کو تبدیل کیا۔ اور ہندسہ و ہیئت و طب میں کتابیں لکھیں۔ مرگیا سنہ ۵۷۰ ہجری میں * [۸] سلیمان بن حسان اندلسی معروف بابن جلیل۔ بڑا ماهر تھا طب و ہندسہ میں۔ پیشانیوں کے احوال سے بھی خوب واقف تھا۔ ایک چھوٹی سی کتاب اوس سے حکما

کی تاریخ میں ہی * [۹] محمد بن ناجیم کتب اندلسی ایک کتاب
اوس سے ہی مساحت میں * [۱۰] عبد الرحمن بن اسمعیل
بدر معروف بہ اقلیدسی اندلسی * [۱۱] ابراہیم بن یحییٰ
نقاش معروف بولد زرقیال اندلسی قرطبی - اوس نے ایک آلہ بنایا -
وہ صفحہ زرقیال کر کے مشہور ہی * [۱۲] مرسى بن میمون
اسرائیل قرطبی - ریاضی و طب میں استاد تھا عبد الوہاب بن
علی کومہ یزیدی کے وقت میں - خوف جان سے اسلام ظاہر کیا
بعد اوس کے اندلس سے بہار کے فسطاط مصر میں آ کے رہا -
مرگیا - سہ ۶۰۵ ہجری میں * [۱۳] عبد اللہ بن احمد ضیاء الدین
بن بیطار اندلسی مائقی نبطی - گیا مشرق کے ممالکوں میں - اور
اغارتہ میں - یعنی گریک کے ملک میں و اقصی بلاد و روم میں - نباتات
کے فن میں استاد تھا - مرگیا سہ ۶۴۶ ہجری میں * [۱۴]
یوسف موتہ بن مقتدر باللہ بنی ہود سے تھا - اور بڑا ریاضی دان
تھا اوس سے ہی کتاب استکمال ہیئت میں - اور کذاب مناظر -
سوائی ان چودہ شخصوں کے - اور بنی فلسفی اندلس میں تھے - میں اس
فصل کو تمام کرتا ہوں بعض بغاؤں کے احوال میں - عبد الرحمن
داخل لے شہر طلیطلہ کے خارج نہر اعظم کے اندر ایک گھر بنوایا -
اوس موضع میں جسے دباغونکا دروازہ کہتے ہیں - اوس گھر میں -
در ظرف حکمت کے بنائے - اور دونوں طرفوں کو سات سات حصوں
میں تقسیم کیا - اس حساب سے کہ اول ہلال یعنی چاند رات سے
ہر رات کو ربع ربع پانی ہر ایک ظرف میں بھرتا - اور ہر دن کو
بھی ربع ربع پانی ہر ظرف میں بھرتا شہانہ روز میں ہر ہر

ظرف مین نصف مبلغ پانی بہرتا محیط طرحہ چودھویں دن وہ دونو ظرف بہرجاتے۔ پھر پندرہویں شب اوسے حساب سے پانی کا کم ہونا شروع ہوتا۔ اور آٹھائیسویں تاریخ کو بالکل دونو ظرف خالی ہوجاتے۔ بعد اوسکے پھر نئے سرے حساب شروع ہوتا۔ اور یہ حساب رکھا تھا ساعت معوجہ پر نہ ساعت مستویہ پر۔ اور بلاہ اندلس خط استوا مین واقع نہیں ہی۔ وہاں صرف برس بہر مین دو دن دن و رات برابر ہوتا ہی و برس۔ اور سایر ایام مین دن و رات کم و زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ اور جب اون دونو ظرف مین پانی کم رہتا۔ یا کچھ نہ رہتا۔ اگر کوئی چاہتا کہ اوسکو بہر دے۔ اوسے وقت وہ ظرف پانی کو ننگل جاتا۔ جتنا پانی پہلے تھا اتنا ہی رہ جاتا۔ اور جب وہ ظرف بہرے رہتے۔ اور کوئی چاہتا کہ اوسکا پانی خالی کر دے۔ پھر اوسے وقت اوس مین اتنا ہی پانی بہرجاتا جتنا پہلے تھا۔ اگر یہ بات گزاف نہو تو بہت بڑی صنعت ہی۔ مین نے فرنگستان کی صنعتوں مین سے گہری دیکھی ہی۔ کہ وہ گہری بتلاتی ہی۔

تانیہ کو دقیقہ کو ساعت کو ایام ہفتہ کو اور شمسی مہینوں کی تاریخوں کو اور شمسی مہینوں کو۔ اور چاند کی بھی تاریخوں کو اور چاند کی ہیئت کو اوس تاریخ مین۔ لیکن وہ گہری دن و رات کو جدا جدا نہیں بتلاتی۔ کہ اوس سے ساعت معوجہ معلوم ہو اور نہ ایسی ہی۔ کہ اگر کوئی اوس کے کانٹونکو پوس و پیش کر دے۔ وہ فوراً آپ سے درست ہو جائے۔ فذش پادشاہ نے چاہا کہ اوس کی حکمت کو دریافت کرے سنہ ۵۲۷ یا ۵۲۸ ہجری مین اوسکو خراب کیا پھر وبسا نہ بنا سکا۔ شہر اشبیلیہ کے جامع مسجد مین۔ یعقوب

منصور طایر الصیت نے - ایک منارہ بنایا - کہ بلاد اسلام میں اس سے بڑی بنا نہیں ہی - قرطبہ کی مسجد جامع ہی - کہ عبد الرحمن داخل نے - اسکی بنا ڈالی - اور ناتمام چھوڑ کے مرگیا - بعد اسکے اور سلاطین نے اسکو تمام کیا - کہتے ہیں اسدین ایک لاکھ و ایکسٹھ ہزار اور کچھہ اشرفی خرچ ہوئی ہی - ایک صاحب فرانس نے کہ اکبر آباد میں سوداگری کرتا تھا - مجھے فرمایا - کہ اس سے بہتر عمارت دنیا میں نہیں ہی - اب وہ مسجد کلیسا یعنی گرجا ہی اور اسمین چوکی و میز نہیں لگاتے اور جوتا اوتار کے جاتے ہیں - مینے مذکے تعجب کیا - اسواسطے کہ ہند میں سکھوں کو مینے دیکھا کہ مسلمانوں کی مسجدوں کو - طویلہ و لشکر کی چھاونی کرتے تھے * قرآن مجید کے جزء ۱۷ رکوع ۱۳ میں ہی * اگر نہوتا دفاع کرنا اللہ کا - آدمیوں کی تئیں بعض کو بسبب بعض کے - ہر آئندہ خراب ہوتے صومینے - یعنی راہبوں کے رہنے کی جگہیں - و عیسائیوں کے کلیسا یعنی گرجے - اور یہود کی عبادت گاہیں - اور اہل اسلام کی مسجدیں فقط - سوچنے کی جگہ ہی - خالق تعالیٰ کی مرضی ہی - کہ یہ سب عبادت گاہیں باقی رہیں - کہ ان جگہوں میں خدای تعالیٰ کی یاد ہوتی ہی - اور اسکی نماز پڑھی جاتی ہی - برخلاف مشرکوں اور بت پرستوں کے دیرجات کے کہ وہاں خدای تعالیٰ کی یاد و نماز نہیں ہوتی - تو یہود و عیسائی و مسلمانوں میں سے کیا ہی دانشمند وہ لوگ ہیں کہ ایک دوسرے کی عبادتگاہ کو خراب کرتے ہیں - اور یکدم مٹی کرتے ہیں - مصر میں عربوں کی صنعتوں سے دریاچہ قارون ہی - جسے دریاچہ مارہس

بھی کہتے ہیں - کہ عرب بائدہ نے جسکا احوال مفصّلی معلوم نہیں
 ہی - کھدرا یا - کہ اگر رود نیل بہت طغیانی کرے - اسکا پانی
 اوس دریاچہ میں گرے - تا زمین مصر کی غرق نہو - اور حاجت کے
 وقت اوس دریاچہ سے زمین کو سینچیں - یہہ کم بہی منفعت کا
 ہی - منارہ فاروس سے بھی بہتر ہی - کہ اوسکو بطلمیوس ستیر نے
 بحر یوں کے واسطے بنایا کہ رات کو روشن رہتا ہی - کہ لنگر گاہ کو پہچانیں
 منارہ فاروس کا نفع صرف بحر یوں کے واسطے ہی - اور دریاچہ قارونکا
 فائدہ - سارے ملک مصر کے واسطے •

تیسرا باب

بدین میں اسکے کہ جب اہل فرنگ کو شوق ہوا علم کا - کتنا فائدہ
 علمی حاصل کیا عربوں اور مسلمانوں سے - اہل فرنگ اتنا علم و حکمت
 میں بڑے گئے ہیں کہ مجھے شرم آتی ہی - کہ کہوں فلانی قوم سے
 اونہوں نے دیکھا یا اخذ کیا - چونکہ یہہ رسالہ موضوع ہوا ہی - کہ یہہ
 بات لکھی جائے - ضرور ہوا کہ کچھ لکھوں - چونکہ عرب و مسلمان
 فرنگستان کے ہمسائے تھے بلکہ بہت سے ماک فرنگستان کے مسلمانوں
 کے دخل میں تھے - پہلے عربوں اور مسلمانوں ہی سے نام و حکمت
 اخذ کیا - اور کتابوں کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کیں - تخمیناً
 دو سو برس ہجرت میں - پہلے شارلیمن شاہ نے کچھ کتابیں عربی
 سے لاطینی ترجمہ کرائیں - مگر ارسطو کی کتاب جو منطق میں
 ہی - یونانی زبان سے لاطینی میں ترجمہ ہوئی - اور اوسہی
 پانشاہ نے عرب و مسلمہ انکا دیکھا دیکھی - پاریس دار الملک فرانسیس

و غیرہ شہزادوں میں مدرسے مقرر کئے - بعد اوسکے پھر علم کا چرچا جانا
 رہا - اور جہل کے دریا میں ڈوبے - پھر جب سارے اہل فرنگ ایکٹہ
 ہوئے - بیت المقدس کے لینے کے لئے - مسلمانوں کے ساتھ دینی
 لڑائی برپا کی - اور بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لیا - اور
 شامات کو دخل کیا - وہ سب ملک اونکے دخل میں رہا - نو کم سو
 برس تک سنہ ۵۸۳ ھ ہجری میں - ان ملکوں کو انکو چھوڑنا پڑا - تخمیناً
 سات سی برس ہوئے کہ پھر اہل فرنگ نے - ان ملکوں کے لینے
 کا نام نہیں لیا - اب تلک مسلمانوں کے دخل میں ہی - چونکہ
 اس ملک میں قریب سو برس کے رہے - عربوں اور مسلمانوں کے
 اخلاق و آداب و بزم و رزم ہر قسم دیکھا - دیکھا کہ بے علم کے کچھ نہیں
 ہوسکتا - جب سے علم کا خیال ہوا - تخمیناً چھ سی پچاس ہجرت
 میں - انگریزی راہبوں میں سے ایک راہب جسکا نام راجر بیکن
 تھا - نمود ہوا - اوسنے علم ہیئت و منظر و طب و کیمیا و دستکاری میں
 نئی نئی بکار آمد باتیں نکالیں - اور تقویم کی تہذیب کی - اور شیشوں
 سے دور بین بنانے کی ایجاد اوسے ہی - اور باروت کی ترکیب کے
 باب میں بھی کچھ صاف صاف کہہ گیا تھا - اوسکا عقیدہ تھا - کہ
 ایسی اکسیر ممکن ہی - جس سے زندگی بڑھے - اور فائزات بھی
 چاندی اور سونا ہو جائیں - اور احکام نجوم کا بھی قائل تھا - مگر
 اوسکے بعد پھر علم جاتا رہا اور گم ہو گیا تخمیناً سنہ ۵۰۰ ھ ہجری میں
 روٹی سے کاغذ بنانا نکلا - اور تخمیناً سنہ ۸۰۰ ھ ہجری میں کاغذ کا بنانا
 کتان سے نکلا - اور اوسے زمانے میں غوثا ندویرغ نے - کتابوں کا چھاپنا
 اختراع کیا اور سب سے پہلے جو کتاب چھپی - زبور دارد ہی - اب میں

سبکو چھوڑ متوجہ ہوتا ہوں - طرف اس عام ہیئت کے جو حکماء
 فرنگ نے نکالی ہی کہ وہ علم دلالت کرتا ہی سب عاموں پر - اسے
 نظام فیثا غورثی کہتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ افلاطون الہی نے -
 فیلولاس حکیم سے جو راز دار مدرسہ فیثا غورث کا تھا - مبالغہ خطیر
 دیکر - اس نظام کی کتاب کو مولی - باوجود اسکے کہ اس فریق کے
 دستور کے موافق - اس سے سوگند شدید لی گئی تھی - کہ اس طبقہ
 کے اسرار کو کہیں فاش نہ کرے - چنانچہ بعد شایع ہونے حکمت
 یحییٰ مشائی کے - اور ضایع ہونے - اس حکمت درقی اشراقی کے یہ
 نظام قریب درہزار برس تک چھپا رہا - جسکو پھر - کوپرنیکس مسیحی
 نے - جو فرنگستان کے نامدار مہندسوں - اور ہیئت دانوں سے تھا -
 اور اواخر چودہ صدی میلادی میں ظہور کیا تھا - سرور سے زندہ کیا -
 میں کہتا ہوں افلاطون الہی سے سوائے بارہ خطوں کے جو مخاطبات
 میں ہیں کوئی کتاب باقی نہیں تاجہ رسد - فیثا غورث کی کتابوں کا
 اگر وہ کتاب اس نظام کے بیان میں ہوتی تو کہیں نہ کہیں اسکا
 ترجمہ ہوتا - سبک پہلے مسلمانوں میں ہوتا اس واسطے - کہ حکماء
 فرنگ نے سب کتابوں کو - عربی سے ترجمہ کیا ہی - ہند میں - علم
 ہیئت کے باب میں - تین قسم کا مذہب تھا - مذہب اراکند مذہب
 ارجبہر - یہ دونوں مذہب بہت قدیم ہیں - ان دونوں مذہب کی
 کوئی کتاب عرب و مسلمانوں کو نہیں پہنچی - اگر پہنچتی تو معلوم
 ہوتا - کہ حکیم فیثا غورث و غیرہ حکماء یونان نے - ہند کے علموں سے
 کیا حاصل کیا تھا - تیسرا مذہب سندھ کا - کہ اسکی کتابوں کا
 ترجمہ عربی میں ہوا ہی - اور اس فن میں کتابیں لکھی گئیں

اور بطلمیوسی نظام کہ وہی مذہب قدماء کا اور گلدائیوں کا تھا برابر سے رایج تھا - قیاساً اگلے حکمائے - پانی پر رہنے کے سبب - کچھ نسبت حرکت کی زمین کی طرف دی ہی - نہ یہ کہ حرکت پیغمبر اور سنویہ کو اسکی طرف نسبت دی ہو - میں کہتا ہوں - دریافت ہونا حرکتوں کا قدر اور جہۃ - آلات رصدی کے ذریعہ سے کہ ہندسی دلیلوں کے رو سے بذاتہ گئے ہیں ثابت و متحقق ہی - باقی رہا یہ کہ بعض آلات رصدی ناقص - بعض کامل و اچھے ہیں - اس سبب سے کچھ تفاوت ہوتا ہی - یہ بات جدی ہی تصور کرنا - کہ کس طرح سے یہ حرکت ہوتی ہی - عقل حیران ہی - اس سبب سے مذہب مختلف ہوئے - جب تک ارسطو مضبوط دلیل قائم نہ ہو قابل قبول نہیں - ممکن نہیں کہ کوئی شخص عالم کی ناریکی سے یہ پیغمبر یا اونکے کلام کے کوئی اچھی چیز نکالے - کیا اور مترجموں نے جنہوں نے سب زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا - قرآن و حدیث کا ترجمہ اور زبانوں میں نہیں کیا جن حکیموں نے اس ہیئت کو منوارا اور انتظام دیا - قرآن و احادیث کو نہیں دیکھا - اسکو نہیں سمجھا کس طرح سے ہو سکتا ہی - کہ ایسے بڑے بڑے حکیم - ایسے پیغمبر کی کتاب کو جسکے دین کو کروڑوں آدمیوں نے قبول کیا - نہ دیکھا ہو - اور اس سے کچھ منتفع نہ ہوئے ہوں - یہ ہو سکتا ہی کہ جاہلوں کے در سے پیغمبر کا نام - نلیا ہو - البتہ وہ حکماء مسلمانوں پر مباحثات کر سکتے ہیں - کہ انہوں نے جو حکمت قرآن و حدیث میں ہی - اسکی پیروی کی - اور اوپر عمل کیا - اور ہملوگ جاہل رہے اور پیروی نکی - غرض نملبللی یا گلیلی یا گلیلیو - روم کا رہنے والا تھا - کہ مرگیا

سنہ ۱۶۴۲ میلاد میں - زمین کی حرکت کو ثابت کیا - اور اس سبب سے وہ حکیم قیدخانے میں بھیجا گیا - اگر پدمبر آخر الزمان کا نام لیتا - تو اسمیں کچھ شک نہیں کہ قتل کیا جاتا - اور اسی کا معاصر کپلر تھا - اونے بھی زمین کی حرکت وغیرہ کو ثبوت کو پہنچایا - اور تین قاعدے بہت جلد اس کے واسطے مقرر کئے - بعد ازیں سر اسحاق نیوٹن - انگریزی نے - کہ مرگیا سنہ ۱۷۲۷ میلاد میں - اون قاعدوں کو دلیل ہندسی و حسابی سے ثابت کیا - اور اسی گیلیلی نے دور بین - اور دوسرے آلات کو بنایا - بعد اس کے سنہ ۱۷۸۱ میلاد میں ہرشل حکیم انگریزی نے - ستارہ مسمیٰ سما کو جسے اورافوس بھی کہتے ہیں دیکھا - بعد اس کے بیاضی حکیم نے سنہ ۱۸۰۱ میلاد میں - ستارہ مسمیٰ بہ سنبھہ کو جسے سرپس بھی کہتے ہیں دیکھا - بعد اس کے سنہ ۱۸۰۲ میلاد میں - اولبرس حکیم نے - ستارہ مسمیٰ بہ ابالفلق واصبح کو جسے بالاس بھی کہتے ہیں دیکھا - بعد اس کے سنہ ۱۸۰۴ میلاد میں - ہارڈینگ حکیم نے ستارہ مسمیٰ بقراذہ مشتری کو جسے یونون بھی کہتے ہیں پیدا کیا - پھر سنہ ۱۸۰۷ میلاد میں - اسی اولبرس حکیم نے - جس نے ستارہ بالاس کو پیدا کیا تھا - ستارہ مسمیٰ بہ مجمرہ سیدارہ کو جسے وستہ بھی کہتے ہیں نکالا - اور انہیں راصدوں وغیرہ نے جو سب چاند کہ مذکور ہوئے اونکو اور مدار ستاروں کو دیکھا اور انکی حرکتوں کو قدرہ وجہ دریافت کیا - یہ سب دور بین کے سے جسے نظارہ فلکی کہتے ہیں کیا حکماء فرنگ کا وصف میں کیا لکھوں - اونکے کام اونکے علم پر دلالت کرتے ہیں - اونکے ذکر نے مجھے اپنی تحریر سے باز رکھا - غرض حکماء فرنگ نے سب حکمت کی

کتابوں کو جو مسلمانوں میں تھیں - انہی اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا - اور آج تک ترجمہ کرتے چلے جاتے ہیں - اونکے تراجم کی فہرست کے واسطے بڑی بڑی کتابیں چاہئے - ازان جملہ فن جبر و مقابلہ ہی - ازان جملہ حساب اعشاری ہی - ازان جملہ حساب کسور تسعة ہی - کہ اسپانیہ والوں نے مسلمانوں سے سیکھا - ازانجملہ صنعت قطب نما - اور صنعت شیشہ - و صنعت ظروف چینی - اسپانیہ نے مسلمانوں سے سیکھا - اور اسپانیہ سے - دوسرے ملکوں میں پھیلا کہتے ہیں کہ ہارون الرشید خلیفہ نے کارلومانی - یعنی بوا کارلو کہ فرانس کا پادشاہ تھا - اوسکے واسطے ایک گھڑی سوغات بھیجا - اوس گھڑی کے اندر سواروں کی بارہ صورتیں تھیں - ہر ایک کے واسطے ایک ایک چھوٹا دروازہ کہ وہ دروازے ارنکے نکلنے اور اندر جانے سے کھلتے اور بند ہوتے - اور اوس گھڑی سے تانبے پیدل کے طاس میں چھوٹے چھوٹے کرے گرتے - اوس سے آواز نکلتی - کہ معلوم ہوتا کہ کتنا بجا - بعد اوسکے گلیلی نے ساعت بڈایا - اوسکے بعد تو ہر ایک صنعت میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہی - کہ لوگ دیکھتے اور سنتے ہیں - میڈیکل شاہ ایران کے پادشاہ کے - دیوانخانہ خاص میں - ایک گھڑی سونے کی دیکھی - کہ روس کے پادشاہ نے تحفہ بھیجا تھا وہ اسطرح کی تھی ایک ہاتھی سونے کا بنا ہوا تھا - اور گھڑی اوس ہاتھی کے ایک پہلو میں تھی - وہ گھڑی بتلاتی - ثانیہ و دقیقه و ساعت کو اوس ہاتھی کی آنکھیں - اور دونوں کان - اور دم - برابر ہلتی رہتی جیسے ہاتھی ہلاتا ہی - اور ساعت بچنے کے وقت - اوسکا سونہرے دھننے بائین اوپر کو پھرتا - اور اوس سے آواز چیلنے کی نکلتی - ٹھیک جیسے ہاتھی چیلتا ہی - میڈیکل کلتے میں ہملٹن کمپنی سونار انگریزی

کی دکان میں - ایک قوتی دیکھی - کہ کونے سے اوس سے ایک چڑیا بہت چھوٹی و بہت خوش رنگ نکلتی ہے اغراق مور سے بھی خوش رنگ تر - اور یہ اختیار چھپاتی - ارد دم اور انکھیں ہلاتی - اربہراتی اور اوسکی زبان کی حرکت معلوم ہوتی - سچ یہہ ہی کہ اگر میرے سامنے قوتی کو نکوکتے - تو میں کہی نہ پہچاندا کہ وہ چڑیا مصنوعی ہی - اگرچہ ماخذ علمونکے عرب تھے اور مسلمان - لیکن اب برعکس ہی - ہملوگون نے حکمت و حکما کی خدمت کو چھوڑ دیا اور متذفر ہوئے - اہل فرنگ نے خدمت کی - مثل ہی خدمت سے عظمت ہی *

چوتھا باب

بیان میں اسکے - کہ اب جو مسلمانوں کو اہل فرنگ سے اختلاط ہوا ہی - گدنا فائدہ علمی حاصل کرسکتے ہیں اہل فرنگ سے - مصریوں نے خصوصاً محمد علی پاشا کے عہد میں بہت فائدے علمی حاصل کئے اہل فرنگ سے - بہت سی کتابیں علمی فرانسیسی زبان سے عربی میں ترجمہ ہوئیں - اور مدرسہ میں اجرا پائیں - اور بہت صنعتوں کو سیکھا - اور مصر میں داخل کیا - مہندس لژاندر فرانسیسی نے - ایک کتاب اصول ہندسہ میں نئی طرز سے لکھا اور کو بھی عربی میں ترجمہ کیا - قسطنطینیہ میں بھی اب اخذ کرتے ہیں اور علم کی طرف متوجہ ہوئے ہیں - ایران میں جب میں تھا یعنی پینتیس سال قبل - کچھ علم و صنعت اخذ نہیں کیا تھا - سوائے چھاپہ کے - اور پینتیس میوزا واپی عہد نے - چند شخصوں کو لندن میں بھیجے تھے - وہاں سے تربیت پاک آئے - ایک انجینئر سے کچھ طپانچہ و بندوق بناتا

تھا۔ اور صاحبان انگریز۔ مہادھیوں کو قواعد جنگ سکھاتے تھے۔ اور کچھ توپیں دہلاتی تھیں۔ اس زمانے میں آٹا ہی۔ کہ وہاں بھی علم و صنعتوں کو کچھ اخذ کیا ہی اور کرتے ہیں۔ ہندوستان میں۔ لکھنؤ کے پادشاہ نصرالدین حیدر نے کچھ آلات و صلیبہ لکھنؤ سے منگوائے۔ اور بعض صاحبان انگریز کو اس کے لئے نوکر رکھا۔ ایک رسالہ انہی زبان میں ہیئت جدید میں لکھ بی بی نے ترجمہ کیا اور کلکتہ میں چھپا۔ وہ رصد خانہ اور اس کے نوکر موقوف کئے گئے۔ اور بعض صاحبان انگریز نے۔ درتین رسالہ اردو زبان میں۔ فن جراثیمات و فن کیمیا وغیرہ میں لکھے ہیں۔ سوائے اس کے اور کچھ میڈی اپنے ملک میں نہیں دیکھا۔ البتہ چھاپے خانے بڑھتے جاتے ہیں اور کتابیں بہت چھپنے لگیں۔ لیکن بہت مہنگی۔ طلبہ علوم کو بہت مشکلوں سے ہاتھ آتی ہیں۔ اخبار بہت چھپتے ہیں۔ مگر سب ہفتہ وار ہے۔ روزانہ اخبار کوئی نہیں سنا۔ اس واسطے جو لوگ اوسکو چھاپتے ہیں۔ کم بضاعت اور کم حیثیت ہیں۔ اور خریدار بھی کم ہیں۔ آئین کی کتابیں۔ اور احکام کی۔ اور فیصلحیات کی بہت چھپتی ہیں۔ لیکن انکا اطوار مائند نازک پھول کے ہی۔ کہ جلد کھلا جاتا ہی۔ حقیقت یہہ ہی۔ کہ ہملوگ مسلمان ہند میں علوم و صنایع سے بہت دور ہو گئے ہیں برا سبب اسکا یہہ ہی۔ کہ جتنے امرا و رؤسا ہیں۔ کیا ہندو کے کیا اہل اسلام کے کچھ علم و حکمت کی طرف مایل نہیں۔ اور اس باب میں خرچ نہیں کرتے۔ اور دوسرے لوگ بھی اگرچہ شادی و غمی میں بہت کچھ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اپنی اولاد کی تربیت میں بہت چشم پوشی کرتے

ہین - جتذی باتین اب ہلوگون میں ہین سبب برخلاف تملن و آبادانی ملک کے ہی - اگر سوکار انگریزی کا پانو درمیان میں نہوتا - تھوڑے ہی دنوں میں ہند دشت ہرجاتا - کش ہمارے امرا - کہ گانے بجائے کو بہت درست رکھتے تھن - انکو خیال ہوتا کہ اس علم کو اسطرح کمال کو پہنچائے - کہ اس سے لوگونکو ہنساتے رلاتے - تو ضرور انکو ہندسہ و حساب کی طرف متوجہ ہونا ہوتا - لیکن انھوں ہی - کہ جاہلون اور مسخروں سے سنتے ہین اور اونہیں سے سیکھتے ہین - ایرانکے پادشاہ کے پیشین خدمت باشی اور فراش خلوت کو - اس فن کا شوق ہوا سمجھتے پڑھنے لگے چونکہ ہندسہ و حساب نجانتم تھے سمجھ نہ سکتے تھے - آخر ہندسہ و حساب انکو پڑھنا پڑا - اشراف مسلمانوںکو - سوای نوکری کرنے کے - اور کسی چیز کا خیال نہہیں - بہت سے پیشے کے اشراف ہین - جیسے کذابت و ساعت سازی وغیرہ صنایع - کچھ خیال انکو نہہیں - جو جو خرابیدان ہم مسلمانوں کی ہین - اگر لکھی جائے - بہت بڑی کذاب ہوگی - سوچنے سے رونا آتا ہی آئندہ کیا ہوگا معلوم نہہیں •

خاتمہ

اب میں - اہل دانش کی خدمت میں اپنی نادانی کا اقرار و عذر کرتا ہوں - اور صاف لکھتا ہوں کہ میں انگریزی زبان کچھ نہہیں جانتا - اور پیدائش میری گانو کی ہی وہیں بزرگ ہوا - اور عنفوان شباب سے سفر میں رہا - اس سبب سے ہندی زبان بھی میری بہت کچی ہی - اور کبھی ہندی میں لکھنے کا اتفاق بھی نہہیں پڑا - اسی

لحاظ سے مطابق اشتہار خیر خواہ ہند اور دوسرے اخبار نریسوخکے -
 مین لکھنے نسکا اسی اندیشہ سے مینے اون مکتون کے پاس جنکے
 اسماء شریف اور اشتہارن مین تھے نہیں بھیجا - جو اہل دانش
 اس رسالہ کو دیکھینگے - سمجھینگے - کہ جو مضامین نئے نئے اس
 رسالہ مین ہین میری طبع غیر مطبوع نے نکالے ہین - کسی نے مجھ سے
 پہلے سبقت نہیں فرمائی - امید رکھتا ہوں اہل دانش سے کہ اس
 رسالہ کو اچھی طرح مطالعہ سے مشرف فرماویں - اور غور سے نظر
 کریں اسکی خوبی و بدی کو تولیں اگر پسند فرماویں - تو مین
 سب مکتون سے خلاص ہونگا - اور جو کتاب کہ مینے زبان کی حقیقت
 مین لکھنی شروع کی تھی - اور پندرہ مہینے اوسمین مکت کی -
 اور بیس مہینے سے چھوٹ گئی ہی تمام ہو جائیگی - رات کو آنکھ
 کی رعایت سے کچھ کاغذ نہیں دیکھتا - دنکو سوائے اس کام کے جھم
 واسطے مین مقرر ہوں ملاقاتیوں کے سبب بہت کم فرصت ہوتی
 ہی - اور تین چار مہینے سے بیمار رہتا ہوں - باوجود اسکے قیرہ مہینے
 کے عرصہ مین یعنی اول فبروری سنہ ۱۸۶۱ میلاد مین اس رسالہ
 کو ختم کیا - ہر حال مین شکر ہی خالق تعالیٰ شانہ کا - اور درود
 و سلام اوسکے برگزیدہ پیغمبروں پر - خصوصاً پیغمبر آخر الزمان خاتم
 پیغمبران پر - اور اسکی پاک اولاد و اصحاب پر *



تصحیح الاغالیط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	انکے	اوسکے
۱	۱۵	انکے	اوسکے
۲	۱	واسطے	واسطے سے
۲	۶	کرنے	کرنے
۲	۷	انکے	اونکے
۲	۹	اسمیں	اوسمیں
۲	۱۷	انکے	اونکے
۳	۶	چڑنے	چڑبا
۳	۱۱	مجھے	مجھ سے
۴	۱۶	اس سے	اوس سے
۴	۱۹	کئی	کئی
۵	۹	انکے	اونکے
۶	۱	ایقور	ایغور
۶	۱۵	ساری	سارے
۷	۸	بھاگتے	بھاگتی
۷	۹	بسے	بھی
۷	۱۵	تیسرے	تیسری
۷	۱۶	انکے	اونکے
۷	۱۷	انکے	اونکے
۷	۲۱	تھی	ھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۰	ہماری	ہمارے
۸	۱۱	الہ احق	الہ حق
۸	۲۱	پیغمبر	بڑے پیغمبر
۱۰	۱۰	یعنے	معنے
۱۱	۶	نصب	نسب
۱۲	۲۰	نہن	نہین
۱۳	۲۲	صحابہ	صحابہ
۱۴	۲۰	مار	مارا
۱۴	۲۰	بن بن آیہم	بن ایہم
۲۱	۱۹	انہین	الہی
۲۲	۲۱	ابطولقس	ابطریقس
۲۳	۱۹	طلوش	طلوبش
۲۷	۱	تیا	تھا
۲۹	۹	ادفوس	ادفونش
۳۲	۱۰	نہین	نہین
۳۳	۴	قابلی	بابلی
۳۶	۶	ہاتونہے	ہاتھونہے
۳۸	۷	پرستنتونکا	پرستنتونکا
۴۰	۷	ہم برابر	ہملوگونمین برابر
۴۰	۱۲	ایک فضای	اس فضای
۴۱	۷	بدهی	بدیہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱	۱۴	مخرج اونکي	مخرج اونکي
۴۶	۱۸	زمین یہی	زمین یہی
۴۹	۹	لینے	لینے سے
۴۹	۱۰	۳۸	۲۸
۴۹	۱۹	فرنگ	فرنگ نے
۵۲	۵	۲۳	۳۰
۵۴	۴	اپنی	آپنی
۶۰	۴	تب ہو	تب ہو
۶۱	۱۹	شفیہ	شفوۃ
۶۲	۴	دارونسے	دارارنسے
۶۵	۱۸	وہاں رہیں	وہاں رہی
۷۰	۱۱	کمیا	کیمیا
۷۱	۱۳	انده	اندها
۷۱	۲۲	پادشاہ	پادشاہ نے
۷۲	۲۲	سنہ ۱۳۲	سنہ ۱۳۶
۷۴	۱	کے اوایل	سنہ ۲۴۸ ہجری کے اوائل
۷۵	۲۰	اور جگہوں	اور اور جگہوں
۷۶	۱۵	اور اوس	اور دس
۷۷	۱۴	گفتگو	گفتگو
۸۰	۱	مستحیلات	مستحیلات
۸۲	۹	نام ہی	کہ نام ہی

صفحہ	مطر	غلط	صحیح
۸۷	۱	مردان	مروان
۸۷	۲۲	فصد	فصد
۹۰	۱۵	مہرینز	مہمہرینز
۹۲	۱۸	مغزلی	مغزلی
۹۲	۲۰	خوزلی	خوزی
۹۲	۲۲	خاصری	خاصری
۹۳	۱۱	اصطرابی	اصطرابی
۹۷	۶	اسرائیل	اسرائیلی
۹۷	۱۱	بلاد روم	بلاد روم
۹۹	۶	مجبہ	مجبہ
۹۹	۱۳	مومئہ	مومئہ
۱۰۲	۸	یحمی	یحمی
۱۰۲	۸	دوقی	دوقی
۱۰۳	۳	حرکت یومیہ اور سنویہ	حرکت سنویہ
۱۰۳	۲۲	ذملدیلی	ذملدیلی



رسالہ

ضمیمہ ماخذ علوم

در اثبات ہیئت جدیدہ از آیات قرآن مجید و احادیث و حل
اکثر مسائل مشککہ بطور طبعی با دیگر بسا فوائد و عوائد

از نتایج افکار ابکار

فاضل کامل عالم بی بدل مورخ عالی پایہ مهندس
گرا نمایہ محدث محقق مفسر مدقق سرآمد دانشوران
ہندوستان وحید العصر و الزمان فرید الدھر و الزمان

عالی جناب مولوی

سید کرامت علی صاحب

الحسینی الجونپوری متولی امام بارہ محسنیہ

ہوگلی

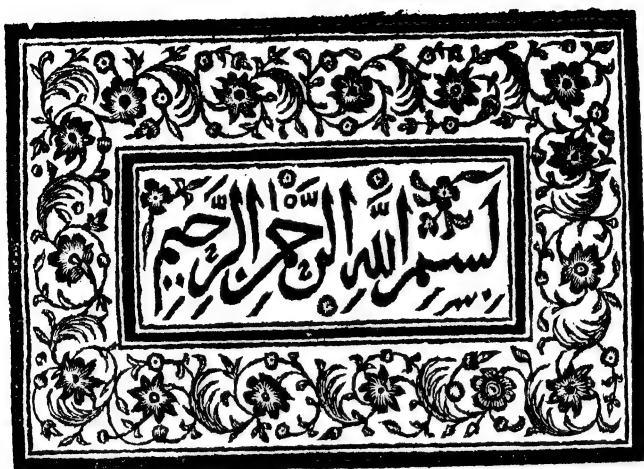
بمطبع مظهر العجایب

واقع مکہ ثالثہ من محلات شہر

کلاکتہ

حلیہ طبع پوشید

۳۰ می سنہ ۱۸۶۵ ع



الحمد لله رب العالمين والعالمين * و الصلوٰۃ والسلام علی رسلہ و
 انبیائہ سیمما محمد حبیبہ خاتم النبیین والمرسلین * و آلہ
 المعصومین الطیبین * عدد نقباء بنی اسرائیل و الحواریین *
 اما بعد کہتا ہی کرامت علی بن رحمت علی حسینی جونپوری -
 کہ میں نے اپریل مہینے سنہ ۱۸۶۴ مسیحیہ کے رسالہ ماخذ علوم کو
 چھپوا کر مشتہر کیا - اوسمیں جلدی کے سبب کچھ کچھ مشکل
 باتیں فرو گذاشت ہو گئیں تھیں - اس واسطے اس رسالہ کو تادمہ
 کی صورت رسالہ ماخذ علوم کا ضمیمہ کیا *

پہلی فصل

جتنی چیزیں ہم دیکھتے ہیں اور تصور کرتے ہیں سب میں آثار
 صنعت با حکمت پائے ہیں - اور سب کی سب آپسمیں ایسی مربوط

و بندھی ہوئیں ہیں - کہ سب سے حقیر کیرے یا گھانس کو جو ہم تصور کریں تو معلوم ہوتا ہی اسی کے واسطے سارا عالم پیدا ہوا ہی - دیکھو مشہور حدیث اہللیج کو جو مفضل بن عمر جعفی سے مروی ہی ہمارے چہتے امام سے کہ حکیم ہندی نے کہ دھری تھا اذعان کیا کہ اس ہر کے واسطے سارا عالم موجود ہوا - تو کیا گمان ہی جو عالم کی علت غائی ہی - حدیث قدسی میں خطاب بہ پیغمبر آخر الزمان خاتم پیغمبران ہی [اگر نہ ہوتا تو ہر آئینہ پیدا نہ کرتا میں افلاک کو] تو ایسی محکم و مضبوط صنعت کو دیکھ کے ضرور ہوا کہ کہیں عالم حادث و مصنوع ہی - تو ہم کو بالضرور اقرار کرنا پڑا کہ کوئی اسکا صانع و محدث ہی - اور وہ صانع حکیم ہی - چونکہ صانع و مصنوع و محدث و محدث میں سواي نسبت صانعیت و مصنوعیت و محدثیت و محدثیت کے دوسری کوئی نسبت نہیں ہی - تو پہچاننا صانع تعالیٰ شانہ کا مصنوع سے کسی طرح سے ممکن نہیں اور محال ہی - تذبذب سے مصنوع اتنا ہی جان سکتا ہی کہ میں مصنوع ہوں میرا کوئی صانع ہی بس - اور یہہ جو ہم کہتے ہیں کہ وہ صانع موجود وحی و واحد و عالم و قادر و غیرہ ہی - اس کے معنے یہہ ہیں کہ اگر وہ معدوم و میت و متعدد و جاہل و عاجز ہوگا تو صانع نہ ہوگا - اسی طرح سب اسماء حسنی کے معنے ہیں - اس لئے کہ صفت غیر موصوف و موصوف غیر صفت ہی - یا اس طرح سے کہیں کہ ہم نے وجود و حیات و علم و قدرت و غیرہ کو اچھا پایا تو ان صفتوں کے اعلیٰ درجہ کو صانع تعالیٰ شانہ کے واسطے قرار دیا - اس لئے کہ وہ صفتیں ہم میں ناقص و غیر ہیں - دیکھو حدیثوں کو خصوصا

کذاب نہیج البلاغۃ کا پہلا خطبہ ہمارے پہلے امام سے - اور وہ صانع تعالیٰ شانہ ازلی و ابدی ہی - کبھی عدم اسپر روا نہیں - اگر فنا یا موت اسپر روا ہو تو مانند ہمارے اور اس عالم کے ہوگا کہ نہ ازلی ہی نہ ابدی ہر لحظہ متغیر و منتقل ہی - اسی تغیر و انتقال کا نام موت ہی - جیسے حیات وجودی ہی - اوسے طرح موت بھی وجودی ہی - مگر مجازاً کبھی اطلاق اوسکا فنا پر بھی حدیثوں میں آیا ہی - ہر جزء عالم میں تغیر و انتقال مشاہد ہی - تو ضرور ہی کہ کل میں بھی ہو - اوسوقت تغیر و انتقال میں بھی تغیر ہوگا - پھر باقی نہیگا - عدم محض ہوگا سوائے صانع تعالیٰ شانہ کے کوئی مصنوع باقی نہیگا - جیسے پہلے تھا - جو چیز ازلی ہوگی ابدی بھی ہوگی - ازلی ہو ابدی نہی ممتنع ہی - حدیثوں میں اوسکی دلیلیں بہت بھٹ بھٹ سے ہیں - اور بعد فنا و عدم کے پھر یہ عالم عود کریگا - اور بہت سا جدید بھی پیدا ہوگا - اوسے کو دوسرا عالم و آخرت کا عالم کہتے ہیں - اسی کا نام معاد ہی - اوسمیں موت نہوگی - یعنی تغیر و انتقال نہوگا - بہشت و دوزخ جو دار الخلد ہی - اوسے عالم ابدی میں ہوگی - اور بہشت اور دوزخ جو اب موجود ہی - جسمیں بعد مرنے کے ارواح مومنین و کفار کی رھتی ہی - اس عالم میں ہی - اس لئے کہ جب سب چیز فنا ہوئی - اور سوائے صانع تعالیٰ شانہ کے کوئی چیز نہیگی - تو یہ بہشت و دوزخ بھی نہیگی - یہی قول سید رضی علیہ الرحمۃ کا ہوگا جیسا کہ تیسرے حصہ جلد سوم بحار الانوار کے صفحہ ۱۷۷ و ۱۷۸ میں اونکی طرف منسوب ہی *



دوسری فصل

اگر پہلا پیغمبر مامور ہوتا کہ سب علموں کو اپنی امت حاضر پر ظاہر کرے - اور امت بھی ایک بعد دوسرے کے الی یومنا ہذا اور سب کو یاد رکھتی - اور وہ کتابیں باقی رہتیں - تو پھر کبھی دوسرے پیغمبر کی حاجت نہوتی - لیکن متعدد پیغمبروں کے مبعوث ہونے سے صاف ظاہر ہی کہ پیغمبر سابق نے سب باتوں کو نہیں بتلایا - یا بتلایا لیکن اس امت نے اپنی شامت سے اسکو نمائا اور مفقود کیا - تو اس صورت میں جو پیغمبر کہ سب باتوں کو بتلایگا - اور ممکن ہو کہ اس پیغمبر کی باتیں اس عالم کے فنا کے قبل تک باقی رہیں - تو اسی پیغمبر کو خاتم پیغمبران کہینگے - پھر اسکے بعد کسی پیغمبر کی حاجت نہو گی - اس واسطے کہ اسکا کلام موجود و باقی ہی اور رہیگا - ہم بغور ملاحظہ کر کے کہتے ہیں کہ جتنے لوگ دنیا میں ہیں انکے بزرگوں کی کتابوں کو اور انکے اقوال کو اس خاتم پیغمبران کی کتاب کے ساتھ اور اسکے اقوال کے ساتھ جو ہمارے اماموں سے پہنچے ہیں نسبت دیوین تو نسبت قطرہ ہی بدریا - بلکہ کچھ نسبت ہی نہیں - دوسروں کے اقوال حق و باطل سے ملے جلے ہیں - اس خاتم پیغمبران نے مبداء و معاد کو اس تصریح سے فرمایا ہی - کہ کسی مذہب و ملت میں اس تفصیل سے نہیں ہی - جو افعال و اقوال کہ مقرب مبداء و معاد ہیں بہت تصریح و بسط سے فرمایا - اسی طرح سے علم اخلاق و علم ہیاست منزل و علم ہیاست مدن کو - اور اسی میں ضمنا علم طبیعی و ریاضی کو

بیان فرمایا - اور انہیں سب علموں میں بکفایہ و تصریح پوشیدہ و
 آئندہ کی بھی خبریں دیں - کہ ہر جملہ سے معجزہ نمایاں ہی -
 چنانچہ اسی خاتمیت کے باب میں قرآن مجید کے بائیسویں جزء
 دوسرے رکوع سورۃ احزاب میں ہی [نہیں ہی محمد باپ کسی کا
 تمہارت مردوں میں سے - ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہی فقط]
 اگر یقین نہ ہوتا تو ایسا دعویٰ کس طرح سے ہوتا - اسی خاتم
 پیغمبران حبیب اللہ کے باب میں انجیل میں مذکور ہی - تیرہواں
 باب پہلے نامہ کا جو اہل قورنٹہ یعنی کرتھیون کو ہی - از روہ نامہ
 منسوب بیولس یعنی پال ہی - پہلے کے جملات محبت و حبیب کے
 اوصاف میں ہیں - بعد اوسکے یہہ ہی [اگر نبوتیں ہیں تو ارٹہہ
 جائینگیں - اگر زبانیں ہیں تو فرہینگیں - اگر علم ہی تو ارٹہہ جائیگا -
 کیونکہ ہمارا علم نا تمام ہی - اور ہماری نبوت نا تمام - پر جب وہ
 جو تمام ہی آویگا - تو وہ جو نا تمام ہی ارٹہہ جائیگا - ہمارا باب تا
 آخر] سوچنے اور غور کرنے کی جگہ ہی کہ زبان سریانی و عبرانی
 و یونانی و لاطینی جس میں نبوت کی باتیں کرتے تھے - اور علمونکو
 لکھتے تھے یک قلم جاتی رہیں - از روہ علم و نبوت ناقص تھا کہ جاتا رہا -
 اور خاتم پیغمبران کہ متمم علم و نبوت ہیں اونکے مبعوث ہونے سے
 علم جیسا چاہئے پھیلا - اور پھیلتا جاتا ہی - اور وہی نبوت ہی -
 اور یہہ دلالت کرتا ہی کہ نبوت جاتی رہی تھی - اور علم نٹھا -
 اور یہہ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام رجعت فرماینگے - علم
 و نبوت جو ناقص ہی ارٹہہ جائیگا - محض یہ معنی ہی - اس لئے
 کہ اگر خاتم الانبیاء کو رسول و نبی نہ جانو - تو حواریونکے بعد سے علم و

نبدوت اوقہ گیا - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تشریف نہیں لائے - خاتم پیغمبران کے مبعوث ہونے سے - قریب تیرہ سی برس کے گذرے - اس عرصہ میں اگر کسی نے ادعای نبوت کیا فوراً پگڑا گیا - جھوٹا اوسکا ثابت ہو گیا - اپنے کئے کو پایا - بہتوں نے قرآن کے مانند لکھنے چاہی پر نہ سکے - اور انکے کلام مضحکہ ہو گئے - دیکھو پانچواں باب رسالہ اعمال حواریوں کو - کہ گمراہی نام فروسی نہ کیا کہا - [کہ اگر یہ لوگ جھوٹے ہیں تو آپ ہی برباد ہو جائیں گے - وگرنہ میں تو تم برباد ہو گئے فقط] لوگوں نے کیسی کیسی برائیاں خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزماں اور انکے پیروں کے ساتھ کہ نہیں کیا - اور نہیں کرتے لیکن ان حضرت کا نام بڑھتا ہی جاتا ہی - ہر ایک اپنی حیثیت کے موافق انکے کلام سے فائدہ حاصل کرتا ہی - جاہل سب کہ اچھے کام اور برے کام میں تمیز نہیں کرتے - ان حضرت کو بڑا گنہگار و بد جانتے تھے - کہتے تھے کہ اگر وہ گنہگار و بد نہ ہوتا تو مکہ معظمہ سے کہ خائف خدا ہی نکالا نجاتا - اور اس بات کو خوب مشہور کر رکھا تھا - اسی سبب سے جب تک فتح مکہ معظمہ نہوئی عربوں نے اسلام قبول نہیں کیا - اسی بابت اسی مکہ معظمہ میں قرآن مجید کے ۳۰ تیسویں جزء پینتیسویں رکوع سورہ نصر میں خبر ہی [جب آوے نصرت اللہ کی اور فتح - اور دیکھے تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوج فوج - پس تسبیح کر اپنے پروردگار کی ساتھ حمد کے - اور طلب اپنے چہ پانی کی کر اوس سے - بالتحقیق وہ ہی رجوع کرنے والوں کو قبول کرنے والا فقط] فتح مکہ معظمہ کے بعد جوق جوق فوج سب عرب آئے اور مسلمان ہوئے - اسی سورہ میں ان حضرت کے وفات کی

خبر ہی - کہ اور عربوں کے مسلمان ہونے کے بعد تو مہیا ہو اس دنیا سے خدا کے پاس جا نہ کو - دیکھو اندرون خبر میں کدسا معجزہ نمایاں ہی - آئندہ کی خبر کیسی واقع ہوئی - جاہل لوگ جہاد کے معنی نہ سمجھ کے اعتراض کرتے ہیں - اور جاہل و ظالم لوگوں میں جو اپنی تئیں مسلمان کہتے ہیں جیسے وہابی یہہ معنی سمائے ہوئے ہیں - کہ جو غیر مذہب ہو اور اطاعت نہ کرے - اسے قتل کرو لڑو مارو ملک لو - حال یہہ ہی کہ قرآن مجید بھرا ہوا ہی اس مضمون سے کہ زمین میں فساد نہ کرو - یہہ نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی لڑکا باپ کی نصیحت کو نہ سنے - اور اچھا کام اختیار نہ کرے - تو عقل کے نزدیک کبھی اوس لڑکے کا باپ اوسکو مار نہالے گا - بلکہ اوس بد لڑکے سے دوری کریگا - البتہ اگر لڑکا باپ کو مار نہالے چاہیگا - تو باپ پر اوسکا دناغ فرض ہوگا - انبیا علیہم السلام بہ نسبت امت کے باپ سے بڑھکے ہیں - تو کیا گمان ہی خاتم انبیا پر - دیکھو مکہ معظمہ میں جب حضرت کے اصحاب بہت ستائے گئے - تب حضرت نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی سرداری میں اونہونکر حبشہ میں بھیج دیا - وہاں بھی مشرک لوگ اونکے پکڑ لے کو دورے - نجاشی کہ حبشہ کا پادشاہ اور عیسائی مذہب و عادل تھا اوس سے عرض کی - اور اوسکے امیرونکو رشوت دے کے چاہا کہ اونکو پکڑ لے جاویں تب حضرت جعفر طیار نے پادشاہ سے کہا - کہ اونسے پوچھئے کہ ہم نے کیا کیا ہی - آیا ہم نے چوری کی ہی - کسی کو قتل کیا ہی - کسی کا مال لے کے بھاگے ہیں کیوں ہمکو پکڑ کے لے جایا چاہتے ہیں - تب مشرکوں نے کہا کہ یہہ لوگ تابع ہوئے ہیں ایک

شخص کے گہرے ہمارے بتونکو اور ہمارے مذہب کو برا کہتا ہی - تب ارس پادشاہ سعد تمند کے فرمائے کے بموجب حضرت جعفر طیار نے سب احوال و اقوال خاتم پیغمبران کا کہہ سنایا - اور پادشاہ مسلمان ہوا - اور مشرکوں کو ہانک دیا - کئی برس حضرت شعب ابی طالب میں محبوس تھے - ان مشرکوں نے سبکا دانا پائی بند کر دیا تھا - کیا کیا اذیتیں ان حضرت کو نہیں دیں - حضرت عمار اور انکے باپ یا سر اور انکی ماسمہ کو - کہ تینوں ان حضرت کے اصحاب وفادار تھے - انہوں کو مشرکوں نے مکہ معظمہ میں قید کیا - اور ہونسے کہا - کہ ان حضرت کو برا کہیں گالیان دیں - لیکن ان سعد تمندوں نے ہر عکس ان حضرت کی تعریف و توصیف کی - ان ظالموں نے حضرت یا سر کو عذاب شدید سے شہید کیا - حضرت سمیہ کے بدن نہانی میں لوٹے کو آگ میں سرخ کر کے گھسیڑا اور شہید کیا - رضوان اللہ علیہم اجمعین - حضرت جب عمار کو دیکھتے تو انکی اور انکے باپ یا سر کی مصیبتوں کو سوچکے - یہ اختیار رو دیتے - اور فرماتے - کہ قتل کریگی عمار کو ایک گروہ باغی - اور وہ صفین کی لڑائی میں معاویہ کے لوگوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - انصاف کرو اگر ہمارے دوست یا پیارے نوکر کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا - اور ہم کو اقتدار ہوتا - تو اس ظالم کے ساتھ کیا کرتے - حضرت سواہی دعوت بحق کے ان ظالموں کے ساتھ کچھ نہیں کیا - ناچار ہو کے دفاع فرماتے - ایک مستعد مسلمان نے مجھ سے کہا کہ حضرت غزوہ تبوک میں گئے - میں نے کہا دفاع کے معنی یہہ نہیں کہ اپنے ہمسٹر پر بیٹھ کے دفاع کرو - خبر مشہور ہوئی کہ قیصر

روم برقی بھاری فوج لے کے مدینہ منورہ کو آتا ہی - حضرت بھی اوسکے دفاع کے واسطے استقبال کیا - قیصر یہہ سزکے نہیں آیا - رعب میں آگیا حضرت بھی واپس تشریف لائے - امی طرح سمب انبیا نے کیا - پڑھو انبیا کی کتابوں کو - کہ ان انبیا نے بھی دفاع فرمایا - دیکھو انجیلوں کو - کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی جس شب کو گرفتار ہونگے فرمایا - کہ آج وہ دن ہی کہ جسکے پاس تلوار نہو اپنا اسباب لیچکے تلوار مول لے - ایک نے ازمین سے کہا کہ یہاں ایک یا دو تلوار ہی کسی نے حضرت کی نسنا - اور سب وقت پر بھاگ نکلے - اسی دفاع کے واسطے حضرت نے تلوار لیڈیکا حکم فرمایا تھا - میں ایک نقل کروں کہ معنے دفاع کے سمجھو - سکھوں نے پنجاب میں آپسمین ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا - ہماری سرکار انگریزی نے حزم و احتیاط سے اپنی سرحد میں فوج جمع کی - ان مغرور دن نے اس خیال سے کہ فوج سرکار انگریزی ہمارے واسطے جمع ہوئی ہی دنعہ سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑے - اور ہماری سرکار انگریزی نے قرار واقعی انکا دفاع فرمایا اور اچھا کیا *

تیسری فصل

لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ دین کے محافظ وہ لوگ ہیں جو اوس دین کے پیرو ہیں یا پادشاہ ہی جو اوس دین میں ہی - یا اوس دین کے مجتہد ہیں - یہہ نہیں سمجھتے کہ خدا کے دین کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں - اوسکے واسطے علم لدنی چاہئے - ہر لوگ تو الفاظ کے معنی حقیقی سمجھ ہی نہیں سکتے - خدا کے کلام کو کس طرح

سمجھینگے جس پر کلام لکھا جاتا ہی کاتبونکی غلطیونسے اور حرق و خرق و غرق سے کبھی محفوظ نہیں۔ اگر کلام کی جگہ صندوق سینہ ہو پہلے تو ایسا سینہ کہاں۔ اگر ہو بھی جب بھی سہو و نسیان و عدم ادراک معانی و غلط فہمی سے محفوظ نہیں۔ تو کس طرح سے نیک آدمی اس کلام مقدس کے محافظ ہو سکتے ہیں۔ اوسکے محافظ انبیا علیہم السلام کے اوصیا ہیں۔ جو ابتدا سے اسکا مکے واسطے منتخب ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کے دست بدست ایک بعد دوسرے کے پہنچتا آیا یہاں تک کہ وہ سب اب ہی ہمارے بارہویں امام کے پاس۔ قرآن مجید کے چودھویں جزء پہلے رکوع سورۃ حجر میں ہی [بالتحقیق ہم نے اترتا ذکر کو اور بالتحقیق واسطے اوسکے ہر آئینہ ہم حافظ ہیں فقط] اور متی کی انجیل میں پانچویں باب میں ہی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ گمان متکرو کہ میں تورات اور نبیونکی کتابونکو منسوخ کرنے کو آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں آیا بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں اسواسطے میں تم سے سچ کہتا ہوں جسوقت تک کہ آسمان اور زمین نیست نہوں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے منسوخ نہوگا۔ جب تک سب پورا نہوے فقط۔ جانو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توراتکو صندوق قدس میں رکھا تھا اور وہ تورات بعد تہوڑے دنونکے جاتی رہی۔ صندوق قدس کو کفار چھین لے گئے اور اوسکو خراب جگہ میں ڈال دیا تھا۔ بحسب حضرت داؤد علیہ السلام اوس صندوق قدس کو لائے تو اوسمیں موائی دو لوح کے جسمیں دس احکام لکھے ہوئے تھے کچھ اوس صندوق میں تھا۔ بعد صندوق معہ دونوں لوحکے جاتا رہا۔ سیکڑوں برس بعد

حلقہ کاہن نے جب بیت المقدس کی تقدیس کرتا تھا پایا اور تقدیس کا سبب یہہ تھا کہ کافروں نے وہاں بت لاکے رکھا تھا اور سور ذبیح کیا تھا اور نجس کیا تھا۔ اور کسی طرح سے معلوم نہیں ہی کہ یہہ تورات متداول اوسی کی نقل بعینہ ہی - اور حضرت عزرا علیہ السلام نے تورا کو تلاوت فرمایا لیکن یہہ ثابت نہیں کہ یہہ تورات بعینہ اوسکی نقل ہی - اور جو حادثے یہود پر گذرے ممکن نہیں کہ وہ کتابیں ارنکے پاس رھتیں - اب جو تورات ہی تین نسخہ ہی تینوں آپسمین مختلف - بیت المقدس میں بھی اختلاف ہی کہ کس پہاڑ پر تھا اور یہود نہیں جانتے کہ غربا ہین یا کسی سبط کی اولاد ہین قطع نظر ان سبکی حضرت مسیح علیہ السلام کے فرمانے سے بھی معلوم ہی کہ وہ حضرت ارن کتابونکے پورا کرنے کو تشریف لائے منسوخ کرنے کو تشریف نہیں لائے - اور پورا کرنے کو جس معنے میں لو حاصل اوسکا یہی ہی - کہ نقصان کسی طرح کا اوسمیں تھا - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ ارن کتابون میں دنیا کے آخر ہوئے تک سب خبریں اوسمیں تھیں - لیکن وہ کتابیں جواب متداول ہین اوسمیں بہت تھوڑی ہی - اس سے صاف معلوم ہوا کہ محافظ ارن کتابونکے وہ حضرت تھے نہ نکمے لوگ - مخفی تھے کہ طوفان کے بعد سے پانچ پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت - یعنہ حضرت نوح علیہ السلام - و حضرت ابراہیم علیہ السلام - و حضرت موسیٰ علیہ السلام - و حضرت عیسیٰ علیہ السلام - و حضرت خاتم انبیا علیہ و علی الہ السلام - ایک بعد دوسرے کے دنیا میں تشریف لائے - سوائے خاتم پیغمبران کے اوصیا کے ارن چاروں کے اوصیا انبیا بھی کہلاتے تھے - حضرت ہارون علیہ

السلام سے لے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے قبل تک سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوصیا تھے - اونہیں کے دین کی حفاظت اور پیروی کرتے تھے - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حواری کہلاتے تھے اور انبیا بھی - اور خاتم پیغمبران کے اوصیا امام کہلاتے ہیں - اور امام و نبی کے معنی قریب قریب ہیں - لیکن واقع میں امامت کا منصب بڑھکے ہی نبوت و رسالت سے - لیکن اماموں کو انبیا کہنا ممنوع ہی واسطے رفع التباس و تعظیم خاتم الانبیا علیہم السلام کے - علامہ اوسکے نبی محتاج ہی کہ ہر بات میں فرشتہ اسکو خبر دے - ان اماموں کو فرشتہ کے خبر دینے کی حاجت نہیں - سب انکو ابتدا سے سکھایا گیا ہی - فرشتہ انکے محتاج ہیں - اور پیغمبران اولو العزم میں رسالت و نبوت و امامت جمع تھی - قرآن مجید کے پہلے جزء پندرہویں رکوع سورہ بقرہ میں ہی - خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام [بالتحقیق] میں گردانے والا ہوں تجھکو واسطے آدمیوں کے امام فقط [لوقا کی انجیل کے بارہویں باب میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو فرماتے ہیں] جب تمہیں عبادت گاہوں میں اور قاضیوں اور کتوالوں کے آگے لے آئیں تم یہہ فکر نہ کرو - کہ کیونکر اور کیا جواب دو گے اور کیا کہو گے - کیونکہ جو تمہیں کہنا چاہئے - روح قدس اوسی گہری تمہیں سکھائیگی الخ] اگر حضرت اپنے حواریوں کو سب کچھ جو ہونیوالا تھا فرما دیتے تو وہ حواری زوج قدس کے سکھانے کے محتاج نہوتے - اور حضرت کے فرمانے میں خبر آئندہ کی بھی ہی - کہ حواری پکڑے جائینگے اور تکلیف اٹھائینگے - اور

ان پیغمبروں کا علم و دین ایک ہی لوگوں کی سمجھ کا تفاوت ہی -
قرآن مجید کے بائیسویں جزء سترہویں رکوع سورۃ فاطر میں ہی
[پس ہرگز نہیں پاریگا تو واسطے سنت اللہ کے تبدیل - و ہرگز
نہیں پاریگا واسطے سنت اللہ کے تحویل فقط] حلال خدا حلال ہی
ہمیشہ کے واسطے اور حرام خدا حرام ہی ہمیشہ کے واسطے - اور
خاتم پیغمبران کے اوصیا سب مخلوقات جن وانس و ملائکہ سے
افضل ہیں سوائے اپنے متبوع کے - اسکے واسطے میں اپنے بارہویں
امام کے لئے کہ پیدا ہوئے دوسو پچپن ہجری میں - اور ہماری
نظروں سے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام غائب ہیں دلیل لاتا
ہوں - ساتویں باب رسالۃ دائیال نبی علیہ السلام سے - کہ وہ افضل
ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے - نوان اور دسوان آیہ [مشاہدہ
کیا میئے کہ تختیں سب ہرنگوں ہوئے - اور عتیق الایام یعنے پرانے
دنوں کا یعنے بڑی عمر والے تہ جلوس فرمایا - لباس اوسکا مانند
برف کے سفید تھا - اور اوس کے سر کے بال مانند پاکیزہ پشم کے -
اوسکا تخت مانند آگ کے شعلہ کے - اور اوس کے چرخ یعنے پہنئے
مانند جلنی والی آگ کے تھے آگ کی نہر اوسکے آگے سے جاری ہوئے
روان ہوئی - ہزاران ہزار نے اوسکی خدمت کی دس ہزار در دس
ہزار اوسکے آگے کھڑے ہوئے - محکمہ آرامتہ ہوا دفتر کھولے گئے - آیہ
۱۳ و ۱۴ میئے رات کے رویا میں دیکھا کہ وہیں مانند ایک انسان کے
فرزند کے آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا - اور عتیق الایام تک پہنچا -
اور اوسکو اوسکے پاس نزدیک لائے - اور سلطنت و جلال و مملکت
اوسکو تسلیم ہوئی - تا کہ سب قومیں اور طائفہ از اہل زبانیں

اوسکی خدمت کریں - اوسکی سلطنت سلطنت ابدی ہی کہ کبھی
 زوال نہ پڑے اور اوسکی مملکت کو نقصان نہ ہوے آیہ ۲۲ مادامیکہ
 عتیق الایام پہنچا - اور حکومت حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تسلیم
 ہوئی - اور وہ وقت پہنچا کہ مقدس سب مملکت کے مالک ہوئے
 آیہ ۲۷ اور مملکت و سلطنت و بزرگی مملکت سب اسمان کے
 نیچے حق تعالیٰ کی مقدس قوموں کو سونپی جائیگی - کہ اوسکی
 مملکت مملکت ابدی ہی - اور سب سلطنتیں اوسکی بندہ و فرمان
 بردار ہونگی فقط [فرزند انسان حضرت حزقیل علیہ السلام کو کہتے
 تھے - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی لقب مبارک ہی اور ان
 حضرت نے بھی فرمایا ہی کہ میں بادلوں پر آؤنگا - اور وہ حضرت
 عتیق الایام کے پاس یعنی ہمارے بارہویں امام کی خدمت میں
 لائے جائیں گے - اور مقدس سب اطاعت کریں گے - یہی معنی بارہویں
 امام کی افضلیت کے ہیں - اور یہی خبریں اور انبیا کے رسالوں
 میں خصوصاً یوحنا حواری کے مشاہدات میں ہیں - اور قیامت
 مغری کا احوال اور رجعت کرنا بہت اچھے اچھے لوگوں کا اور بہت
 بُرے بُرے لوگوں کا اور کتابوں میں خصوصاً زبور میں بکثرت مذکور
 ہی - اور ہماری حدیثوں میں بہت تفصیل و بسط کے ساتھ ہی -
 اور سوائے شیعوں کے اور کوئی مسلمان رجعت کا اعتقاد نہیں رکھتا - مگر
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رجعت کا اقرار کرتے ہیں - اور
 بارہویں امام کو کہتے ہیں کہ بعد پیدا ہونگے میں نے ایک یہودی
 کے ملا سے پوچھا اوسنے کہا کہ عتیق الایام سے مراد اللہ تعالیٰ ہی
 اور وہ فرزند انسان ابھی پیدا نہیں ہوا - بعد پیدا ہوگا - میں نے کہا کہ

تمہارے مذہب میں ہی کہ خدا نے دنوں کو پیدا کیا - اور اوسکے کپڑے
 اور بدن اور سر اور بال نہیں ہی - کچھ جواب نہ دے سکا - اندھوں ایک
 کشیش صاحب نے فرمایا کہ اسوقت کے لوگ خدا کو اچھی طرح سے
 نہ جانتے تھے اسواسطے ایسا فرمایا میں نے کہا انہیں آیو نہیں حق تعالیٰ
 کا لفظ مکرر ہی تو وہ لوگ اوسکو جانتے تھے تو چپ ہوئے *

چونہی فصل

پہلے مخلوقات میں سے پانی ہی - اوسے کو ہوا و جو و فضا و
 فراغ بھی کہتے ہیں - اوسے سے صانع تعالیٰ شانہ نے سب چیزوں کو
 پیدا کیا - خواہ کلام خواہ ارواح خواہ عقول خواہ ملائکہ خواہ انبیاء خواہ
 روشنی خواہ رنگ وغیرہ - اور وہ سب جسم ہیں - وہ فراغ جتنے اجسام
 ہیں سبکا حامل ہی - اوسکا حامل سوائے قدرت صانع تعالیٰ شانہ
 کے کوئی نہیں - سب اجسام کا وہ چیز ہی - اوسکا کوئی چیز نہیں
 سب جواہر و اعراض کا وہ حامل ہی - جب اوسکو ٹکرا ٹکرا فرض کرو تو
 ہر ٹکرا جسم ہی - اگر پہلا امتداد اوسمیں فرض کرو خط ہی - یہی
 کم متصل ہی - اور جب اوسکے ایک طول یا ایک ٹکرے کو دوسرے
 طول یا ٹکرے کیطرف چھٹائی بڑائی یا برابری میں نہایت دین کم
 منفصل قرار الذات ہی جسے عدد کہتے ہیں - پس وہ عدد بھی جیسے جو
 غیر محدود ہی - اور جب ایک خط یا اوسکے ایک ٹکرے کو متحرک
 فرض کریں کم منفصل غیر قرار الذات ہی جسکو زمانہ کہتے ہیں - اور
 سب تقدیر یعنی ہندسہ اوسمیں ہی - اور وہ جو مقابل میں عدم محض
 کے ہی جس طرح عدم محض صلاحیت نہیں رکھتا کہ موصوف ہو

بتنا ہی یا عدم تنا ہی اسی طرح سے وجود فراغ کا ہی - مشتبہ نہو کہ صانع تعالیٰ شانہ کو بھی موجود کہتے ہیں میں پہلی فصل میں بیان کیا ہے کہ معنی اس کے یہ ہے کہ وہ صانع معدوم نہیں کہ معدوم صلاحیت مانعیت کی نہیں رکھتا اس صانع کے وجود کو ہم نہیں جان سکتے صرف بتلانے کے واسطے ہی - جلد چہارم بحار الانوار صفحہ ۱۵ و ۲۳۳ میں ابوبکر خضرمی نے ہمارے چھٹے امام سے روایت کی ہے حدیث طویل میں [کہ ہوا محدود نہیں کی جاتی فقط] اسی جلد کے صفحہ ۲۵۴ میں هشام بن حکم روایت کرتا ہے انہیں امام ہمام سے حدیث طویل میں [نہیں ہی نیچے ربیع عقیق کے مگر ہوا اور ظلمات اور نہیں ہی اوسکے پیچھے سمیت و نہ ضیق اور نکوئی چیز کہ توہم کی جاتی فقط] اسی جلد کے صفحہ ۲۵۹ میں ہمارے عالم سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے جواب میں ایک مائل کے فرمایا کہ فراغ وصف نہیں کیا جاتا بتنا ہی یا عدم تنا ہی در حقیقت بلکہ مجازا و اتساعا کہتے ہیں - اور فراغ نہ جوہر ہی نہ عرض و نہ قدیم و محدث ہی اور نہ ذات ہی و نہ معلوم ہی مانند اور معلومات کے فقط] اسی جلد کے صفحہ ۱۹ میں دارقونی روایت کرتا ہے ہمارے چھٹے امام سے حدیث میں [بالتحقیق اللہ نے حمل کیا اپنے دین و علم کو پانی پر قبل ہونے زمین و آسمان و جن و انس و شمس و قمر کے فقط] اور اسی جلد و صفحہ میں محمد بن عطیہ روایت کرتا ہے ہمارے بانچویں امام سے حدیث میں [پیدا کیا اللہ نے اس چیز کو کہ سب چیزیں اس سے ہیں اور وہ پانی ہی کہ سب چیزوں کو اس سے پیدا کیا پس گردانا نسبت ہر چیز کو پانی کی طرف اور نہیں گردانا

واسطے پانی کے کوئی نسبت کہ مضاف ہو اوسکی طرف - اور پیدا کیا چلنے والی ہوا کو پانی سے تس پیچھے مسلط کیا ریح کو پانی پر - اسی حدیث میں بعد ایک سطر کے ہی [تس پیچھے پیدا کیا اللہ نے آگ کو پانی سے فقط] اور اسی جلد و صفحہ میں محمد بن مسلم روایت کرتا ہی انہیں امام ہمام سے کہ فرمایا [تھی ہر چیز پانی - اور تھا عرش اوسکا پانی پر پھس امر کیا اللہ عزوجل نے پانی کو پھس مضطرب کیا یعنی روشن کیا آگ کو تس پیچھے امر کیا آگ کو پھس خمود ہوئی یعنی بجہہ گئی پھس بلند ہوا اوسکے بجہنے سے دھوان پھس خلق کیا اللہ نے امانونکو اوس دھونڈے سے اور پیدا کیا زمین کو خاکستر سے الخ] میڈے حدیثوں میں سے کئی حدیثیں استشہاد کے واسطے موضع حاجت کو لکھا وگرنہ چودھویں جلد بحار الانوار میں اس قسم کی بہت حدیثیں ہیں - میری غرض اس سے یہہ ہی کہ لوگ حدیثونکو دیکھیں اور حکماء متاخرین کے اقوال کو اون حدیثوں سے مقابلہ فرماویں اور نتیجہ نکالیں - خلجان نہو کہ کہیں ہوا فرمایا کہیں جو کہیں پانی کہیں ظلمات - ہوا یا جو کے ایک معنی ہیں - اور اصل پانی ہوا یا جو اوسکے اوصاف ہیں - اور یہہ پانی جو ہم دیکھتے ہیں اور استعمال میں لاتے ہیں کثیف ہی - پانی کے معنی میں لطافت ہی - ہوا اس پانی میں نہیں ہی - اور ظلمات اسواسطے فرمایا کہ دیکھا نہیں جاتا بسبب لطافت کے - آنکہ اور روشنی اوس سے پیدا ہوئی ہی - اس واسطے قرآن مجید میں ظلمات کو جمع کے لفظ سے فرمایا کہ بہت ہی - اور نور کو مفرد فرمایا - اور جس طرح سے ہم زمین کے قطعات کو آپس میں ممتاز پاتے ہیں اور پانی کو شیریں

و شوز و تاج پاتے ہیں ۔ اور ہوا کو گرم و سرد و سہوم و دلمہ سے تعبیر کرتے ہیں ۔ حکماء متاخرین فرنگ نے ہوا کو کئی قسمت کیا ہی ایک قسم اوسکا آکسجن ہی ۔ اور آکسجن وہ ہی کہ حیات و تنفس کا مایہ ہی اور اسی سے آگ روشن ہوتی ہی ۔ دوسری قسم کو نیٹروجن اور یونانی میں ازوت کہتے ہیں معنی اوسکے لیجان کے ہیں ۔ جانور اوسمیں زندگی نہیں کرسکتا نفس نہیں کھینچ سکتا اوسمیں آگ بجھ جاتی ہی ۔ اور ہوا جو مجاور ہی اس زمین کے جس پر ہم رہتے ہیں مرکب ہی ایک خمس آکسجن اور چار خمس نیٹروجن سے اور پانی مرکب ہی ایک ثلث آکسجن اور دو ثلث ہیدروجن سے اور ہیدروجن بدبو بخار ہی کہ گرم لوہے پر پانی ڈالنے سے یا گرم لوہے کو پانی میں ڈبانے سے مانند حباب کے بخار اڑھتا ہی اوسی بخار کو جمع کرنے سے ہیدروجن ہاتھ آتا ہی ۔ اوسی ہیدروجن سے غبارا بلند ہوتا ہی ۔ اور اوپر جاتا ہی ۔ اور ہیدروجن کا گیس آکسجن کے گیس سے آٹھویں حصہ سبکتر ہی ۔ اور ایک قسم ہی کولہ کا گیس کہ کبھی نیٹروجن اوس سے جدا نہیں ہوسکتا ۔ اور چلنے والی ہوا کو عربی میں رنج کہتے ہیں اور جیسے جیسے اوپر جاؤ ہوا کو لطیف تر پاؤ گے اور جو بالذات ساکن ہی ۔ چودھویں جلد بحار الانوار کے صفحہ ۱۷ میں محمد بن مسلم روایت کرتا ہی ہمارے پانچویں امام سے ۔ [کہ ہوا جاری نہیں ہوتی الخ]



پانچویں فصل

صانع تعالیٰ شانہ نے اس جو مین کہین کم کہین زیادہ حرارت پیدا کیا اور حرارت کو خاصیت بخشی کہ چیزوں کو پہلاؤے اور متحرک کرے اور دوسری چیزوں کو اپنی طرف کھینچے اسی سے ریح پیدا ہوئی - اسنے اس پانی کو جیسے مشک میں مکھن مہتے ہیں تلے اوپر زور سے گھمایا نیچے کا اوپر اوپر کا نیچے کر دیا اوس سے کف پیدا ہوا اور بڑھتا گیا - اور سخت ہوتا گیا اسی سے یہہ زمین جس پر ہم رہتے ہی اور سب تارے پیدا ہوئے - اسی کے بخار سے آسمان کھلایا - پڑھو پہلا خطبہ جو کتاب نہج البلاغہ میں ہمارے پہلے امام سے ہی اور بھی خطبہ اور حدیثوں کو - اور جانو جو چیز مالا بالطبع ہو کے صورت پکڑیگی گول ہوگی اسواسطے کہ گول کم جگہ کو گھیرتی ہی اور اس میں گنجائش بہت ہوتی ہی اور ابسط اشکال ہی - خصوصاً جب کوئی چیز اوس کو جذب نہ کرے - اور ضرور ہوا کہ وہ کرے بسبب بہرنے حرارت و ریح کے اوسے اندر ہلکا ہو اور دو حرکت کرے ایک وضعی یعنی اپنے اوپر دوسری ایذی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاوے - اور ضرور ہی کہ دونوں حرکت گول ہو - حرکت وضعی ظاہر ہی - اور حرکت ایذی اس لئے کہ کوئی چیز اوسکو نیچے اوپر دھنے بائیں نہیں کھینچتی - گول باسن میں پانی کو جوش دو دیکھو سب اجزا اس پانی کے گول گھومینگے اگر گول ظرف بھی نہو - تو خیال کرنے سے معلوم ہوگا کہ اجزا جو نیچے اوپر گھومتے

ہین طالب ہین گولائی کے اور چونکہ حرارت دور کی چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہی - اسی قوت کا نام جاذبہ ہی - اس صورت میں چونکہ بہت کرات ہوا میں ہین چاہئے کہ حقیقی گولائی کو چھوڑ کے بیضی شکل پر حرکت کریں خواہ بیضی گول ہو خواہ بیضی مستطیل ہو موافق قوای جاذبہ کرات کے - اور خود یہ کرات بھی بسبب ایک دوسرے کے جاذبہ کے اور بسبب حرکت وضعی کے گول حقیقی نہیں ہین بلکہ شلجمی شکل رکھتے ہین - جو چیز گول گھومے گی وہ اپنے دو قطب کی طرف سے بہن یعنی چپٹی ہوگی - اسی سبب سے اس زمین کا جیسپر ہم رہتے ہین قطر خط استوائی پینتیس ۳۵ میل انگریزی بڑا ہی اوسکے قطر قطبی سے - ایک گولہ خراطر تو دیکھو کہ بیچ سے قُب اوسکا زیادہ ہوتا جاتا ہی اوس طرف سے جہاں دو طرف سے پہنچ میں وہ گولہ بند ہی - اور مرکز ان سبب حرکتوں کا اگر وضعی ہی تو بیچوں بیچ اوس کرے کے ہوگا - اگر ایڈی ہی تو بعض کرے بعض کرے کا مرکز ہوگا - اور وہ بھی حرکت وضعی و ایڈی کریگا اور بعض کرون میں حرکت ایڈی ایلک سے زائد بھی ہوتی ہی - زمین و آسمان اور چاند اور سورج اور تارے انہیں الفاظ کے معنے سب زبانون میں قدیم سے ہین - اور بہت ظاہر ہین اور بطور کلیت مستعمل ہین - زمین و آسمان دو لفظ ہین ایک معنے میں - فارسی میں زمین باعتبار انجماد کے اور آسمان باعتبار گردش کے - اور عربی میں آسمان کو سما کہتے ہین باعتبار علو کے - اور زمین کو ارض کہتے ہین باعتبار سفلی کے - ہم اگر آسمان

پر ہون زمین کو اپنے اوپر دیکھینگے - جیسے اب آسمان کو دیکھتے
 ہیں اسی طرح سے سب کرات کے لوگ - صرف مرکز کے طرف
 ہستی کہی جاگی - اور محیط کے طرف بلندی - اور بہ نسبت
 ہمارے پائو کی طرف ہستی - و تحت سر کی طرف بلندی و فوق -
 اسی طرح سے سب سمتیں ہیں - پورب جو چیز کہ ہمارے طرف
 آئے وہ جانب اوسکا پورب ہی - اور ہمسے میدھا گذر کے چھپ
 جائے وہ سمت اوسکا پچم ہی - عربی مین پورب کو مطلع کہتے
 ہیں یعنی برآمد ہونے کی جگہ اور پچم کو مغرب کہتے ہیں
 یعنی نظروں سے چھپنے کی جگہ - اور مشرق کہتے ہیں سورج کے
 نکلنے کی جگہ اور تغلیبا آدھے افق کو جدھر سے سب تارے نکلتے
 ہیں کہتے ہیں - اور مغرب اوسکے مقابل مین - اور مطلع اور مشرق
 و مغرب کے معنی مین ضمنا حرکت ہی بعبارت آخری ہر عکس
 اول کے جہانہ ہماری حرکت شروع ہوئی ہمارا مغرب ہی اور
 جھطرف ہم جاتے ہیں ہمارا مشرق - یہی معنی سب کروں مین
 ملحوظ ہیں - اسی طرح سے جس کرے سے روشنی نکلتی ہی وہ کرے
 اوس روشنی کا مشرق اور وہ حد جدھر روشنی جاتی یا وہ حد جہاں
 روشنی نہیں پہنچ سکتی مغرب ہی - پس جتنا ہم ستاروں کو اور
 فاصلوں کو دیکھتے ہیں باعتبار ہستی کے زمین اور باعتبار بلندی
 کے آسمان ہی - جس کرے پر ہم رہتے ہیں اور زمین کہتے ہیں
 اسی طرح جتنا دیکھتے ہیں زمین ہی - اور ارض مین ہزاران ہزار
 ہزاروں قسم کی مخلوقات ہی - بطوریوسی حیثیت کے پیرو باوجودیکہ
 منطق مین پڑھتے ہیں کہ ہر چاند مین گہن لگتا ہی جب

زمین مابین سورج اور چاند کے حائل ہو کہ دلالت کلیت پر کرتا ہی تو کہتے ہیں کلی منحصر در فرد ہی امید طرح سے سورج کو بھی کلی منحصر در فرد کہتے ہیں *

چہتمی فصل

قرآن مجید کے چوبیسویں جزء سولہویں رکوع سورۃ شجۃ میں ہی [تس پانچہ قصد کیا اللہ نے آسمان کی طرف و حال یہہ ہی کہ وہ دھوان ہی فقط] اور چودھویں جلد بحار الانوار صفحہ ۹۵ میں ابی عمران کندی نے روایت کی کہ پوچھا ابن کوا نے حدیث میں ہمارے پہلے امام سے کہ کثفا فاصلہ ہی درمیان آسمان و زمین کے ۔ حضرت نے فرمایا [مدبصر اور جو دعا کہ ذکر کیا جائے اللہ پے سنے ۔ نہیں کہتے ہیں ہم غیر اسکے فقط] اور قرآن مجید میں بھی جہاں تک سب تارے دکھلائی دیتے ہیں آسمان دنیا فرمایا ہی ۔ حکماء متاخرین فرنگ نے رصد کے رو سے کہا ہی کہ جتنی قوت ستارہ بینوکی زیادہ کی جاتی تو یہہ فضا مملو صحابی ٹکرونسے اور مجمع کواکب متمایزہ ایک دوسرے سے نظر آتا ہی ۔ چودھویں جلد بحار الانوار صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ میں حسین بن خالد ہمارے آٹھویں امام سے روایت کرتا ہی کہ کہا میں نے کہ خبر دے مجھکو قول اللہ سے کہ فرمایا کہ آسمان صاحب حبک ہی پس فرمایا وہ بستہ ہی بطرف زمین کے ۔ اور شبکہ کیا اپنی انگلیوں کو پس میں نے کہا کہ کس طرح وہ بستہ طرف زمین کے ہو سکتا ہی ۔ اور حال یہہ ہی کہ اللہ فرماتا ہی بلند کیا آسمانوں کو بغیر

ستونوں کے کہ دیکھتے ہو اوسکو۔ پس فرمایا سبحان اللہ آیا نہیں فرماتا ہے بغیر ستونوں کے کہ دیکھتے ہو۔ کہا میں نے ہاں پس فرمایا پس وہاں ستونیں ہیں لیکن نہیں دیکھتے ہو اوسکو۔ کہا میں کس طرح سے ہی وہ اللہ مجھکو تمہارے اوپر فدا کرے۔ کہا پس کہولا اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو تس پیچھے رکھا دھنی ہتھیلی اوسپر۔ پس فرمایا یہ زمین دنیا ہی اور آسمان دنیا اوسکے اوپر ہی فوق اوسکے قبہ۔ اور دوسری زمین فوق آسمان دنیا ہی اور دوسرا آسمان فوق اوسکے قبہ۔ اور تیسری زمین دوسرے آسمان کے اوپر ہی۔ اور تیسرا آسمان اوس کے اوپر قبہ ہی۔ اور چوتھی زمین تیسرے آسمان کے اوپر ہی اور چوتھا آسمان فوق اوس کے قبہ ہی۔ اور پانچویں زمین فوق چوتھے آسمان کے ہی۔ اور پانچواں آسمان فوق اوس کے قبہ ہی۔ اور چھٹھی زمین پانچویں آسمان کے اوپر ہی اور چھٹھا آسمان اوس کے فوق قبہ ہی۔ اور ساتویں زمین چھٹھے آسمان کے فوق ہی۔ اور ساتواں آسمان فوق اوسکے قبہ ہی۔ و عرش الرحمن تبارک و تعالیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہی اور قول اللہ کا اللہ ایسا اللہ کہ پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمین کو مثل آسمانوں کے [البحر] قرآن مجید وحدیثوں سے صاف ثابت ہوا کہ جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہی آسمان دنیا ہی۔ اور ویسا ہی چھ آسمان اور ہیں اس آسمان کے اوپر۔ اور آسمان نہیں ہی مگر زمین کی حد۔ اور زمین کی نہایت۔ اور زمین میں ہر قسم کی مخلوقات رہتی ہیں۔ اور یہہ ثوابت کہ ہمارا منتہای بصر ہی

آج تک حکماء فرنگ نے کسی طرح سے اوس کی دروہوں کو نہیں دریافت کر سکے۔ یہہ آفتاب کہ اوسکی روشنی آٹھہ دقیقہ اور تیرہ ہائیہ مین ہماری زمین تک پہنچتی ہی اوس بعد پر ہو کہ بقدر برے ثوابت کے دکھلائی دے۔ تین برس یا زائد مین اوسکی روشنی زمین تک پہنچگی۔ تو خیال کرنا چاہئے کہ عرش کی دوری کتنی ہوگی۔ صانع تعالیٰ شانہ کی قدرت کو تصور کرنا چاہئے کہ سب گول معلوم ہوتا ہے۔ ثوابت کے رہنے والے ہمکو اوپر دیکھینگے۔ جیسے ہم ثوابت کو اوپر دیکھتے ہیں اور لوگوں کو بھی سب دنیا گول دکھلائی دیگی۔ پس یہہ زمین جسپر ہم رھتے ہیں۔ کسی طرح مرکز عالم نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید اور حدیثوں سے معلوم ہی کہ سات زمین اور سات آسمان ہیں۔ اور ساتویں آسمان مین کہ چھہ آسمانوںپر محیط ہی بہشت ہی۔ اور ساتویں زمین مین کہ چھہ آسمانوں کی محاط ہی جہنم ہی۔ یعنی پہلا آسمان ساتویں زمین۔ اور ساتواں آسمان پہلی زمین۔ اسلئے کہ مبدء معود سفل سے ہوتا ہی۔ اور مبدء نزول علو سے۔ و اگر نہیں تو زمین و آسمان کو نیچے سے گن کے جاؤ تو اوپر سب کے ساتویں زمین اور ساتواں آسمان ہوگا۔ جیسا کہ حسین بن خالد نے ہمارے آٹھویں امام سے روایت کی اگر اوپر سے شمار کر کے آؤ تو برعکس ہوگا۔ اور بہشت و دوزخ کو لغو نہ سمجھنا چاہئے۔ منکروں کو مین جہنم بچشم معایذہ کرنا دیتا ہوں۔ کہ آنکھوں سے دیکھ لیں۔ حکماء فرانص نے دائرہ نصف النهار کو جو اس زمین کو جسپر ہم رھتے ہیں

قاطع ہی یعنی جو دائرہ قطب شمالی و جنوبی زمین سے گذرے
 اوسکو چار کروڑ یعنی چالیس ملین چالیس ہزار ہزار
 حصوں پر قسمت کیا ہی - یعنی ربع دائرہ کو جو مابین قطب
 شمالی و خط استوا کے ہی ایک کروڑ یعنی دس ملین یعنی دس
 ہزار ہزار حصوں پر قسمت کیا ہی - ہر ایک حصہ کو مٹر کہتے ہیں
 بکسر میم و فتح ثاء مثلاً فوقانی معنی مین مقیاس کے - اور
 یہہ مٹر وحدت ہی مقیاس کا - جیسے وجب و دست و گز و قدم
 وغیرہ - پھر ہر مٹر کو دس پر قسمت کیا ہی ہر حصہ کو دیسی مٹر
 کہتے ہیں - پھر ہر دیسی مٹر کو دس پر - اوسکو سنٹی مٹر - اور
 ہر سنٹی مٹر کو دس پر قسمت کیا ہی اوسکو میلی مٹر کہتے ہیں -
 پس میلی مٹر ایک جزء ہزار جزء مٹر کا ہی و علی هذا القیاس -
 اور جانب صعود مین ہر دس مٹر کو دیکا مٹر و ہر دس دیکا مٹر کو
 اکتو مٹر و ہر دس اکتو مٹر کو کیلو مٹر کہتے ہیں - پس ہر کیلو مٹر
 ہزار برابر مٹر کے ہی - اسی طرح سے جتنا چاہیں بڑھتے جائیں - اور
 حبوب یعنی گولیان اور موائع جیسے پانی اور تیل ہی اوسکی
 مکیال کی وحدت کو لیٹر کہتے ہیں - کہ عبارت ہی ایک دیسی
 مٹر مکعب سے یعنی ہر ایک طول و عرض و عمق ایک ایک عشر مٹر -
 و عشر لیٹر کو دیسی لیٹر و عشر دیسی لیٹر کو سنٹی لیٹر و عشر
 سنٹی لیٹر کو میلی لیٹر کہتے ہیں - اور صعود کی جانب کو
 دیکا لیٹر اکتو لیٹر کیلو لیٹر کہتے ہیں - اور وزن کی وحدت کو کرام
 کہتے ہیں وہ برابر ہی دیسی مٹر مکعب کے - اندرون یعنی لیٹر اور
 کرام کو اندازہ کرتے ہیں اوس طرف سے جسمین آب مقطر (وٹنا سما)

اس لئے کہ اگر پانی مقطر نہ ہوگا تو مقدار اسکا مختلف ہوگا۔
 ہلکایا بھاری۔ اور مٹر مکعب کا نام استیہی جسکو ہم استار یا سیر
 کہتے ہیں۔ اور زمین کی پیمائش کے مقیاس کو آلاہ کہتے ہیں۔
 ہر جانب سے دس مٹر۔ اور جانب صعود و نزول کو اوسنی قیاس پڑ۔
 اور یہہ مقیاس قوم و بلاد کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتا۔ اسواسطے
 مینے بسط دیا۔ جب یہہ جانا تمنے تو جانو کہ تجربے اور امتحان
 سے اور حکیموں نے دریافت فرمایا ہی کہ جتنا زمین کے نیچے
 جادو گرمی بڑھتی جاتی ہی۔ ہملوگ بھی کونٹے مین جانے سے
 کچھ سمجھتے ہیں۔ اور وہ گرمی اتنی بڑھتی جاتی ہی کہ جب
 نیچے بقدر لاکھ مٹر یعنی سو ہزار مٹر کے جاوے وہاں اتنی
 گرمی ہی کہ لوہا اور پلا تینا پگھل جائیگا۔ تو کیا احوال ہی
 اوس گرمی کا کہ اس زمین کے مرکز کے آس پاس ہی۔ وہ مرکز
 تقریباً چھ لاکھ مٹر یعنی چھ ہزار ہزار و چھ سو ہزار یعنی
 چھ ملین و چھ سو ہزار نیچے ہی۔ دوسرے کرونکو جیسے چاند اور
 سورج و غورے ہر اسی پر قیاس کرو۔ جب یہہ سب پتائے
 پہنچیں تو کیسا دریا آگ کا چوش ماریگا۔ بڑھو قرآن مجید کو
 اور دیکھو تیسری جلد بحار الانوار کو کہ اوس آگ کو کس طرح سے
 بیان فرمایا ہی۔ اور اوسکی ہر قسم کو بتلایا ہی کہ عقل تصور کرنے
 سے جل کے خاکستر ہو جاتی ہی۔ اسی طرح سے خیال کرو بہشت
 کا کہ پہلی زمین اور ساتویں آسمان مین ہی۔ کہ اوسکی بزرگی
 کو قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ عرض اسکا مانند عرض آسمانوں
 اور زمین کے ہی۔ جون جون اوپر کو جاوے ہر کی لطانت زیادہ

ہوتی جاتی ہی تو ساتویں آسمان پر کیسی لطیف ہوگی وہاں تک
 باشندے کیسے کیسے مزہ چکھتے ہونگے۔ بہشت کا بیان بھی اوسی
 تیسری جگہ بحار الانوار میں بہ تفصیل مذکور ہے۔ معلوم ہوتا
 ہے وہاں کی ہوا سب اکسجن ہے۔ - ارمین ٹیڈروجن اور ہائیڈروجن
 نہیں ہے۔ - صانع تعالیٰ شانہ نے ہمکو دوزخ پر بسایا کہ عبرت
 پکڑیں اور ساتویں آسمان کے رہنے کی لیاقت حاصل کریں۔ - بہشت
 و دوزخ سے انگار نکرو اور پیغمبروں کے کلام کو سچا جانو۔ - کسی پیغمبر
 سابق نے اوس ہوا اور اوس آگ کو اوس تفصیل سے نہیں فرمایا
 جیسا کہ ہمارے اصناموں نے بیان فرمایا

مانوین فصل

جب ریح نے اس جر کو الے اوپر گھمایا تو اوس جو مین جابجا
 پہن پیدا ہوا اور بڑھتا گیا۔ تاکہ یہہ کرے سب سے نمود ہوے۔ تو
 ضرور ہی کہ وہ کف ابتدا میں بہت ہی چھوٹا اور غیر محسوس
 ہو اور بتدریج بڑھے کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور آپس میں ایسے فاصلے
 سے ہو کہ تاثیر جذبہ ایک دوسرے پر اثر کرے اگر ایسا نہ ہو
 تو وہ جو سارے کا سارا ایک کرے ہو جائیگا تو جو کرے کہ ہم اس پر
 ساکن ہیں پہلی سطح اوسکی مکہ معظمہ کی ہی جہاں مسجد
 حرام ہے۔ کہ اہل اسلام اوسکی طرف نماز اور اوسکا طواف کرتے
 ہیں۔ بعد مسجد حرام کے نیچے سے بڑھتی گئی جتنا کہ صانع
 تعالیٰ شانہ نے چاہا اور اوسکے مقابل میں ہائی چوس لیا گیا۔
 مکہ کے معنی لغت اور حدیثوں میں چومنے کے ہیں۔ - اور سب

کرو زمین جو سطح پہلی پیدا ہوئی ہوگی وہی جگہ مطاف و مسجد و خانکے باشندوں کی ہوگی۔ باوجودیکہ جب سے اس زمین نے صورت پکڑا کیا کیا تغیرات اوسمیں نہیں ہوئی اور نہیں ہوتی ہی۔ ہزاروں جزیرے نمود ہوئے اور جاتے رہے پھر بھی پانی کا انبوه تقریباً اوس کے مقابل میں ہی یعنی نیچے سے اوسکے پانی چوس لیا گیا۔ اور مکہ کو ام القرى بھی کہتے ہیں۔ یعنی سب کانو کی ما۔ اسواسطے کہ سب زمین اوسکے نیچے سے پھیلانی اور بڑھائی گئی یعنی اس کرۃ کی پہلی خشکی اور آبادی ہی۔ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ مسجد حرام محاذی بیت المعمور کے ہی۔ اور بیت المعمور مطاف و مسجد فرشتگان ہی چوتھے آسمان پر۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ چوتھے آسمان میں جس کرۃ پر وہ بیت المعمور ہی اوسکی حرکت وضعی کا قطب زیرین بیت المعمور میں ہوگا۔ اور حرکت ایذی اس کرۃ کی مانند حرکت وضعی اس زمین کے ہوگی یعنی تابع میں حرکت وضعی زمین کے۔ اور دوسری اور تیسری ایذی حرکت اوسکی تابع حرکت ایذی زمین کے تاکہ مسجد حرام کی محاذات بیت المعمور کے ساتھ برابر و دائم رہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر بیت المعمور سے کوئی چیز پھینکی جاوے وہ سید ہی مسجد حرام میں آریگی۔ پس ہملوگوں کا سرجب مطاف مسجد حرام میں ہونگے مقابل میں اون لوگوں کے سر کے ہوگا جو مطاف میں بیت المعمور کے ہونگے۔ چونکہ ہر کام میں خصوصاً عبادت میں کوئی سمت چاہئے تو اہل اسلام اس جہت سے اوسکی طرف مرنہ کرتے ہیں۔ اور جہان کہیں متعذر ہیں معذرت ہیں۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے وہ مسجد حرام سب انبیا کا مطاف ہی - اور چاہ زمزم وہ کونواں ہی جو حضرت اسمعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کے واسطے نمود ہوا - جسکا نام انکی ما حضرت ہاجر علیہا السلام نے بیدرالحنی الرائی رکھا - یعنی جیتہ اور دیکھنے والے خدا کا کونواں - اور برسویں دن ہزاروں حاج اوسکا پانی استعمال کرتے ہیں - اور اپنے وطن مین سوغات لیجاتے ہیں - اوسکا پانی چون کا تون رہتا ہی - دیکھو تورات و قرآن مسجد کو - تو اہل اسلام اوسکا طواف کرنے اور اوسکی طرف توجہ کرنے مین کسی طرح سے مشرک اور بت پرست نہیں ہیں - حدیثوں مین آیا ہی کہ سب ریخ یعنی چلنے والی ہوا مکہ معظمہ سے نکلتی ہی - مینہ چوتھی فصل کے آخر مین کہا ہئی کہ جو بالذات ساکن ہی گرمی پانے سے متحرک ہوگا اور گرمی آفتاب کی نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ آفتاب کی شعاعوںکا موئہ اس زمین کی طرف ہی - تو جو ہوا مجاور زمین ہی اور اوسکے شعاعوںکے سامنے - اوسے گرم کر کے زمین کے اندر گھسارےگا - البتہ نیچے کی گرمی پانے سے نیچے کی ہوا ہلکی ہوکے اوپر کو جائیگی - اور اوپر کی ہوا جو سرد ہی نیچے کو آویگی اور ہوا اس ہیر پھیر مین متحرک ہوگی بعینہ جیسے پانی کے ظرف کے نیچے آگ جلانے سے نیچے کا پانی گرم ہوکے اوپر جاتا ہی اور ٹھنڈھا پانی اوپر کا نیچے آتا ہی تو اسی طرح سے ہوا ہی - جتنا زور حرارت کا ہی اوسی موافق وہ ہوا اپنے واسطے عرصہ پیدا کریگی - ابخرے جو زمین اور پانی سے اٹھتے ہیں اوس سے یہی ہوا متحرک ہوتی ہی - اور جو پہاڑ چاروں طرف اس موقع سے بنائے گئے ہیں کہ مانند مکانوں کے

بان گیدرونکے ہین - وہ بھی مانند باد گیدرون کے اوپر کی ہوا کو نیچے
 کھینچنے لاتے ہین - اور مانند طوفان کے ہوا کو جذبش دیتے ہین - لیکن
 اصل طوفان وہ ہی کہ زمین کے اندر سے راستہ پانے سے گرم ہوا جو
 اوسمین محبوس ہی ٹکے - جس مقدار وہ ہوا نکلے گی اتنا ہی طوفان
 ہوگا - قوم عاد کی ہلاکت کے واسطے سوئی کے سوراخ کے برابر نکلی
 تھی - پڑھو قرآن مجید و حدیثوں کو - اور طوفان نوح علیہ السلام
 میں بھی وہ ہوا شاید کچھ زیادہ زمین کے نیچے سے نکلی ہوگی
 کہ دریائوں کے پانی کو بہت پھولایا اور زمین سے جو پانی اوسکے اندر
 چھپا ہی اوپر نکالا اور اوپر کے پانی نے بھی مدد کیا اوسکی کیفیت
 قرآن مجید و حدیثوں سے دریافت کرو - اوسکولغونہ سمجھو سنہ ۱۸۶۴ع
 کے پانچویں اکتوبر کو کلکتہ اور اوسکے نواح میں تخمیناً پچیس
 کوس تک ایسا طوفان ہوا متصل دریائی شور کے تخمیناً پینتیس
 فٹ پانی معمولی سطح آب سے اونچا ہوا اور خاص کلکتہ
 میں تخمیناً پچیس فٹ کے سطح آب سے اونچا تخمیناً پچاس
 ہزار آدمی اور اڑھائی تین لاکھ جانور اوس طوفان میں تلف
 ہوئے - اوسکے بعد مچھلی بندر وغیرہ میں طوفان ہوا پانی دریا
 کا بہت بلند ہوا اور بہت خرابی کیا - اور آسمان سے ایسا کچھ پانی
 نہیں برسا کہ دریا کا پانی بڑھتا - برسات میں کہ سارے ہند کا
 پانی اس کلکتہ کی ندی میں گرتا ہی اتنا نہیں بڑھتا - خصوصاً
 سمندر سواہی جزرو مد کی حالت میں نہیں گھٹا بڑھتا ہمیشہ
 ایک حالت پر رہتا ہی - اور ضرور ہی کہ یہ گرم ہوا زمین سے
 جہاں انبوه پانی ہی اودھری سے نکلے کہ پانی کی زمین نرم

و منفقہ دار ہوتی ہی - اور اسی کے اندر سے پانی کا بخار دوسری طرف جاتا ہی - چونکہ مکہ کے مقابل میں انبوہ پانی ہی اور مکہ کے مقابل سے پانی چوسا گیا تو گویا سب ریح وہیں سے نکلتی ہی *

آٹھویں فصل

قرآن مجید کے سترہویں جزہ پہلے رکوع سورۃ انبیا میں ہی [نہین گردا ہمتے اونکو ایسا جسد کہ نکہارین طعام کو فقط] جسد جسم انسان و جن و ملائکہ ہی - اور در حقیقت مرادف جسم ہی - اور طعام جو چیز کھائی جاتی - بخار الانوار کی دوسری جلد کے صفحہ ۷۷۰ میں فتح بن یزید جرجانی روایت کرتا ہی ہمارے آٹھویں امام سے حدیث طویل میں کہ فرمایا [یا فتح ہر جسم غذا دیا گیا ہی ساتھ ایک غذا کے فقط] اور پہلے حصہ تیسری جلد بخار الانوار باب ارزاق و اسعار میں شروع صفحہ ۱۶۸ سے بھی ایسی حدیثیں ہیں - اور غذا جس سے نما و قوام جسم ہی - اور قوت کے معنی جو چیز کہ بدن کو پکڑے رکھے غذا و شراب سے - جانا چاہئے کہ غذا دو قسم کی ہوتی ہی ایک بطور استحالہ کے جیسا کہ نطفہ کو متعدد حالتیں ہوتیں ہیں - اور وہی استحالہ گویا دفاع و فضلہ بھی ہی - دوسری غذا کہ خارج سے اُسے اور داخل بدن ہو اور فضلہ اُسکا داخل سے خارج ہو - در واقع یہہ بھی استحالہ ہی اور ثابت ہوچکا کہ سوائے صانع تعالیٰ شانہ کے سبب جسم ہی اور اس صانع نے ہر جسم کے واسطے اُسکے

موانق جدی جدی غذائیں مقرر فرمائیں - ملائکہ و ارواح وغیرہ
 سب مغتذی ہوتے ہیں اپنی غذای مخصوص سے - حدیثونمیں
 ہی کہ ملائکہ کی غذا باری تعالیٰ شانہ کی تسبیح ہی - جو چیز
 کہ پہلے صورت پکرتی ہی اور چھوٹی ہی غذا اوسکی اوس کے
 فضلہ سے زیادہ ہوتی ہی جب تک وقوف کو پہنچے - بعد اتمام
 حد وقوف کے غذا کم ہوگی از دافع زیادہ پہنچے کہ تمام ہو جای
 یعنی مرجای - تو جتنے عرصہ میں اوسکو نمود ہو اوسکی تین
 برابر مدت میں تمام ہو جائیگی - اگر خارج سے کوئی حادثہ نہ ہو -
 اسی کا نام موت طبعی ہی - جانا چاہئے کہ جتنے آسمان و زمین
 ہیں انکے قوت یعنی غذا صانع تعالیٰ شانہ نے انکے واسطے موانق
 انکے معین و مقرر فرمایا ہی - اگر انکو انکا قوت برابر پہنچتا جائے
 اور فضلہ انکا کسی طرح سے دفع نہہرے تو برابر بڑھتے جائینگے
 پہنچے کہ سب اجسام متمائزہ ایک ہو جائینگے اور ان میں درمی
 باقی نہ رہے گی - اور یہہ بڑھنا اندر سے شروع ہوتا ہی اور بڑھنا ہی -
 اور گھٹنا باہر اور اطراف سے شروع ہوتا ہی - قرآن مجید کے تیرھویں
 جزء بارھویں رکوع سورہ رعد اور ستورھویں جزء چوتھے رکوع سورہ انبیاء
 میں ہی [بالتحقیق ہم آتے ہیں ہم زمین کو ناقص کرتے ہیں ہم
 اوسکو اطراف سے فقط] صاف دلالت کرتا ہی جیسے زمین اندر سے
 بڑھتی ہی اطراف سے استحکام ہو کے کھٹتی ہی اور یہاں
 یہی زمین سے مراد سب زمین ہی یعنی ساتوں زمین اور آسمان
 اور آدمی کی طاقت سے باہر ہی کہ جائے کہ جتنی زمینیں ہیں
 کسمقدار بڑھتی اور کھٹتی ہیں آیا بڑھنا انکا زیادہ ہی انکے گھٹنے

سے یا برعکس ہی - حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آخری زمانہ
 ہی اس صورت میں گھٹنا اونکا زیادہ ہی اونکے بڑھنے سے - حکماء فرنگ
 نے حساب سے دریافت فرمایا ہے کہ آدمی کے بدنکے اجزا
 جو کسی وقت میں ہو وہی بعینہ دس برس قبل نکلے - ہر
 ساعت و ہر روز جتنے اجزا حسب مقدار غذا کے نئے ہوتے ہیں اسی
 اندازہ سے کم و بیش پسینے و فیروزہ سے دفع ہوتے ہیں - قریب قریب
 اسکے احوال درختوں کا ہی - چودھویں جلد بحار الانوار صفحہ ۲۹۳
 حدیث طویل میں جواب میں ایک ہزار و چار سو و چار مسئلوں کے
 جو عبد اللہ بن سلام خبر نے حضرت خاتم الانبیا سے پوچھا
 انحضرت نے فرمایا [ساتواں آسمان جو کہ متصل ہی عرش کے
 و اس فرمایا اللہ نے اسکو یہہ کہ بلند ہووے اپنے مکانکی طرف
 پس بلند ہوا - تس پیچھے چہ آسمان باقی کو خلق فرمایا و
 امر کیا ہر آسمان کو کہ قرار پکڑے اپنے مکنا میں پس قرار پکڑا -
 اور آسمانکو سما کہا واسطے اوسکی بلندی کے فقط] اسی کتاب کے
 صفحہ ۲۱ میں عبید بن زرارہ روایت کرتا ہے ہمارے چہٹھے امام
 سے کہ فرمایا [جب مارے گا اللہ اہل زمین کو مثل اوس چیز کے
 تھا خلق و مثل اوس چیز کے کہ مارے گا اونکی تئیں اور اضعاف اسکا
 تس پیچھے مارے گا اہل سماء دنیا کو تس پیچھے درنگ کرے گا
 مثل اوس چیز کے کہ خلق کیا خلق کو اور مثل اوس چیز کے
 کہ مارا اہل زمین و آسمان دنیا کو اور اضعاف اوسکے تس پیچھے
 مارے گا اہل سماء ثانی کو تس پیچھے درنگ کریگا مثل اوس
 چیز کے کہ خلق کیا خلق کو اور مثل اوس چیز کے کہ مارا اہل

زمین و سماء دنیا و سماء ثانی کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل سماء سیوم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ خلق کیا زمین کو اور مثل اوس چیز کے کہ خلق کیا اہل زمین کو اور مثل اوس چیز کے کہ مارا اہل زمین و سماء دنیا و سماء دوم و سماء سیوم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل سماء چہارم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ خلق کیا اہل زمین و سماء دوم و سماء سیوم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل سماء پنجم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ پیدا کیا زمین کو اور مثل اوس چیز کے کہ مارا اہل زمین و اہل سماء دنیا اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے اور پانچویں کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل آسمان ششم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ پیدا کیا اہل زمین و اہل سماء دنیا و دوم و سیوم و چہارم و پنجم و ششم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل آسمان ہفتم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ پیدا کیا اہل زمین و اہل سماء دنیا و دوم و سیوم و چہارم و پنجم و ششم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل آسمان ہشتم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ پیدا کیا اہل زمین و اہل سماء دنیا و دوم و سیوم و چہارم و پنجم و ششم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل آسمان نواہم کو تس پینچھ درنگ کریگا مثل اوس چیز کے کہ پیدا کیا اہل زمین و اہل سماء دنیا و دوم و سیوم و چہارم و پنجم و ششم کو اور اضعاف اسکے تس پینچھ مارگا اہل آسمان

بحار الانوار میں صفحہ ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۹ اور چودھویں جلد بحار الانوار صفحہ ۳۱۳ میں ہی کہ ایک شخص کے در لڑکے

پیدا ہوئے توام پس مبارکبادی دی اوسکو ہمارے چہتھے امام نے تس پلچھے فرمایا اون دونوںمیں کون بڑا ہی پس کہا اوسنے جو لڑکا پہلے نکلا پس فرمایا اس امام ہمام نے جو [کہ آخر میں نکلا وہ بڑا ہی آیا نہیں جانتا تو کہ اوسکی ما آبستن ہوئی پہلے اس سے - وبالتحقیق کہ یہہ داخل ہوا اوسکے اوپر پس ممکن نہا اوسکو کہ نکلے جب تک یہہ نہ نکلے - جو کہ نکلتا ہی آخر میں وہ بڑا ہی فقط] ان تینوں حدیثوںسے یہہ نتیجہ نکلا کہ جو چیزیں خلقت میں بہم پیوستہ ہیں تو جو چیز کہ پہلے پیدا ہوئی سبکے آخر میں فنا ہوگی - اور دوسری حدیث سے یہہ معلوم ہوا کہ ان فرشتوںکی خلقت قبل زمین اور آسمانوں کے ہی - اور بھی بہت حدیثوںسے معلوم ہوا کہ فرشتوںکی خلقت قبل آسمانوںکے ہی - مگر ایسے فرشتے بھی ہیں کہ ہر دم پیدا ہو جاتے ہیں اور انبیا و ائیمہ علیہم السلام کی خلقت قبل سب مخلوقوںکے ہی - اور حدیث میں موت سے مراد فنا ہی اور اہل زمین و آسمان سے مراد خود وہ اور اسمیں جتنی چیزیں ہیں ہی *

نویں فصل

چونہوین جلد بحار الانوار صفحہ ۶۸ میں عبد الرحیم بن کثیر روایت کرتا ہی ہمارے چہتھے امام سے کہ فرمایا [بالتحقیق وراء تمہارے اس آفتاب کے چالیس آفتاب ہی اسمیں بہت خلق ہی - و بالتحقیق وراء تمہاری قمر کے چالیس قمر ہی اسمیں بہت خلق ہی نہیں جانتے کہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو یا ہرگز نہیں

پیدا کیا الہام کئے گئے ہیں فلان و فلان کی لعنت کو فقط [اس سے معلوم ہوا کہ چاند و سورج پر لوگ بستے ہیں - حکماء فرنگ نے دور بین سے دریافت کیا ہے کہ بعض ثوابت بھی فی الجملہ حرکت خاصہ رکھتے ہیں - تو میرا گمان یہ ہے کہ جس ثابتہ کو متحرک بحرکت خاصہ پایا ہے وہ اپنے آفتاب کا سیارہ ہوگا نہ ثابتہ۔ اور چالیس ثابتہ ہونگے کہ ان کی روشنی ذاتی ہوگی - اور ان کی روشنی مکتسب مآخذ ہمارے آفتاب کے سیاروں کے - اور حکماء فرنگ نے سوای اس چاند کے سترہ چاند اور دیکھے ہیں - تو مطابق اس حدیث کے تئیس چاند اب تک دیکھے نہیں گئے ہیں دور نہیں جیسے جیسے دور بین اچھی سی اچھی بنیں گی باقی بھی دیکھے جائیں گے - اور حکماء فرنگ نے ہمارے آفتاب کے اوپر کہیں کہیں داغ سیاہ چھٹائی اور بڑائی میں مختلف دیکھیں ہیں - بعضے ان داغوں میں سے اس زمین سے بھی بڑے ہیں - وہ سب داغ میری دانست میں صانع تعالیٰ شائہ فیہ مآخذ اور کرونگے کہ ان کی سطح خشک ہوتی ہی جیسے خاکستر آگ پر واسطے بود و باش کے اس کی سطح بھی جہاں داغ کے طور نظر آتا ہے بود و باش کے واسطے ہی - سب کرے کے اندر آگ بہری ہوئی ہے - اور اوپر کی سطح سخت واسطے اس قسم کی مخلوقات کے رہنے کے واسطے اس لئے کہ کوئی مخلوق پانی میں کوئی آگ میں کوئی ہوا میں کوئی راکھ پر یعنی مٹی پر رہتی ہے - اگر سیاروں کی سطح بھی کھلی رہتی اور جو آگ اس کے اندر ہے چھپی نہ ہوتی تو ان سیاروں کی روشنی بھی ذاتی ہوتی جیسے

آفتاب کی ہی - اور آفتاب کا حجم زمین کے حجم سے تیرہ لاکھ و ستھتر ہزار و چھ سی و دس برابر اور کچھ برابر زمین کے ہی رقم اوسکی یہہ ہی ۱۰ ۷۷۶ ۱۳ - کمیت مادہ اوسکی بہ نسبت کمیت مادہ زمین کے تین لاکھ تینتیس ہزار ونوسی اٹھائیس برابر ہی رقم اوسکی یہہ ہی ۲۸ ۹ ۳۳ ۳ - حکماء فرنگ نے معلوم کیا ہی کہ توپ کا گولہ کہ ہر ایک ساعت میں چارسی سی میل انگریزی جاتا ہی اگر آفتاب سے پھینکا جایی تو عطارد کے مدار تک آٹھ برس اور دوسری چھتر دن میں اور زہرہ کے مدار تک سولہ برس ایک سی چھتیس دن میں اور ہماری زمین کے مدار تک بائیس برس دوسری چھبیس دن میں اور مریخ کے مدار تک چونتیس برس ایک سی پینستھ دن میں اور میرس کے مدار تک باستھ برس تین سی سینتیس دن میں اور مشتری کے مدار تک ایک سی ستتر برس دوسری سینتیس دن میں اور زحل کے مدار تک دوسری پندرہ برس دوسری ستاسی دن میں اور جارجیم سیدروس کے مدار تک چارسی ایکتیس برس دوسری نو دن میں پھنچیکا - لیکن بعضے دُبالہ دار ستارے بہ نسبت دوری جار جیم سیدروس کے قریب سات چنڈ کے آفتاب سے دور جاتے ہیں اور باوجود اس غایت دوری کے دے بہ نسبت ثوابت کے آفتاب کی طرف نزدیک تر ہیں - اور ثوابت سے بہت دور - ہملوگونکو پند لیتا چاہئے کہ حکماء فرنگ نے کس کس طرح سے حساب کئے ہیں بھلا ہملوگون نے کب امتحان کیا کہ توپ کا گولہ ایک ساعت یا ایک دقیقہ میں - کتنا جاتا ہی تا چہ رمد کہ کواکب کی

سیر کو سمجھیں - بارجو دیکھ قرآن مجید و حدیثوں میں بہت حثّ و ترغیب ہی - چنانچہ قرآن مجید کے گیارہویں جزء چھٹے رکوع سورہ یونس میں اور پندرہویں جزء دوسرے رکوع سورہ بنی اسرائیل میں ہی [تا جانو تم برسوں کی عدد اور حساب کو فقط] جب کہ لوگ سوائے اس چاند کے کہ ہماری زمین کے آس پاس گھومتا ہی دوسرا کوئی چاند نہیں جانتے تھے ہمارے اماموں نے ان سبکی خبر دی ہی - اس سے زیادہ علم کیسے ہوتا ہی اور چھپی بات سے خبر دینا اسی کو خبر غیب کہتے ہیں - سر پینے کی جگہ ہی کہ لوگوں نے ظالم پادشاہوں کی پیروی کے سبب اس علم الہی کی طرف کوئی متوجہ نہوے اور جتنا حاصل کیا فلسفہ باطل کو حاصل کیا - میں نے مابعد علوم میں دنبالہ دار ستاروں کو قرآن مجید سے بتلایا ہی - یہاں ایک بڑی حدیث سے کہ خاتم الانبیا علیہم السلام نے علامت قیامت میں فرمایا بتلاتا ہوں دوسرا حصہ تیسری جلد بحار الانوار کا صفحہ ۷۴۳ [وطلوع کرینگے بہت ستارے دنبالہ دار فقط] اور اسی کتاب کی چودھویں جلد صفحہ ۱۳۸ میں ہمارے عالم شیخ مفید نے لکھا ہی [جان بالتحقیق کہ ساتھ آفتاب کے ستارے ہیں واسطے اونکے دُمین ہیں بعض فوق بعض کے فقط] برابر لوگ یہی جانتے تھے کہ یہ سب ستارے نہیں ہیں کیسا قرآن مجید اور حدیثوں میں فرمایا کہ یہ سب ستارے ہیں تو اسکو اگر خبر غیب نہ کہیں تو کیا کہیں - اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہی کہ وہ دنبالہ دار ستارے جو قیامت کے قریب طلوع کرینگے ابھی پیدا نہیں ہوئے

ہیں - یہہ جو ایسا ہی کہ بہت ستارے کچھہ وجود پکڑتے ہی بہت کے بچھہ جاتے ہیں - اور بہت ستارے ہیں کہ پایدار ہیں بہت نو پیدا ہیں - اور ایسے بھی ہیں کہ ایک کرہ پھٹکے دو یا زیادہ ہو گیا ہی - چنانچہ جو ستارے کہ نو پیدا ہیں اور انکے چاند دکھلائی ندائے ہیں انکے باب میں یہی گمان ہی - اور جدیدوں میں زحل کو نجم ثاقب فرمایا کہ وہ اپنے فلک کو سوراخ کر کے روشنی پہونچاتا ہی گویا اسکے فلک سے مراد اسکے حلقے ہیں کہ روشنی اسکی حلقوں سے نفوذ کر کے سب جگہہ پہونچتی ہی - افتاب کے داغ بے درہین کے نظر نہیں آتے اسواسطے میںے چھوڑ دیا - ہماری زمین کے چاند میں جو داغ ہیں بے درہین کے بھی نظر آتے ہیں - اسکو عربی میں محو کہتے ہیں محو کے معنے مٹا دینے کے ہیں کہ کچھہ اثر باقی نہرے - اسکو کلف بھی کہتے ہیں اور کلف رنگ ہی مابین سیاہی و زرہی کے - اور مابین سیاہ و سرخ کے بعضوں نے کہا ہی وہ خیال ہی بلا حقیقت - بعضوں نے کہا ہی کہ ہماری زمین کے پہاڑ و دریا و غیرہ کا عکس ہی - بعضوں نے کہا ہی کہ دوسری طرف میں چاند کے وہ سیاہی ہی - بعضوں نے کہا ہی بسبب گھسنے آگ کے چاند سے ایسا معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ کرہ ناز کو مجاور سطحِ مقعر فلکِ قمر کے جانتے ہیں - بعضوں نے کہا ہی کہ ایک جزء چاند کا قابل نور نہیں ہی - بعضوں نے کہا چاند کا مونہہ مانند آدمی کے دو آنکھہ دو ابرو و ناک رکھتا ہی - ہند کے عوام کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا بیٹھی چرخا کاتتی ہی - بعضوں کی رای ہی کہ کچھہ جرم ہیں بصورت کرات مختلف الحجم چھپتے ہوئے

چاند سے اسکے سبب روشنی برابر نہیں پہنچتی - بعضوں نے کہا ہے کہ کچھ جرم ہیں مختلف الصورت چاند کے فلک تدویر میں کہ اوسکی روشنی پہنچنے نہیں دیتے - یہہ اقوال قدما حکما کا ہی رجما بالغیب کچھ دلیل اوسپر نہیں بعینہ مانند قول عوام ہند ہی - اقوال حکماء متاخرین فرنگ کا ہی ایک قول کہ داغ سیاہ چاند کی اراضی مکشوفہ ہی - اور داغ سفید اوسکے دریاؤں ہیں - اس لئے کہ آفتاب کی روشنی زمین میں تیرہ اور پانی میں صاف معلوم ہوتی ہی - بعضوں کے نزدیک داغ سیاہ غار پر آب یا بے آب ہیں اور پہاڑوں کا سایہ ہی کہ ظلمت ظل کی اوسکے دوسرے جانب رہتی ہی - ایک حکیم نے ان داغوں کا نام شہروں اور دریاؤں پر رکھا تھا - لیکن بعد اوسکے حکیموں کے نام پر مشہور ہوئے - ان داغوں کو چار صنف کیا ہی بعض پہاڑ اور ٹیلوں کا سایہ بعض دیوار کا سایہ بعض بڑے بڑے پہاڑ کا سایہ - ان داغوں کو چالیس حکیموں کے نام پر چالیس نام رکھے ہیں باعتبار بعض اختلافات کے کہ ان داغوں میں محسوس ہوتا ہی - اور آٹھ داغ طویل ہیں انکو دریا جانتے تھے لیکن وہ صحرا و میدان ہی - اور دریا بھی ہو اور آگ کے پہاڑ بھی چاند میں ہیں جیسے ہماری زمین میں ہیں - میں کہتا ہوں اگر سب سیارے اور اقمار ہم سے ایسے نزدیک ہوتے کہ اس چاند کی سطح کے مانند دکھائی دیتے تو اونمیں بھی مانند اس چاند کے مگو یعنی داغ دکھائی دیتے اگر ہم چاند پر ہوتے تو اپنی زمین میں بھی اسی طرح سے مگو یعنی داغ دیکھتے

صحرا میں تالابوں اور سراب کے دیکھنے سے کچھ دریافت ہو سکتا
 ہی آئیڈنوں کو روشنی میں دور سے دیکھنے سے بھی کچھ دریافت
 ہو سکتا۔ جانا چاہئے کہ عربی میں شبانہ روز کو یوم کہتے ہیں
 اور مقابل میں رات کے جوہی اسے عربی میں نہار کہتے ہیں -
 اور فارسی میں روز اور ہندی میں دن - یوم و نہار دونوں کو کہتے
 ہیں اور یوم و نہار کا بیان بعد اس فصل کے آویگا۔ یہاں اتنا جانا
 چاہئے کہ آنکھ کے سبب روشنی و تاریکی میں امتیاز ہوئی اگر آنکھ
 نہ ہوتی تو امتیاز نہ ہوتی - اور آنکھ اور روشنی جو سے پیدا ہوئی -
 اور اس جو کو دیکھنے کے سبب ظلمات فرمایا - اور روشنی
 آگ سے ہی بالبداهۃ - صانع تعالیٰ شائے نے اس جو میں حرارت
 پیدا کی - اور حرارت کی کثرت سے آگ مشتعل ہوئی اور سیارے
 اور اقمار میں آگ کو پانی اور خاک کے نیچے چھپایا تاکہ ہر قسم
 کے جانور اوسمیں بود و باش کریں - اسی طرح سے سب جسموں میں
 آگ کو چھپایا کہ آدمی بوقت حاجت آگ کو تدبیر سے نکال
 لے - اوساطے کہ سوائی آدمی اور کوئی جانور آگ کا محتاج نہیں -
 اور آفتاب کی اکثر سطح کو کھلی رکھا کہ سب کو روشنی پہنچا دے
 اور ہمارے سیارے اور اقمار آفتاب سے بہت چھوٹے ہیں تو آفتاب
 میں سب سے زیادہ آگ ہے - اور یہی آفتاب علامت و سلطان
 نہار ہے - اور سیارے اور اقمار علامت و سلطان شب ہیں - اگر سیارے
 اور اقمار کی آگ کھلی رہتی تو شب کا وجود نہ ہوتا - اور ہم جانوروں
 کے واسطے جو خشکی میں زندگانی کرتے ہیں وجود نہ ہوتا - سب آتشی
 جانور ہوتے - قرآن مجید کے پندرہویں جزء دوسرے رکوع سورۃ

بنی اسرائیل میں ہی [اور گردانا ہمہ رات و دن کو دو نشانی پہن
 محو کیا ہمہ رات کی نشانی کو اور گردانا ہمہ دن کی نشانی
 کو روشن فقط] یعنی رات کی نشانی اوسکی روشنی کا چھپانا ہی -
 اور چودھویں جلد بحار الانوار کے صفحہ ۱۰۸ میں بڑی حدیث
 میں ہی کہ خاتم الانبیاء علیہم السلام نے فرمایا [کہ اگر بالتحقیق
 چاند چھوڑ دیا جاتا اپنے حال پر مانند آفتاب کے اور محو نہ کیا جاتا
 ہر آئینہ پہچانی نہ جانی رات دن سے اور نہ دن رات سے - اور نجاننا
 روزہ دار کہ کتنے روزے رکھے اور نجاننا لوگ برسوں کی عدد کو فقط] اور
 ضرور ہی کہ جو کرے بڑا ہوگا چھوٹے کرے کو جذب کریگا - اوسی چھوٹے
 کرے کا نام چاند اور دوسرا سیارہ ہی یعنی سیارۃ سیارہ - اور ہر سیارے
 چاند ہونگے - کسیکے ایک کسیکے زائد - لیکن بعض سیاروں کے چاند
 بسبب صغر کے یا اور عیبوں سے اب تک دیکھے نہیں گئے - اور ایک فائدہ
 چاندوں کا یہہ ہی کہ اپنے سیاروں کو روشنی پہنچاویں - یعنی جس
 وقت کہ ایک جانب سیارہ کا آفتاب کے دوسرے جانب ہوتا ہی
 اور جو سیارے کہ آفتاب سے دور تر ہونگے اونکے چاند بھی زیادہ
 ہونگے - اسواسطے کہ جتنا آفتاب سے دور ہونگے حرکت و سعی و اینی
 اونکی درئون بڑی ہوگی - اور محتاج ہونگے روشنی کے - اور کے چاند
 روشنی کی تلافی کریں گے *

دسویں فصل

قرآن مجید کے پچیسویں جز دوسرے رکوع سورۃ شورا میں ہی
 [اللہ ایسا اللہ کہ نازل کیا کتاب کو بحق و میزان کو فقط] اور مائیسویں

جزء دعوین رکوع سورۃ رحمن میں ہی [اور آسمان کو بلند کیا اوسکو اور رضع کیا میزان کو یہہ کہ تجاوز نہ کرو میزان میں فقط] اور چودھویں جلد بحار الانوار کے صفحہ ۹۴ میں ہی کہ فرمایا ہمارے چہتھے امام نے کہ فرمایا ہمارے پہلے امام نے [یہہ سڈارے ایسے کہ آسمان میں ہیں مدینے ہیں مثل مدینوںکے جو زمین میں ہیں - ہر مدینے مربوط و بندھے ہوئے ہیں طرف ایک عمود کے نور سے طول اوس عمود کا آسمان میں مسدیر آڑھائی - و برسکا ہی فقط] اور اسی رسالے کی چہتھی فصل میں ہمارے آٹھویں امام سے کچھ ستونوںکا احوال مذکور ہو چکا ہی - اور میزان مقیاس ہی کہ اوس سے چیزیں اندازہ کی جاتیں ہیں اور میزان کے اقسام ہیں - ایک اونمیں سے قدان ہی ہڈک میں جولاہی بغلی قدان ساتھ رکھا کرتے ہیں سوٹھ تولنے کے واسطے - اہل فرنگ اس قدان کو بہت طرح سے بنایا ہی کہ وہ صنعت دیکھ کے حیرانی ہوتی ہی - میزان کے قیاس پر ہر چیز میں ایک مرکز ثقل ہوتا ہی - کہ اوس مرکز ثقل پر سب ثقل اوس چیزکا ہوتا ہی - تو سب کا مرکز ثقل ہمارے آفتاب کے اندر اوسکے کسی نقطہ پر ہی - سواي آفتاب کے مرکز کے اور سب سیارے اپنے بیضی مدار پر اپنے چاندروں کو ساتھ لئے ہوئے موافق قواي جاذبہ اور آفتاب سے قرب و بعد کے آفتاب کے گرد گھومتے ہیں - اور آفتاب بھی سبکو لئے ہوئے اوس مرکز ثقل پر گھومنا ہی - اوسوقت آفتاب کا مدار آتفا ہوتا ہی جتنا اوسکی کمیت کا مادہ زمین کی کمیت مادہ سے ہوتا ہی - اور وہ دائرہ بھی حقیقی نہیں ہی - اور یہہ حرکت بہت ہی بڑی ہی - اسی حرکت

کو اگلے زمانہ مدین ثوابت کے آسمان کے طرف نسبت دیتے تھے یعنی آٹھویں فلک کی طرف - اور آفتاب کی حرکت اپنی کا مدار سب ہیاروں کے مدار اپنی سے چھوٹا ہی - مثلاً یہہ زمین چھپر ہم ساکن ہیں شبانہ روز میں ایک حرکت وضعی کرتی ہی کہ اوس سے طلوع و غروب ستاروں کا اور روز و شب معلوم ہوتا ہی - اس حرکت کو پرانی ہیئت والے فلک الافلاک یعنی نویں آسمان کی طرف نسبت دیتے ہیں - اور اس زمین کی دوسری حرکت سالیانہ کو کہ بیضی مدار پر تقریباً برس دن میں آفتاب کے گرد گھومتی ہی اور اسی سے فصلیں معلوم ہوتی ہیں آفتاب کے آسمان کی طرف - یعنی فلک چہارم کی طرف نسبت دیتے ہیں - اور تیسری حرکت اپنی اس زمین کی کہ آفتاب کی حرکت اپنی کے ساتھ مربوط و بندھی ہوئی ہی اور اوس سے انتقال ثوابت کا ایک برج و درجہ سے دوسرے برج و درجہ میں معلوم ہوتا ہی اوسکو فلک ہشتم کی طرف نسبت دیا ہی - اس حدیث میں ان ستاروں کو مدینہ فرمایا یعنی محل آبادانی کہ اوس میں ہر قسم کی مخلوقات بستی اور رہتی ہی - مثلاً یہی زمین ہمارے مدینہ ہی کہ اوسکی تری اور خشکی میں ہر قسم کے مخلوق بود و باش کرتے ہیں - اسی طرح سے سب تارے ہیں اور نور کے عمود سے مراد آفتاب کی شعاعیں یا اونکے ابعاد مدینہ ہیں - اور یہہ جو فرمایا کہ طول ہر عمود کا ازہائی می ہر کا راستہ ہی پس جانا چاہئے کہ بطرحہ دایرہ کو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا تین ہی ساتھ ہر قسم کرتے ہیں

اور اوسکے قطر کو ایک سی بیس، پر بنابر اور اسباب کے کہ
 ماخذ علوم میں بیان ہوا۔ اور بنابر فرمانے جذاب خاتم الانبیا
 علیہم السلام کے جواب میں عبد اللہ بن سلام کے جو بحار الانوار
 کی چودھویں جلد کے صفحہ ۲۹۳ میں ہی [کہ واسطۃ اللہ عزوجل
 کے ہر شبانہ روز میں تین سی ساٹھ لحظہ ہیں فقط] اسی
 طرح سے دائرہ کو پذیرہ پر اور اوسکے قطر کو پانچ پر قسمت کرتے
 ہیں۔ اس لئے کہ جس طرح سے اعداد اعشاری کا حساب آسان
 ہی اسی طرح سے پانچ بھی ہی کہ نصف ہی دس کا اور
 جب کسی دائرہ کے قطر کو پانچ فرض کریں تو نصف قطر اڑھائی
 ہوگا۔ اوپر گذرا ہی کہ بلند حقیقی محیط ہی۔ اور پست حقیقی
 مرکز۔ تو یہ فرمانا کہ آسمان سے آسمان تک اتنا فاصلہ ہی مراد
 یہ ہی کہ محیط سے محیط تک بمرور مرکز اتنا فاصلہ ہی یعنی
 قطر اوسکا اتنا بڑا ہی۔ اور حدیثوں میں آیا ہی [آسمان و
 زمین کے پان سی برس کا راستہ ہی اور ہر آسمان سے آسمان تک
 پانسی برس کا راستہ ہی اور مائٹی ہر آسمان کی پانسی برس کا
 راستہ ہی الخ] چونکہ معلوم ہو چکا ہی کہ آسمان نہیں ہی
 مگر حد زمین کی تو صاف معلوم ہوا کہ مراد قطر ہی اور
 پانچ فرما کے پانسی برس کا راستہ فرمایا تا معلوم ہو کہ وسعت
 بہت بڑی ہی پس نصف قطر اڑھائی سی برس کا ہو گا اور
 پان سو اور اڑھائی سو اعداد اعشاری میں سے بھی ہی۔ کس خوبی
 سے اعداد اعشاری کو بیان فرمایا اور درجی ہزاری زمین کی
 ہمارے آفتاب سے نو کروڑ اکڑ لاکھ تہتر ہزار و ایک سی

سٹائٹس میل انگریزی ہی وہ نصف قطر ہی اوسکے مدار کا - تو گویا آڑھائی سی برسکا راستہ ہی - اور ثقل یا وزن اوسے قوت جاذبہ کا نام ہی اور جس چیز میں اجزاء مادی زیادہ ہیں یا خوب مطہر ہیں وزن بھی زیادہ ہوتا ہی - اور وہی چیز جو سطح زمین پر ہی چون چون ادھر جائیگی وزن اوسکا کم ہوتا جائیگا مثلاً ایک پتھر سطح زمین پر پانچ من کا ہی اگر ممکن ہو کہ اوسکو چاند پر لے جا دیں وہاں پانچ چھٹانک کا وزن ہوگا اور حجم بدستور رہے گا - اور ہوا کا بوجھ ایک فٹ کی سطح پر سولہ سیر کا ہوگا - چونکہ ہم ہوا کے اندر باہر سے محاط ہیں معلوم نہیں جیسے پانی میں غوطہ مارنے سے پانی کا بوجھ معلوم نہیں ہوتا اور جتنی چیزیں ہیں سب متحرک ہیں خواہ حرکت ارادی ہو خواہ طبیعی خواہ حرکت قسری - اور ان کرات کی حرکت سب ارادی ہی - جیسا کہ قرآن مجید میں ہی [کہ کہا زمین و آسمان نے کہ آئے ہم اطاعت کرنے والے اور سب اپنے ملک میں تیرتے ہیں] اور مانند اسکے آگے کے حکما بھی آسمانوں کی حرکت کو ارادی جانتے تھے - چودھویں جلد بحار الانوار کے صفحہ ۱۶ میں هشام بن الحکم حدیث طویل میں روایت کرتا ہی ہمارے چہتہ امام سے کہ فرمایا [بالتحقیق سب چیزیں دلالت کرتیں ہیں اپنے حادث ہونے پر دوران فلک سے اور جو چیز اوسمیں ہی - اور وہ سات آسمان ہی - اور حرکت زمین سے اور جو اسی پر ہی اور زمانوں کے انقلاب و اختلاف وقت سے اور حوادث سے کہ حادث ہوتے ہیں عالم میں بزیادتی و نقصان و موت و بلا سے الخ] تو سب جسم متحرک

رہینگی جب تک کوئی اونکی حرکت کا مانع و مزاحم نہ ہو۔ تو جو چیز زمین سے اوپر پھینکی جاتی وہ زمین ہی کے ساتھ حرکت کریگی۔ اسی سبب سے جہاں سے پھینکی گئی ہے وہیں گرتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اگر کوئی چلتی کشتی پر بیٹھا یا کھڑا ہوا ہو اور کشتی چلتے چلتے یکا یک رک جاتی تو وہ شخص کشتی کے موڑ کے جانب گریگا۔ اور ساکن کشتی یکا یک حرکت میں آئے تو وہ شخص کشتی کے پتوار کے جانب گریگا۔ اور یہی احوال ہے گھوڑے وغیرہ کی سواری کا۔ اور اگر دو شخص ایک چلتی ہوئی بڑی کشتی پر مقابلہ میں بیٹھ کر گیند کھیلیں تو انکو گیند کا آنا جانا خط مستقیم پر معلوم ہوگا۔ لیکن جو شخص کشتی کے باہر ہے اسکو اس گیند کا آنا جانا خط منحنی پر معلوم ہوگا اس واسطے کہ اس گیند میں دو حرکتیں ہیں ایک کشتی کی اور ایک اپنے پھینکنے والی کی۔ تو عالم میں حرکت بخط مستقیم کا وجود نہیں۔ اور یہ کہ روشنی کو بغیر میدہ نل کے تیرھے نل سے ندیکہ سکینگی سبب اسکا یہ کہ ہماری آنکھ بہت جلد سیر کرتی ہے اس سرعت کے قریب قریب خط مستقیم کے چاھئے اور ترجہ ندیکہ سکینگی اور جو جسم دائرہ پر گھومتا ہے وہ ہمیشہ دائرہ سے باہر نکل جانے کا میلان رکھتا ہے اور اس طرح کے میلان کو قوت تارک المرکز کہتے ہیں جیسے فلاخن کا پتھر زور کرتا ہے کہ دائرہ سے باہر نکل بھاگے اور تا جسم اپنے مدار سے باہر نہ نکل بھاگے ایک قوت جاذبہ اس دائرہ کے مرکز میں ہوتی ہے جس سے جسم دائرہ میں وہ قوت پیدا ہوتی ہے جسکو قوت طالب المرکز کہتے ہیں اور یہ

دونوں قوتیں متضاد ہوتی ہیں - پس اس دونوں کی قوت نازلہ مرکز
 انکی قوت جائزہ سے معادلت رکھتی ہی اسی سبب سے نہ اپنے
 مدار سے نکلتے ہیں نہ ایک دوسرے پر گرتے ہیں - اور جتنے کرات ہیں
 خواہ حرکت وضعی انکی خواہ حرکت ایذی انکی سبب پیچہم سے
 پورب کی طرف ہی - یعنی پیچہم پورب انکی حرکت سے پیدا ہوا
 جیسا میدانے پیچہم پورب کے معنی میں بیان کیا ہی - اس سے صاف
 معلوم ہوا کہ اس جو میں خالق تعالیٰ شانہ نے جو حرارت
 پیدا کیا اسنے ایک طرف سے سب کو گھمایا تو اس سبب سے
 سب کرون میں پیچہم پورب حقیقی پیدا ہوا - ممکن نہیں کہ
 ایک کرہ پیچہم سے پورب کو گھومے اور دوسرا اسکے برعکس - اس
 واسطے کہ محرت ایک ہی ہی - میں تعجب کرتا ہوں پرانی ہیئت
 والوں سے کہ کہتے ہیں سب آسمان نویں آسمان کے جوف میں ہیں
 جیسے دیک برگ یعنی گنج کا باطن ہوتا ہی اور خلا محال ہی - تو
 ضرور ہوا کہ کوئی چیز اس نویں آسمان کو پکڑے رہے ایدھر اودھر
 کہیں جائے ندے - تو نہیں جانتے اور جب نوان آسمان جوف کے
 آسمانوں کو گھماتا ہی تو کیوں زمین کو اپنے ساتھ نگھماویگا - اور جوف
 کے آسمانوں نے کہاں سے یہ طاقت پائی کہ برخلاف نویں آسمان کے
 حرکت کریں اور کیوں زحل و مشتری وغیرہ کے فلکوں کو وہ قوت نہیں
 کہ اپنے جوف کے آسمانوں کو گھمارے اور چونکہ اسمان سب ٹھوس ہیں
 ایک دوسرے سے چپھٹے ہوئے اور ہرکدین بھی برخلاف ایک دوسرے
 کے کرتے ہیں تو کیوں نہیں گھومتے اور جیسے فلک قمر کی حرکت سے
 اسکے مقعر میں آگ پیدا ہوئی اور ہیکے مقعر میں کیوں آگ

نہیں پیدا ہوئی سبب واحد ہی - اور کبھی آدمی کو اختیار نہیں دیا گیا کہ روز بروز جتنے آسمان چاہے بناتا جائے اور کہہ یہہ مماثل یہہ حاصل یہہ مماثل یہہ مدیر یہہ تدویر ہی - اور اقسام اقسام حاری محوی بناتے چائے جائیں اور پھر قائل ہوں کہ آسمان قابل خرق و التیام نہیں ہی اور خود آسمانوں کو جتنا چاہیں چیر پھاڑ کریں اور پیوند لگائیں - اور کہیں یہہ خرق و التیام نہیں - ہم طالب العلموں کو چاہئے کہ حکمای فرنگ کی پیروی کریں اور اوسے طبعی و ریاضی اخذ کریں کہ موافق قرآن مجید اور احادیث کے ہی *

گیارہویہ فصل

میلنے میدان کیا ہی کہ اس جو میدان سے ایک ٹکڑے یا ایک خط کو دوسرے ٹکڑے یا خط کو ساکن رکھ کر حرکت دیویں اسی حرکت کو زمانہ کہتے ہیں اور چونکہ حرکتیں خط مستقیم پر وجود نہیں رکھتیں تو ضرور ہوا کہ مستدیر مانند حرکت کریں - اسی مدار کا نام فلک ہی - چودھویں جلد بحار الانوار کے صفحہ ۹۵ میں ابو بصیر روایت کرتا ہی حدیث طویل میں ہمارے پانچویں امام سے کہ فرمایا [جب ظہور فرماوینگے بارہویں امام جاوینگے کوفہ کو اور وہاں چار مسجدوں کو خراب کریں گے اور باقی نہ رہیگی کوئی مسجد اہل زمین پر کہ وہ کنگرے اور بلندی رکھتی ہو مگر یہہ کہ خراب کریں گے - اور گردانیں گے اون بلندیوں کو بہت - اور وسیع کریں گے برے راستہ کو اور توڑیں گے ہر بازو کو کہ نکلا ہی راستے سے اور باطل کریں گے گوشے گوشے ہائی کے جو راستہ میں ہیں - اور

لچھوڑ دینگے کبھی بدعت کو مگر یہ کہ برطرف کرینگے اوسکو - اور نہ کبھی
 سنت کو مگر یہ کہ قائم کرینگے اوسکو - اور فتح کرینگے قسطنطینیہ اور
 چین اور دیلم کے پہاڑ کو پس درنگ کرینگے اس پر سات برس
 مقدار ہر برس کا دس برس ہی تہاڑے اس برسوں میں سے -
 تہس بیچھے کریگا اللہ جو چاہیگا - کہا راوی نے کہ کہا میں نے میں
 تمہارے فدا ہوں پس کس طرح برس بڑھینگے فرمایا حکم کریگا
 اللہ تعالیٰ فلک کو تھہرنے کے لئے اور کم کرنے حرکت کو پس
 دن سب بڑے جائینگے واسطے اوسکے اور برس سب الخ [اور اوسے
 جلد کے صفحہ ۹۶ میں جابر روایت کرتا ہی انہیں امام ہمام
 سے - جابر کہتا ہی کہ تھے ہملوگ انکے پاس کہ ذکر کیا اوگون
 نے بنی امیہ کی سلطنت و تسلط کو پس فرمایا اوس امام ہمام
 نے [کوئی خروج نہ کریگا ہشام پر مگر یہ کہ ہشام قتل کریگا اوسکو
 کہا جابر نے کہ ذکر کیا ہشام کی مدت ملک کو بیس برس کہا
 جابر نے پس جزع کیا ہملوگون نے پس فرمایا کہ کیا ہوا تمکو -
 جب ارادہ کرتا ہی اللہ عز و جل یہ کہ ہلاک کرے ایک قوم کے
 سلطان کو امر کرتا ہی فرشتے کو پس جلد کرتا ہی سیر فلک کو پس
 تقدیر کرتا ہی ادھر اوس چیز کے کہ ارادہ کرتا ہی الخ [اور یہ
 ہشام بیٹا عبد الملک بن مروانکا ہی کہ بیس برس اوسنے خلافت کی -
 اور بحار الانوار کی دوسرے جلد کے صفحہ ۵۵۰ و ۵۵۱ میں اور
 چودھویں جلد کے صفحہ ۱۳۳ میں ہی کہ ہمارے چٹھے امام نے
 فرمایا [بالتحقیق اللہ عز و جل نے گردانا واسطے اوسکے کہ گردانا واسطے
 اوسکے سلطنت ایک مدت راتوں اور دنوں اور برسوں اور مہینوں سے - پس

اگر عدالت کیا انہوں نے لوگوں میں حکم فرماتا ہی اللہ عزوجل صاحب فلک کو یہہ کہ دیری کرے اوسکے گھما نے میں پس دراز ہوتے ہیں اونکے دن اور راتیں اور برس اور مہینے - اور اگر انہوں نے جور کیا لوگوں میں اور عدالت نہیں کی انہوں نے امر فرماتا ہی اللہ عزوجل صاحب فلک کو پس جلدی کرتا ہی اوسکے گھمانے میں اور جلدی کرتا ہی اونکی راتوں اور اونکے دنوں اور اونکے برسوں اور اونکے مہینوں کے فنا میں - اور بتحقیق وفا کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے واسطے اونکے شمارہ راتوں کا اور دنوں کا اور مہینوں کا فقط [اور بھی حدیثیں اس مطلب میں ہیں - ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حرکت مدار پر ہوتی ہی - اور عمر کا بھی مدار ہی - اور اوسے کو فلک کہتے ہیں - جیسے ہر ستارے کے فلک یعنی مدار ہی - اور مدار منقسم ہوتا ہی تین سی ساتھ جزء پڑھرا یک جزء کو درجہ کہتے ہیں اور جب وہ مدار ایک دورہ پورا کریگا تو وہ یوم ہی اور جب تین سی ساتھ دورہ کریگا تو اوسکا ایک برس ہوگا اور یہہ یوم اور برس مفرد و حقیقی ہی - اسی طرح سے ہر ستارے جب ایک دورہ پورا کریں گے اپنی حرکت وضعی کا تو ایک یوم اوس ستارے کا حقیقی ہوگا اور تین سی ساتھ کو جب بارہ پر قسمت کریں تو تیس تیس دنکا ایک مہینا ہوگا - اور اسہیں رات اور نہار فرضی ہی جتنے حصوں کو چاہو رات فرض کرو جتنے کو چاہو نہار فرض کرو - اور تیسری حدیث کہ کشف ہی پہلی اور دوسری حدیث کی اوس سے صاف معلوم ہوا کہ ہر شخص سلطان ہی - کوئی چھوٹا کوئی بڑا جب وہ عدالت کریگا تو ہر چیز میں عدالت کریگا تو اپنے

اکل و شرب و مکان وغیرہ میں بھی عدالت رکھے گا۔ تو اوسکی عمر بڑھیکے مثلاً اگر کسی شخص کی عمر کا مدار دس درجہ مقرر ہو یعنی دس دنکا اوسکا۔ اور فوج کریں کہ شبانہ روز شمسی بقدر اوس کے دنکے تھا وقت تقریر کے اور عمر کا مدار حرکت میں دیری کیا بقدر ہمارے دو شبانہ روز کے تو عمر اوسکی ہمارے شبانہ روز سے بیس دنکی ہوگی۔ اور طی هذا القیاس۔ اور پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ راستہ کو چاہئے برا اور صاف رکھنا چاہئے کہ اہل فرنگ کرتے ہیں۔ اور چونکہ سب ستاروں میں بہت ظاہر چاند اور سورج ہی کہ ہر کوئی دیکھنے والا اوسکو دیکھتا اور اچھی طرح سے پہچانتا ہی اس یوم کو ہر کوئی بادی نظر میں دریافت کر سکتا ہی وہ چار قسم ہی۔ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک۔ یا غروب سے دوسرے غروب تک اور یہ دونو قسم بہت ظاہر ہی۔ تیسرا اور چوتھا طلوع صبح صادق سے طلوع صبح صادق تک۔ یا غروب شفق سے غروب شفق تک۔ اور نصف النہار سے نصف النہار تک۔ یا نصف اللیل سے نصف اللیل تک۔ یہ الات رصدیہ کے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور نہار و لیل طلوع سے غروب تک یا طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک یا غروب شفق تک نہار ہی۔ اور ما سوا اوسکی لیل ہی۔ اور یہ یوم و نہار و لیل مرکب ہی یعنی دو حرکت سے پیدا ہوا ہی۔ پوری حرکت وضعی زمین سے اور کسی قدر زمین کی حرکت سالیانہ سے۔ اگر ممکن ہو کسی یوم کا کچھ نشان قرار دینا اور وہائے شمار کریں تین سی ساٹھ یوم تو ایک برس ہوگا اور مہینا بارہ پر

قسمت کرنے سے معلوم ہوگا اور حقیقت میں مہینا چاند کا ہی - سہل وگ مہینے کو اوسہی چاند کی طرف نسبت دیتے اور شمسی مہینے کو مجازاً مہینا کہتے ہیں - چونکہ چاند کی شکایں ہر شب مختلف نظر آتی ہیں سب سے بعد چھپنے کے جو نمود ہوتا ہی ہلالی شکل پر تو اوسکو مہینے کا مبداء قرار دیتے ہیں - وہ مہینا کبھی تیس دن کبھی اونٹیس دن کا ہوتا ہی - اور دن وہی شمسی ہی - تدبیر و استقرا سے معلوم ہوا کہ چاند کا برس تین سی چون دنکا ہوتا ہی بعد اوسکے حکما نے رصدین باندھیں اور بہت دقتوں سے سب حرکتوں کو دریافت کیا پہلا رصد خانہ عراق عرب میں بغداد اوسکے مصر میں بعد اوسکے شامات میں ہوا پھر تو سب جگہ پھیلا - اور مصر کے رصد خانوں کے آثار اب تک کچھ کچھ باقی ہیں - حقیقت میں مصر کی زمین رصد خانوں کے واسطے موضوع ہی اس لئے کہ وہاں پانی نادر ہوتا ہی - اور پہلے ستاروں کو صاف پائی کے حوضوں میں کہ ہوا سے مضطرب نہو دیکھتے تھے اور اوسکی حرکت کی سمت و مقدار کو دریافت کرتے تھے بعد اوسکے اقسام طور کے گھر بنائے بعد اوسکے اقسام گھوڑے تانبے پیتل کے کرے مانند بنائے اور کرے بھی بنائے - بعد اوسکے کرے کو فن سطح سے مسطح کر کے اقسام اضطراب بنائے - اور اب تو مرایا و مناظر کے رو سے اقسام دوربینیں بنائی گئیں کہ ندید و نشید اور ایسے ایسے مقیاس ہر چیز کے واسطے بنائے گئے کہ اگلی کتابوں میں کہیں نام و نشان اوسکا نہیں ہی - اور عمدہ رصد خانوں میں رصد خانہ پاریس دارالسلطنت

فرانس ہی کہ سنہ ۱۶۶۳ مسیحیہ میں چودھویں لوئس سلطان نے
 بنوایا۔ اور اس سے بڑھکے رصد خانہ جو متصل دار السلطنت لندن
 ہی کہ سنہ ۱۶۷۶ مسیحیہ میں حکم سے دوسرے سلطان چارلس
 کے بنایا گیا۔ اور جمیع علوم انبیا علیہم السلام سے پہونچا۔ آفتاب
 کے مہینے اور برس کا کوئی مبداء ظاہر نہیں ہی۔ اور چاند کا
 مبداء ہلال سے ہی۔ اور فارسی لوگ پہلی دوسری تیسری وغیرہ
 کی جگہ جدا جدا نام رکھتے تھے اور ہفتہ کے دنوں کو عربی
 و فارسی میں پہلے اور دوسرے اور تیسرے وغیرہ دن کے نام سے
 پکارتے ہیں۔ شروع اوسکا یکشنبہ یعنی اتوار ہی۔ لیکن بعد پہیلے
 علم احکام نجوم کے فارسی اور ہندیوں نے ہفتہ کے دنوں کو
 زحل و مشتری و مریخ و آفتاب و زہرہ و عطارد و قمر کے نام پر رکھا۔
 لیکن ہندیوں کے لئے بعینہ وہی الفاظ ہیں جو فارسی میں ہیں
 جیسے سنیچر بار بار و غیرہ۔ فارسی کہتے ہیں کہ مہا آبائیونکی
 سلطنت میں سب حوادث اور کاموں کو اون سات ستاروں سے متعلق
 جانا اور سات دربار بنائے مثلاً جو کام زحل سے متعلق تھے سنیچر کو
 اومی دربار میں انجام پاتے تھے ہذا القیاس۔ اور وہ لوگ کہتے
 ہیں چونکہ زحل سب ستاروں سے بطی تر ہی اور ٹھیک
 برس شمسی میں ایک دورہ پورہ کرتا ہی اوسکو ایک دن زحلی
 کہتے ہیں۔ ایسے تیس دن زحلی یعنی نویں برس کا ایک مہینہ
 زحلی ہی۔ اور ایسے بارہ مہینے یعنی دس ہزار آٹھ سو
 ایک سال زحلی کہتے ہیں۔ اور ایسے برس کو جب ہزار میں ضرب
 کرو تو ایک کروڑ آٹھ لاکھ برس ہوتے ہیں۔ ایسے ہزار برس ایک

ثابتہ ثوابت میں ہے بلا وزیر پادشاہی کرتا ہی - اور دوسرے
 ہزار دوسرے ثابتہ کی وزارت سے - بعد اوسکے پہلا ثابتہ سلطنت
 سے معزول ہوتا ہی - پھر پہلا وزیر ایسے ہزار برس بلا وزیر کے
 سلطنت کرتا ہی - بعد اوسکے تیسرا ثابتہ ثوابت سے اوس کا وزیر
 ہوتا ہی تاکہ سب سے آخری ثابتہ جو ہزار برس بلا وزیر پادشاہ
 ہوا تھا ہزار برس بوزارت زحل پادشاہی کریگا - بعد اوس کے
 زحل بلا وزیر ہزار برس پادشاہی کریگا اسی طرح سی ثوابت
 پھونچتے پھونچتے قمر ہزار برس عطارد کا وزیر رہیگا اور ہزار
 برس خود سر پادشاہ رہے گا پھر ہزار برس پہلے ثابتہ کا وزیر
 ہوگا - انہیں ادوار کا نام قیامت ہی - پھر جب وہی دور آریگا
 وہی چیزیں وہی لوگ کدہ ہو ہو موجود ہونگے - اور ہندو ادوار
 کو چار جگت پر تقسیم کرتے ہیں اور پہلے جگ کو اچھا اور چوتھے
 جگ کو برا جانتے ہیں - فارسی بھی پہلے دوروں کو اچھا اور
 آخری دوروں کو برا جانتے ہیں - مہینے بسط دیا کہ ان مہملات پر
 کوئی برہان عقلی قائم نہیں - اور انبیا علیہم السلام کا فرمانا
 سب از روی عقل کے ہی کہ اب حکماء فرنگ کو کم کم معلوم
 ہوتا جاتا ہی *

بارہویں فصل

قرآن مجید کے چوبیسویں جز سولہویں رکوع سورۃ مسجدہ میں
 ہی [کہہ یا رسول اللہ آیا بتحقیق تم ہر آئینہ کفر ہوتے ہو
 ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں اور

گردانتے ہو واسطے اوسکے شرکا وہ پروردگار ہی عالمونکا اور گردانا اوسنے اوس زمین میں اونچے اونچے پہاڑ اوس کے اوپر سے اور برکت دیا اوس میں اور اندازہ کیا اوس زمین میں اوس کے قوتوں کو یعنی روزیوں کو چار دن میں برابر ہوا واسطے پوچھنے والونکے یعنی پوچھنے والوں کا جواب ہوا بے زیادہ و کم تھ پیچھے قصد کیا آسمان کی طرف و حال یہہ ہی کہ وہ دھوان تھا پس کہا اوسکو اور زمین کو آؤ تم دونوں ازروی فرمان برداری کے یا ازروی کراہت کے ۔ کہا زمین و آسمان لے آئی ہم فرمان بردار پھس بنایا ان کو سات آسمان دو دن میں اور وحی [کیا ہر آسمان میں اوسکے امر کو اور زینت دیا ہمنے آسمان دنیا کو چراغوں سے ازروی حفظ کے وہ تقدیر عزیز علیہم ہی فقط] قرآن مجید میں متعدد جگہوں میں ہی کہ زمین و آسمانوں کو اور جو اونکے درمیان میں ہی چھ دن میں خلق فرمایا ۔ اور حدیثوں سے ثابت ہی کہ پہلے زمین کو خلق فرمایا اور اوسکے دھونٹے سے آسمانوںکو ۔ اور دھوان زمین کے خلق کے ساتھ پیدا ہوا چنانچہ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ وہ دھوان تھا ۔ اور آسمان نہیں ہی مگر زمین کی حد ۔ تو گویا یہہ جملہ [پھس بنایا اونکو سات آسمان دو دن میں] بیان ہی پہلے جملہ کا کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں تو کیا کہیں سات زمین کیا کہیں سات آسمان ۔ انہیں جہتوں سے قرآن مجید میں جہاں اسمان و زمین کا ذکر آیا ہی آسمان کو جمع کے لفظ سے اور زمین کو مفرد کے لفظ سے فرمایا جیسے ہندی میں کہتے ہیں کہ بنایا امیر نے طباقوں کا مکان یا خانوں کا

مذہبچہ یا الماری تو جمع لانا مکان یا مذہبچہ و الماری کا
بے محاورے ہوگا۔ اسی طرح سے زمین ایک ہی باعتبار حدوں کے
سات آسمان کہلایا۔ اسی واسطے اٹھائی سو بیس جز اٹھا رھوین رکوع
میں سات زمین نفرا کے فرمایا مثل آسمانوں کے۔ تو ان سب
سے یہہ معلوم ہوا کہ ایک دن میں زمین کو خلق فرمایا اور
ایک دن میں اوسکی حدوں کو مقرر فرمایا۔ اور چار دن میں اوسکے
قوتوں کو خلق فرمایا۔ اور اوسکا قوت وہی ہی جو اوسکے درمیان
ستاروں وغیرہ سے ہی۔ اور ساتویں دن انکو آرام بخشا اور لغات میں
امتیاز فرمایا اور ان سات دوروں کو کہ سات دن خدائی ہیں انقطاع
نہیں جب تک کہ سب فنا نہوں۔ یہود کہتے ہیں کہ خود خدا نے
آرام فرمایا۔ اور بعد اوسکے کچھ کام نہیں کرتا حال یہہ کہ رنج و راحت
و آرام صفات سے جسم کے ہی۔ اور وہ صانع تعالیٰ شانہ ہمیشہ صانع
ہی۔ اور یہہ سات دن مفرد ہیں دو حرکت سے نہیں پیدا ہوئے۔
اور چونکہ عدد اسی جو میں ہی اور لازم و ملزوم اور حساب اسی عدد
سے نکلا اور اوسے فن میں ثابت ہوا کہ چھ کا عدد تام اور سات
کا عدد کامل ہی۔ اور حساب نہیں ہی مگر جمع و تفریق۔ اور
تضعیف و تصصیف و ضرب و قسمت و جذر یہہ پانچ جمع و تفریق
کی فرع ہیں۔ تو جملہ اعمال حساب بمعہ اصل و فرع سات ہوئے۔ اور
دو عدد میں نسبتیں چار ہیں۔ تماثل یا تباین یا توافق یا تداخل
تو یہہ چار نسبتیں دو عدد کے ساتھ چھ ہوئے۔ اور بھی وجہیں ہیں
کہ اس رسالہ میں اوسکے ذکر کی گنجائی نہیں ہی۔ اسی قیاس پر
شمسی دنوں کو یعنی ارضی دنوں کو بھی ایام ہفتہ کہتے ہیں۔ نہ اون

معنوں میں کہ وہ متعلق بسبب سے سیارہ ہیں - اور یہہ دن کہ ہماری زمین اور آفتاب سے پیدا ہوا کیوں متعلق ہوگا اور ستاروں سے - اسمیں کچھ شک نہیں کہ آفتاب کی روشنی جیسے زمین تلک پہونچتی ہی - زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و عطارد و قمر تک بھی پہونچتی ہی - انکے ابعاد سے حساب کرنے سے معلوم ہی - پرانی ہیئت والے بھی قبول کرتے ہیں کہ قمر اور زمین کی روشنی آفتاب سے ہی - لیکن زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و عطارد کی روشنی کو ذاتی جانتے ہیں - اسپر کچھ دلیل معقول نہیں رکھتے - قمر چونکہ ان سب کا سف ہی تو سبکے نیچے کہتے ہیں محیط سے عطارد زہرہ کا کاسف ہی - اور یہہ دونو مریخ و مشتری و زحل کے کاسف ہیں - اور مریخ مشتری و زحل کا مشتری زحل کا کاسف ہی - تو زحل سبکے اوپر ہی اور آفتاب کا سوای قمر کے کوئی کاسف نہیں - اور آگہ ذات الثقبین جو دو پھر کو نصب کیا جاتا ہی اور اس سے زاویہ اختلاف منظر دریافت کرتے ہیں - سوای قمر کے کسی ستارے میں کارگر نہیں - زہرہ و عطارد میں بسبب قرب اسکے آفتاب سے دو پھر کو دیکھلائی نہیں دیتا - اور آفتاب پر نظر نہیں تھرتی اور مریخ پر بسبب غایت بعد کے قدر محسوس نہیں رکھتا - تو اس صورت میں استحسانا کہتے ہیں کہ آفتاب مانند شمس القلادہ کے بیچوں بیچ ہی - تین سفلیہ نیچے اور تین علویہ اوپر - تو ایسی اتکل پچو باتوں سے نہیں حاصل ہوگا مگر جہل - اسمیں کچھ شک نہیں کہ روشنی آگ سے ہی اگر کوئی سوائے اسکے کہے اسے دکھلانا چاہئے - اگر ان ستاروں

کی روشنی بالذات ہو۔ تو وہ ستارے بھی مانند آفتاب کے آگ کے
 کرے ہونگے۔ تو جب وہ ستارے رات کو ہمارے فوق الانق ہوں
 تو چاندی کہ ہم مانند دن کے دیکھیں۔ اور قرآن مجید میں اور
 حدیثوں میں جو دن اور رات کا ذکر ہی تھا ہمارے دن اور رات
 کو نہیں فرمایا بلکہ سب کرونگے دن اور رات کو فرمایا۔ کہ سحر
 کیا شب کی نشانی کو اور جب ایک ستارہ اپنے حقیض میں
 ہو اور دوسرا ستارہ جو اسکے نیچے ہی اپنے ارج میں اور ایک نقطہ
 پر ملاقات کریں تو دونوں آگ ایک ہو جائیگی۔ اور دو ستارے
 نہریں گے اور کوئی چیز ایسی نہیں کہ پھر انکو دو کرے۔ میں
 چوتھی اور پانچویں فصل میں بتلایا ہی کہ روشنی آگ سے ہی
 اور جسم ہی وہ آگ آفتاب میں کہلی ہی۔ اور کہیں کہیں پوشیدہ
 ہی کہ داغ مانند دکھلا رہی۔ بعض مخلوقات وغیرہ فائدہ
 کے واسطے اور سب اجسام و کرون میں مخفی و پوشیدہ ہی
 مخلوقات کے فائدے کے لئے۔ اگرچہ حکماء فرنگ فرماتے ہیں کہ
 آفتاب کی شعاعیں جو کرون پر گرتی ہیں وہ بتمامہ پھر منعکس
 ہوتی ہیں۔ اور کچھ دن شعاعوں میں سے دن کرون میں نہیں
 رہ جاتیں۔ اس لئے کہ اگر کچھ کچھ دن کرون میں ہر روز رہ جایا
 کریں تو ہر روز کرون کی روشنی زیادہ ہوتی جائیگی۔ اور آفتاب
 کی روشنی کم۔ لیکن میری رائے ایسی نہیں ہی۔ اس واسطے کہ
 روشنی جسم ہی جب جسم کثیف پر پڑیگی البتہ اوس میں گھہیگی۔
 اور کچھ اوسکے اندر سے تھوڑی دور گرم کریگی۔ دیکھو پانی کے
 حوض کو کہ ان شعاعوں کے گرنے سے کسی قدر پانی کو عمق میں

گرم کرتی ہی - اور البتہ وہ جسم کثیف اوسکے نکالنے کا مانع ہوگا - ہم دیکھتے ہیں چراغ اور آگ کے شعلوں کو کہ ان کی روشنی جسموں میں بت جاتی ہی اور بعد تمام ہونے مادہ کے تمام ہوجاتی ہی - اور آفتاب کی روشنی جو تمام نہیں ہوتی اوسکا سبب یہہ ہی کہ جتنے کمرے ہیں سب آفتاب کے گرد گھومتے ہیں اور جیسے حرارت سے حرکت پیدا ہوتی ہی اوسی طرح حرکت سے حرارت افزرد ہوتی ہی - اور چونکہ آفتاب سب حرکتوں کا مرکز ہی اپنے جاذبہ سے سب حرارتوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہی - تو جتنی حرارت و روشنی سب کمرے آفتاب سے لیتے ہیں اتنی ہی ہر روز اوسکو پہنچا دیا کرتے ہیں - اس طرح سے جبر و نقصان ہوجایا کرتا ہی - جیسے فدیان ہمندر کے بخار سے پیدا ہوتی ہیں پھر اوسی میں گرتی ہیں - اور بخار اوس سے اٹھکے قطرات بن کے پھر اوسی میں گرتا ہی - اور روشنی کی حرکت بہت ہی سریع ہی سب حرکتوں سے سریع تر - حکمای فرنگ نے انظار رصدی سے اوسکی حرکت کی سرعت کو دریانت فرمایا ہی - کہ توپ کا گولہ کہ ایک دقیقہ میں اٹھ میل انگریزی جاتا ہی اوس سے دس لاکھ چند سی بھی روشنی کی حرکت سریع تر ہی - یعنی ایک دقیقہ میں اسی لاکھ میل انگریزی سے زیادہ جاتی ہی - سمجھو کہ ایک کمرے میں کہ پچاس فٹ کا لंबا ہو آخر میں اوسکے ایک ایسی شمع روشن کرو کہ تم دوسری طرف سے کہ پچاس فٹ فاصلہ رکھتا ہی کوئی خط پڑے سکو تو کھی کو کہہ دو کہ اوس شمع کو جلا دے اور صحیح گھڑی کو دیکھو تو البتہ جیسے وہ شمع جلائی گئی تم اوس خط کو پڑے سکوگے

مگر کچھ لمحہ کے بعد - تو اوسکو گھڑی سے ٹخمینا کرر
 معلوم ہو جائے گا کہ کتنے لمحہ میں اوس کی روشنی پہونچی
 جس سے وہ خط صاف پڑ لیا - یہہ سب سوچانے کے واسطے ہی
 ورنہ جو حکیموں نے مشتری کے چاند کے خسوفوں سے دریافت
 کیا ہی وہ بہت ٹھیک ہی - صانع تعالیٰ شانہ کی صنعت
 کو دیکھو کہ آفتاب کی روشنی آٹھ دقیقہ تیرہ ثانیہ میں زمین
 تک پہونچتی ہی - انکھہ ہماری کہ بہت چھوٹی ہی اور بے روشنی
 کی تائید کے دیکھہ نہیں سکتی - طرفۃ العین میں ثوابت
 تک پہونچ جاتی ہی کہ بہت دور ہیں - اور دیکھہ لیتی
 ہی - جل الخالق - علم علما حیران ہی - اور آگ کا شعلہ اپنے
 حیز کو بقدر اپنے پوری روشنی دیتا ہی - اور جون جون اوس
 کی روشنی اپنے حیز سے باہر نکلتی ہی کم ہوتی جاتی ہی - تاکہ
 معدوم ہو جائے باعتبار دریکے مربعوں کے کم ہوتی ہی - مثلاً
 جو چیز آگ کے شعلہ کے حیز سے دو گز کے فاصلہ سے
 ہو اوس کی روشنی چار چند کم ہوگی - اگر تین گز کے
 فاصلہ سے ہو تو نو چند - اگر چار گز کے فاصلہ سے ہو تو سولہ
 چند روشنی کم ہوگی - اور یہی حساب ہی آفتاب کے جذب
 کا کہ اوس کا جذب اسی حساب سے گھٹتا ہی - اسی حساب سے
 ہر سیارے اور اقمار کی روشنی کو جان لیتے ہیں - اور اوس کی
 حرکت کو پہچان لیتے ہیں - اور جو چیز حرکت قسری سے
 جتنے زمانہ میں اوپر جائیدگی اوتنی ہی زمانے میں اگر مثلاً
 بالطبع ہو نیچے آریگی - تفاوت یہہ ہی جون جون اوپر جائیدگی

حرکت اوسکی کم ہوتی جائیگی - اور جون جون نیچے اوترے گی حرکت اوسکی زیادہ ہوتی جائیگی - مثلاً اگر کوئی سنگریزہ حرکت قسری سے ایک ٹائید میں سولہ فٹ اڑے جاتی پھر ایک ٹائید میں نیچے اوترے گا یعنی دو ٹائید میں سولہ فٹ جائیگا بھی اور نیچے بھی اوتریگا - مثلاً اگر کسی برج سے کہ مسقط حجر رکھتا ہو کسی سنگریزہ کو چار ٹائید میں اڑے کے مسقط حجر تک پہنچتے دیکھیں - تو چار ٹائید کے مجذور کو کہ سولہ ہی اڑے سولہ میں جو پہلے ٹائید میں حرکت کی ہی ضرب دیں تو دوسو چھپن فٹ ہوگا - یہی بلندی اوس برج کی ہی یعنی پہلے ٹائید میں سولہ فٹ دوسرے ٹائید میں اڑھتالیس فٹ اور تین ٹائید میں اسی فٹ اور چار ٹائید میں ایک سو بارہ فٹ جمع کرنے سے دوسو چھپن فٹ ہوگا - غرض سولہ کے بعد ہر ٹائید کے واسطے بتیس بتیس فٹ لینا ہوگا - صاحبو دیکھو کہ حکماء فرنگ نے کس کس طرح سے تجربے اور حساب کئے ہیں - آفرین ہزار آفرین ارٹکی کوشش و دانش پر - ہمکو چاہئے کہ ہم بھی کوشش کر کے دانش حاصل کریں - اللہم وفقنا •

تیرھویں فصل

حدیث میں آیا ہی کہ پانی کا مزہ حیات ہی - بحار الانوار کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۰۶ اور صفحہ ۶۳۱ میں حدیث طویل میں ہمارے پانچویں امام سے اور آٹھویں امام سے مروی ہی کہ خلاصہ ارمکا یہہ ہی [کہ بعض حیوان صغار میں سے بعض پشہ و جرجس اور وہ

چیز کہ ان دونوں سے چھوٹی ہی ایسی کہ قریب نہیں کہ انکھیں اوسکو دیکھ سکیں بلکہ قریب نہیں کہ ظاہر ہو بسبب چھٹائی کے الخ] اور ایک حدیث میں بعد ذکر جرجس کے لفظ راع کا ہی بعین مہملہ یا معجمہ - آخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمة صاحب کتاب بحار الانوار فرماتے ہیں - کہ میرے پاس جتذی کتابیں لغت کی ہیں - اوس میں کہیں اس لفظ کے معنی اوس چھوٹے جانور کے نہیں پائے گئے - باوجودیکہ بڑا کتب خانہ رکھتے تھے - غرض تتبع و استقراء احادیث سے معلوم ہوا کہ یہہ فضائی بے حد جانداروں سے بھری ہوئی ہی - بعضہ بہت بڑے بعضہ بہت چھوٹے کہ بے کلاں بین کے دکھلائی نہیں دیتے - میرا گمان ہی کہ شاید اوسکو جرجس فرمایا یعنی بہت چھوٹا پشہ - اور جو کہ آلات کے وسیلے سے بھی دیکھ سکیں ان کو راع فرمایا - اور ذرات بھی آیا ہی - قرآن مجید میں وہی مضمون ہی نوین جزء بارہویں رکوع سورۃ اعراف میں ہی [کہ صانع تعالیٰ شانہ نے عالم ذر میں ذرات آدم سے عہد لیا - اور انہوں نے اقرار اوسکی ربوبیت کا کیا] آیات و احادیث سے صاف ثابت ہی کہ کیا زمین کیا آسمان اور جو ان میں ہی سب جان رکھتے ہیں - اور عقلا ہیں - اور صانع تعالیٰ شانہ کو پہچانتے ہیں - اور اوس کی تسبیح اور اوسکو سجدہ کرتے ہیں - میں کہتا ہوں جب ہم اپنے بدن کو دیکھتے ہیں تو اوس کے ہر جزء کو کہ بمنزلہ جزء لایتجزی کے فرض کریں سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں - اگر ان میں جان و عقل نہ ہوتی تو کس طرح سے اپنے کام میں مصروف رہتے

البتہ ہر ایک کی جان و عقل و خدمت و بول و چال جدی جدی
 ہی - بحر فرنگ میں ایک مچھلی ہی کہ اس کے بیضے میں
 سے ایسے ذرے ذرے بچے نکلتے ہیں کہ اگر چالیس لاکھ عدد کو
 باہم کیجئے تو بالو کے ایک ریزہ کے برابر نہیں ہوتا - ان چھوٹے
 جانور کے دل اور موذیہ اور سر اور دوسرے اعضا ایسے چھوٹے
 ہونگے کہ ان کے مقدار خیال میں نہیں آسکتے - شیشہ کے ذریعہ
 سے یہہ معلوم ہوا ہی نہیں تو کسیکو کیا معلوم تھا کہ زمان آئندہ
 میں ایسے ایسے چھوٹے جانور بھی دیکھے پڑھینگے - سنہ ۱۸۱۸ مسیحیہ
 کے جولائی مہینے میں کپتان اسکرمبی صاحب بحر شمالی کے
 سفر میں تھے - ایک جگہ دیکھا کہ پانی اور رنگ کا ہی - اس جگہ
 سے تھوڑا پانی نکلوا کر ایک بوند کو کلان بین میں لگا کر دیکھا اس
 میں چھتیس ہزار چار سو پچاس کیڑے پائے - ایک بڑے
 محاسب نے معلوم کیا ہی کہ ان چھوٹے جانوروں کے اجزاء خون
 جو نقط کلان بین کے ذریعے سے دیکھے جاتے ہیں اس گول
 دانے سے جسکا قطر ایک انچ کا دسواں حصہ ہی اورقدر
 چھوٹے ہیں جیسا وہ گول دانہ ماری زمین سے چھوٹا ہی - اور
 بنا این ہمہ کڑچکی یہ اجزاء خون بہ نسبت اجزاء نور کے ایسے
 بڑے ہیں جیسے پہاڑ مقابل میں ایک ذرہ کے - اگر ایک شمع
 روشن رات کو ایک منارے پر رکھیں - تو قبل اسکے کہ وہ شمع
 بقدر ایک حبہ کے جائے اسکی روشنی سے ایک گول عرصہ فراخ
 بھرجاویگا - حکماء فرنگ نے دریافت کیا ہی کہ اگر کھی جہم
 متحرک کے مقدار مادے کو اس کی تیزی حرکت میں ضرب

کروں تو وہ زرد جس سے کسی عائق پر ٹکر کھاتا ہی اوسکے حاصل ضرب کے ساتھ مناسبت رکھینگا۔ چنانچہ فرض کرو کہ اگر دو درم کی گولی ایک دقیقہ میں آٹھ میل جاتی ہی تو وہ زرد جس سے کسی عائق پر ٹکر کھاوے سواہ سے نسبت رکھینگا۔ اور اگر چار درم کی گولی ہو تو وہ زرد بتیس سے نسبت رکھینگا۔ اور لا محالہ چون سرعت نور کی یہ نسبت سرعت توپ کے گولے کے دس لاکھ چند سے بھی زیادہ ہی۔ اگر اجزا نور کے اتنے بڑے قد میں ہوتے جیسے ایک ذرہ۔ تو ہم نور کے صدمہ سے اپنی آنکھوں میں ایسی اذیت پاتے جیسی اس ریت سے جو توپ سے ہماری آنکھوں میں ماری جاتی۔ اور ہم اگر گھرے بھر پانی میں چھٹانک چینی ڈالیں تو اس پانی کے ایک بوند میں کتنی چینی ہوگی۔ یہ سب خدائی قدرت کا بیان تھا۔ اب دیکھو ولسٹن صاحب انگریز نے ایک قسم کے تار کو۔ کہ حرکت کواکب کے لئے بہت باریک کر کے درمیں میں لگانا پڑتا ہی۔ ایسا پتلا بنایا تھا کہ گیارہ منزلہ لذبائی اوسکی تھی۔ اور وزن چار یا پانچ ماشہ ہوگا۔ اگر ایسے تار کو بالشت بالشت بھر کے حصوں میں تقسیم کریں اور ایک بالشت کو پچاس پچاس ٹکرے کر ڈالیں تو اس ایک بالشت کے بچاویں حصے کے وزن کو سمجھا چاہئے کہ کتنا ہوگا۔ فرنگ کے لوگ سونے کے ورق کو ایسا پتلا بناتے ہیں کہ تیرہ ہزار ورق کو اگر تہ بہ تہ رکھئے تو ایک پرت کاغذ سے زیادہ دبیز نہیں ہوتا۔ اگر ایسے ورق کو چھری سے ہم بہت ذرے ذرے سے ریزے کر ڈالیں تو ان میں سے ایک ریزہ کتنا چھوٹا ہوگا۔

آئندہ احتمال جانا ہی کہ اس سے بھی زیادہ لوگ تقدیم کرنے میں اوسناد ہو جارہیں۔ کیسے بے شعور ہیں وہ لوگ جو جزو لاینجزی کے قائل ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز جب الی غیر الذہایہ قسمت قبول کرتی ہی جس سے قدرت صانع تعالیٰ شانہ کی دکھلائی دیتی ہی۔ تو یہہ فضا متذا ہی کس طرح ہو سکتا ہی۔ احادیث کے تتبع سے معلوم ہوا کہ بے حد عالم ہی جہان تک کہ علم ہمارا نہیں پہنچ سکتا اسکو حجاب فرمایا۔ وہ بھی لانتہا ہی۔ حقیقت میں مقدر قادر تعالیٰ شانہ کسی طرح متذا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر متذا ہی ہو تو اسکی قدرت بھی متذا ہی ہوگی۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علما کبیرا *

چودھویں فصل

جاہلون کے سامنے جب فرشتوں کا مذکور ہوتا ہی تو ہنستے ہیں۔ بلکہ بعضے ایسے ملحد ہیں کہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو حواس درک نہ کرے وہ موجود نہیں ہی۔ اور صانع تعالیٰ شانہ کا انکار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم اسکو دیکھتے نہیں پکارتے ہیں جواب نہیں دتے۔ یہہ نہیں سمجھتے کہ حواس بہت ہی ضعیف ہی محسوسات کو درک بواجبی نہیں کر سکتا۔ تو غیر محسوس کو کس طرح سے درک کرے گا۔ اپنے بدن کو اچھی طرح دیکھی نہیں سکتے خالق تعالیٰ شانہ کو کس طرح دیکھینگے۔ باوجودیکہ اتنا جانتے ہیں کہ طبیعت ہی کہ سب کام کرتی ہی۔ اور وہ طبیعت بھی جسم ہی اس واسطے کہ اس جو سے پیدا ہوئی ہی۔ لیکن اس

طبیعت کو نہیں دیکھتے - صرف ارس کے آثار نظر آتے ہیں - تو جس طرح سے ہر طبیعت جدی جدی ہی - بعض مانند جرہ کے بعض بمنزلہ کل کے اور جدے جدے کام کرتی ہی - اسی طرح سے فرشتے ہیں اور حاکم ہیں ارس طبیعت پر اور ان کے کام بھی جدے جدے ہیں - بعض بعض کے تابع ہیں اور ہر انبیا و ائمہ علیہم السلام حاکم ہیں - اس لئے کہ مالک قوای عقلیہ و شہویہ و غضبیہ تینوں کے ہیں - اور فرشتے صرف قوای عقلیہ رکھتے ہیں - اور رے علیہم السلام صانع تعالیٰ شانہ کی مرضیوں کے تابع ہیں - یہی قول ہی سبکا کہ آدمی سب مخلوقات سے افضل و اشرف ہی - میں ایک مثال لاتا ہوں کہ آواز دو جسم کے تصادم سے ہوا میں پیدا ہوتی ہی - در واقع وہی اصطکاک ہوا ہی اور ہوا جسم ہی کہ کان تک پہنچتی ہی - اگر کان نہ ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی - اور کلام بھی اسی طرح سے ہی - تو آواز اور کلام کی تجسیم ثابت ہی - لیکن ہم نہیں دیکھتے - اسی طرح سے افعال ہیں - چونکہ ان سب کے واقع ہونے کے واسطے اتنا ہی زمانہ ہی جس میں واقع ہوتے ہیں تو ہم کو نا پیدار معلوم ہوتے ہیں - و اگر نہیں تو وہ اس جو میں صانع تعالیٰ شانہ کے نزدیک محفوظ ہیں - ہم بھی کسی وقت میں اقوال و افعال کو دیکھیں گے اور پہچانیں گے - بحار الانوار کی تیسری جلد کے صفحہ ۹۵۴ میں حدیث ہی [پس بالتحقیق قرآن آریکما قیامت کے دن احسن صورت میں کہ خلق اوسکی طرف نظر کریگی الخ] اور کتابین اس مضمون کی حدیثوں سے بھری

ہیں۔ یوحنا کی انجیل کے پہلے باب میں ہی [کہ ابتدا میں کلمہ تھا وہ کلمہ خدا کے پاس تھا اور وہ کلمہ خدا تھا اور مجسم ہوا فقط] اسی معنوں میں ہی۔ اور یہ کہ وہ کلمہ خدا تھا یعنی خدای مجازی تھا۔ جیسے ما باپ کو خدا کہتے ہیں۔ یعنی اوس کلمہ سے حضرت مسیح علیہ السلام نے جسم پکڑا۔ جیسے حضرت آدم و حضرت حوا علیہم السلام خدا کے فرمانے سے موجود ہوئے۔ انکا موجود ہونا صانع تعالیٰ شانہ کے علم میں تھا کہ وقت معلوم پر موجود ہوئے۔ جتنی چیزیں ہیں سب اوسکے حکم سے وجود پکڑیں اور وجود پکڑ تین ہیں۔ لوگ بہت دھوکھا کھاتے ہیں کہ طبیعت کو خدا کہہ بیٹھتے ہیں۔ اور فرشتوں کی اور انبیا کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔ نہیں جانتے جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہی۔ ملائکہ اجسام نورانی ہیں قادر ہیں کہ شکلیں مختلف پکڑیں۔ جن لوگوں کی انکھیں لطیف ہیں ان کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے وہ چیزیں دیکھیں جو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ نہ اوسکا تصور کر سکتے ہیں اور اوسکو فرما یا بھی۔ جتنا ہمارا علم بڑھتا ہی اوسکو مطابق پاتے ہیں اور سمجھنا انکے کلام کا ہم سے نادانوں کی طاقت سے باہر ہی۔ پہلی جلد بحار الانوار کے صفحہ ۱۱۶ میں ہی کہ فرما یا ہمارے چہنہ امام نے [کہ نہیں کلام کیا رسول اللہ علیہ وآلہ السلام نے بندگان خدا سے اپنی کنہ عقل کے موافق۔ اور فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ بالتحقیق ہم گروہ انبیا امر کئے گئے ہیں کہ ہم کلام کریں آدمیوں سے بقدر انکی عقول کے فقط]

ہملوگ بھی لڑکوں سے بوڑھوں سے اور انکی عقل کے موافق باتیں کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے ہی کہ وہ لوگ علم کی رعایت کر کے باتیں کرتے تھے۔ ہم لوگ جو دل میں آتا ہی بلا رعایت علم راہی تباہی بک جاتے ہیں۔ اسلام کہ ہم اپنی حاجتوں کے مطابق الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہماری تفہیم و تفہم مانند گونگون اور بہروں کے ہی۔ اور اسکا نام تبادل رکھتے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ سب الفاظ کے معنی آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور اضافی ہیں اور کلیت کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً زمین سے یہی سمجھتے ہیں جسپر ہم رہتے ہیں۔ حال یہ ہے ہی کہ زمین سے مراد اجزاء منجمدہ ہیں کہ چارے سے جم گئے ہیں اور قابل سکون اقسام مخلوقات ہی۔ یہ معنی کہنے سے اکا بکا ہو جاتے ہیں۔ اب میں انبیا و ائمہ علیہم السلام کے کچھ اوصاف اپنی ساری و گوشتی زبان سے بیان کرتا ہوں۔ وہ بعض خلاصہ ہی زیارت جامعہ صغیر کے بعض جملات کا۔ اور زیارت جامعہ کبیر گویا جامع ہی [وہ لوگ اللہ کے اویا و اصغیا و امنا و احبا و انصار و خلفا ہیں۔ اللہ کی معرفت کے محال ہیں۔ اللہ کی ذکر کے مساکن ہیں۔ اسکی امور و نہی کے ظاہر کنیوالے ہیں۔ وہ لوگ بلائے والے ہیں طرف اللہ کے۔ وہ لوگ جگہ پکڑے ہوئے ہیں اللہ کی مرضیوں میں۔ وہ لوگ با اخلاص ہیں اللہ کی طاعت میں۔ وہ لوگ دلالت کرنے والے ہیں اللہ پر۔ جسے انکو دوست رکھا۔ اللہ کو دوست رکھا۔ اور جسے دشمن رکھا اللہ کو دشمن رکھا جسے انکو پہچانا اللہ کو پہچانا۔ اور جسے انکو نجانا اللہ کو نجانا۔ اور جسے انکی دامن کو پکڑا اللہ کے دامن کو پکڑا۔ اور جسے

ارنہین چہرزا اللہ کو چہرزا الخ [یوحنا کی انجیل] گم چہرے باب
 مین ہی - آیہ ۲۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارنہین کہا [کہ
 خدا کا کام یہہ ہی کہ تم اوسپر جسے اوسنے بھیجا ایمان لاؤ - آیہ
 ۳۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا زندگی کی روٹی مین ہون
 جو میرے پاس آتا ہی ہرگز بھوکھا نہوگا - اور جو مجھپر ایمان
 لاتا ہی کبھی پیاسا نہوگا - آیہ ۴۰ اور جسنے مجھے بھیجا ہی اوسکی
 مرضی یہہ ہی کہ ہر ایک جو بیٹے کو دیکھ اور اوسپر ایمان لاوے
 ہمیشہ کی زندگی پاوے - اور مین اوسے روز اخیر مین اوتھارنگا
 تا آیہ ۵۹ - ایضا بارہوان باب آیہ ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام نے بلند آواز سے کہا - وہ مجھپر جو ایمان لاتا ہی مجھپر نہیں
 بلکہ اوسپر جسنے مجھے بھیجا ایمان لاتا ہی - اور وہ جو مجھے دیکھتا
 ہی اوسے جسنے مجھے بھیجا دیکھتا ہی - مین دنیا مین روشنی آیا ہون
 فقط [خاتم پیغمبران پیغمبر آخر الزمان نے فرمایا] جسنے مجھے دیکھا
 پس بالتحقیق اوسنے اللہ کو دیکھا فقط [ایضا بذکرہوان باب آیہ ۱ و ۲
] مین حقیقی درخت انگور ہون اور میرا باپ باغبان ہی مجھے
 مین جو شاخ میوہ نہیں لائی وہ اوسے کٹ ڈالتا ہی - آیہ ۱۰ درخت
 انگور مین ہون - مٹی کی انجیل کے ساتویں باب مین ہی آیہ ۱۳ و ۱۴
 [تم چھوٹے دروازے سے داخل ہو کیونکہ تم اہی وہ دروازہ اور کشادہ ہی وہ
 راستہ کہ ہلاکت کو پہونچاتا ہی - بہت ہیں کہ اوس سے داخل ہوتے
 ہیں کیا چھوٹا ہی وہ دروازہ اور کیا تنگ ہی وہ راستہ جو زندگانی
 کو پہونچاتا ہی فقط] قرآن مجید ^{منسط} سے ہی [صراط علی کا حق ہی
 پکڑے ہیں ہم اوسکو فقط] اسی راستے کے باب مین ہی تیغ سے

تیزبال سے باریک - یوحنا کی انجیل کے ۱۵ویں باب میں ہی آیہ ۷
 تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اونسے پھر کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں
 پہلے خانہ کا دروازہ میں ہوں - آیہ ۹ وہ دروازہ میں ہوں اگر کوئی
 شخص مجھ سے داخل ہو وہ بھی رہیگا اور اندر باہر آیا جایا کریگا - اور
 چرائی پائیگا - آیہ ۱۱ و ۱۲ کا منتخب اچھا گزریا میں ہوں الخ [
 خاتم پیغمبران نے فرمایا کہ] میں مدینہ ہوں علم کا اور ملی اسکا
 درہی [اور احادیث میں ہی کہ بارہوں امام ابواب اللہ و ابواب الجنان
 ہیں - جو ان دروازوں سے داخل نہیں ہوتا خدا تک نہ پہونچےگا اور
 بہشت میں داخل نہوگا - قرآن مجید کے دوسرے جزو اٹھویں
 رکوع سورہ بقرہ میں ہی [اور نہیں ہی خوبی ساتھ اسکے کہ آؤ
 تم گھروں کو پچھو ازیسے - و لیکن خوبی ہی جس نے پرہیزگاری کیا - اور
 آؤ تم گھروں کو اس کے دروازے اور پرہیزگاری کرو واسطے اللہ کے تا
 فلاح پاؤ تم فقط] اس آیہ میں احکام معنوی و ظاہری دونوں کو بیان
 فرمایا - اور چونکہ صانع تعالیٰ شانہ کسی طرح سے پہچانا نہیں
 جاسکتا مگر اس کی قدرت کی صنعتوں سے - تو ہر مصنوع دلیل
 ہی اوس پر - اور انبیاء و ائمہ علیہم السلام اس کی بڑی صنعتوں اور نشانیوں
 سے ہیں - اونسے بڑھکے کوئی صنعت و نشانی نہیں - امواسطے فرمایا
 کہ جس نے اونکو دیکھا خدا کو دیکھا - اور جس نے اونکو پہچانا خدا کو
 پہچانا - اور یہ منتهای شناخت خالق تعالیٰ کی ہی اور وہ سب
 خدا کے خاص بندے ہیں و اہی تباہی نہ بکنا چاہئے *



خاتمہ

بہت برس ہوئے کہ حکماءِ فرنگ نے واقعی و حقیقی طبیعی و ریاضی کے علموں کو تجربات و مشاہدات پر رکھا ہی - نظریات کو تابع مشاہدات و تجربات کیا - حقیقت کی دریافت اور سمجھانے کے لئے بہت اچھا طریقہ ہی - اور پڑھنے والے انکھوں سے دیکھ لیتے ہیں - مگر اسکے واسطے بڑے کارخانے اور قیمتی قیمتی بہت اسباب و آلات چاہئے - اور طالب علم استطاعت و بضاعت نہیں رکھتے اگر امرا انکی تائید فرماویں - جیسے امراءِ فرنگ ہر طرح سے مدد فرماتے ہیں - تو وہ جلد سب علموں میں پورے نکلیں گے - اگرچہ حکماءِ فرنگ پھیلانے اور رواج دینے میں ان علموں کے بہت سعی ہیں - مگر اپنی ہی زبان میں رواج دیتے ہیں - کیا کریں اگر ایسا نہ کریں اگر محنت سے ہماری زبان سیکھیں بعد اوسکے ہمیں سکھلاویں انکو کچھ فائدہ نہیں - علاوہ اوسکے جب تک وہ ہماری زبان سیکھیں اور اوسمیں علمی اصطلاحات تراش کے درج فرماویں - سکھانے کے قابل نہ ہینگے - پھر بھی جتنا سکتے ہیں کرتے ہیں - جن لوگوں کو شوق علم ہی انکو چاہئے کہ پہلے ان زبانوں کو سیکھیں اور پھر دستور ہی - چونکہ فرنگستان میں متعدد زبانیں ہیں ایک زبان کہ اوسکے سیکھنے کے اسباب فراہم ہوں سیکھیں کہ کافی ہی - مثلاً ہند میں انگریزی زبان کا سیکھنا بہت ہی آسان ہی سب اسباب سیکھنے کے فراہم ہیں اور خود سرکار انگریزی بھی مہربانی سے اوسکے سکھانے میں بہت ہی سعی ہی - تو جو طالب العلم فی الجملہ استطاعت رکھتا ہو اوس

زبان گو سیکھہ کے علم حاصل کر کے اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے چھپوا کے مشتہر کرے - اور سروسٹ جو لوگ اشاعت علوم کا دم مارتے ہیں انکو چاہئے طبیعی و ریاضی کی کتابوں کو جو عربی و فارسی و ہندی میں ترجمہ ہو کے چھپی ہی - انکے مالکوں سے ان لے کے اگر ضرور ہو نئے سرے چھپوا کے مشتہر کریں - مثلاً ہیئت میں رسالۃ مفتاح الافلاک معہ نقشہ اردو میں اگر چاہیں سوال و جواب کی صورت کو بدل دیں تو بہت ہی مختصر ہوگا - خصوصاً کتاب حدای النجوم فارسی میں مولفہ راجہ رتن سنگھ علیہ الرحمۃ کی بہت ہی مفید ہی - اس مرحوم نے انگریزی زبان سیکھہ کے علم کو حاصل کیا اور عربی میں بھی استعداد کامل رکھتا تھا - اور سب خرچ اپنی ذات سے کیا - بڑا آدمی ہو تو ایسا ہو - اور بھی بہت سے کتابیں ہیں بعد چھاپنے کے اگر مفت نڈیوں قیمت اوسکی بقدر خرچ کے مقرر فرمائیں - اور بہت ہی ضرور ہی صنعت شیشہ سازی و نجاری و حدادی و غیرہ کو پھیلانا - ہملوگ ایسے متذکر ہو گئے ہیں مذاہب سے کہ ہمارے اطباء فصّادی کحالی جراحی عطاری کو نہیں جانتے - اور جاہلوں کے محتاج ہوتے ہیں - ہند کے مسلمانوں میں اقسام طرح کی برائیدان سمائی ہیں - کچھ بڑھوں سے ایک خراب مذہب نکالا - فرائضی کے نام سے اپنی تئیں مشہور کیا - لوگوں میں وہابی کر کے مشہور ہیں - حقیقت میں انکا مذہب یہ ہی کہ جس طرح سے ہو سکے لوگوں سے فریب دے کے روپیہ کھسیٹنے قرآن مجید کو برے کلمن بری سیاهی برے خط سے بہت غلط چھاپ کر ایک قرآن کو بیسوں جگہ بیچا - اگر انکے مریدوںکا

کوئی مرجاتا کہتے کہ ہمہ قرآن مول لیکے پڑھوؤ۔ کہ ارسمین
بڑا ثواب ہی۔ پھر اونسے لے لیتے کہ تمہارے پاس کوئی پڑھنے والا
نہین ہی۔ ہمارے شاگرد پڑھینگے اوسکا ثواب تمہارے مردے کو
دینگے۔ شب برات و محرم وغیرہ خیرات و مبرات کے دشمن
ہیں بیٹھے۔ مردونکے نام سے خیرات کرنے نہ دیتے۔ جہاں درگاہ پاتے اوسکو
توڑتے بڑا دام ارنکا جہاں کا نام تھا۔ لاکھوں رپیا لوگوں کا جہاں کے نام
سے چکے گئے۔ جاہلوں کو چاہئے عالم بنانا۔ رے جاہلوں کو جاہل
تر کرتے تھے۔ ہماری سرکار انگریزی بنا بر مصلحت کے کچھ دن چپ
تھی۔ انہوں نے فرصت پا کے ہماری سرکار ہی پر درپردہ دست اندازی
کرنے چاہا۔ بے انفاق سید احمد جاہل کو یہاں کے لوگوں نے خاتم انبیا سے
بڑھکے جانا۔ بعد مارتے جائے سید احمد کے بھی برسوں اوسکو جیتنا
بغا کے رکھا۔ اب بھی شاید اونمیں جیتنا ہو۔ مولوی امیر عابدی نامے نے
کہ لکھنؤ میں خروج کیا تھا اوسکو بھی بڑا جانا اوسکی شہادت میں
رسالہ لکھا اور مشتہر کیا۔ جو میڈے سنا اور دیکھا اگر لکھوں تو بڑی
کتاب ہوگی۔ اور اغلب رے سب ہماری سرکار انگریزی کے نوکر
تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ اب ارنکا دیکھا دیکھی لوگوں نے اور ہی
دھنگ نکالے ہیں۔ کبھی اپنی تئیں اسلام و اہل اسلام کا خیر خواہ
ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی دوستدار علم و علما اپنی تئیں مشتہر کرتے
ہیں۔ اور علم کے پھیلا نے کا دم مارتے ہیں اوسکو بڑا ذریعہ گردانا ہی
دولت کھینچنے کا۔ اللہ تعالیٰ ہملوگوں کو خصوصاً ہمارے امرا کو توفیق
عطا فرمائے کہ علم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور طالب العلموں کی
مدد فرماؤں۔ اور علم کو پھیلاؤں۔ جو لوگ کہ انکی آمدنی

برسمین پچاس ہزار روپے کی ہو اگر ایک ذبحہ بیس ہزار دینا
 نکالیں اور اس سے مفید کتابیں چھاپ کے بقدر خرچ کے اور
 کتابوں کی قیمت مقرر فرمائیں تو کئی آدمیوں کی اس کے ذریعہ
 سے پرورش ہوگی۔ اور طالب العلمونکو بھی مستی کتابیں
 ہاتھ آویں گی [اللہم وفقنا وایہم بفضلک الواسع انک ذو الفضل
 العظیم و ما توفیقی الا برحمتک وفضلک وشفاعة شفعاک سیما
 حبیبک محمد و آلہ و اصحابہ] بتاریخ بہت و پنجم ذی القعدة الحرام
 سنہ ۱۲۸۱ ہجری مطابق یست و دوم اپریل سنہ ۱۸۶۵ مسیحیہ
 ارسی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی الحمد للہ علی ذاک و الصلوۃ
 والسلام علی رسولہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین *



A N

A P P E N D I X .

TO

MAKHUZ-I OLOOM

An Astronomical work defending the Modern Astronomy
with quotations from the Quoran and Hudis & &.

BY

MOULVEE SYUD KURAMUT ALEE AL-HOSEINEE

OF JOUNPORE

Motawullee Hooghly Emambara.



Printed

AT THE MUZHUROOL UJAYUD PRESS

Calcutta

1865.

